مختصر وضاحت کے ساتھ چالیس ایمان افروز احادیث اور ان سے
حاصل ہونے والے ہدایت و عبرت کے بے شمار مدنی پھولوں پر مشتمل ایک
مفید تالیف

اربعین رضوی

مولف

علامہ

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

ناشر:
مکتبہ اعلحضرت علیہ الرحمتہ
(جنازہ گاہ) مزنگ لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ؐ

مختصر وضاحت کے ساتھ چالیس ایمان افروز احادیث
اور ان سے حاصل ہونے والے بے شمار ہدایت اور
عبرت کے مدنی پھولوں پر مشتمل ایک مفید تالیف

اربعین رضوی

مؤلف :
علامہ
محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر :

مکتبۂ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ جنازگاہ مزنگ لاہور

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول الله
وعلی الک واصحابک یا حبیب الله ط

نام کتاب ______ اربعین رضوی
مؤلف ______ علامہ محمد اکمل عطا
قادری عطاری
ناشر ______ مکتبۂ اعلیٰحضرت (علیہ الرحمۃ)
مزنگ لاہور
قیمت ______

فہرستِ کتاب

فہرستِ احادیث

تقریظ

فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل، استاذ العلماء والفضلاء، محسنِ اہلسنت مولانا
المفتی محمد اشفاق احمد صاحب

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کی نمائندہ تبلیغی و اصلاحی مشن کی حامل جماعت، کتاب و سنت کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کے شجرہ طیبہ نے جہاں عالم اسلام کو الحاد و زندقہ کی کڑی دھوپ میں سایہ رحمت عطا کیا، وہاں بے شمار شیریں اور باقی رہنے والے پھل بھی عنایت کئے۔ چنانچہ امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ایک تربیت یافتہ، منظورِ نظر، پیکرِ علم و ادب، عزیز القدر حضرت مولانا محمد اکمل عطا قادری رضوی عطاری مدظلہ العالی ہیں۔ جنہوں نے زیرِ نظر کتاب "اربعین رضوی" تالیف فرمائی ہے۔

بندہ نے کتاب ہذا کے چند اہم مقامات کو دیکھا ہے اور اس تالیف کو بہت زیادہ خوبیوں کا حامل اور اہلِ اسلام کے لئے انتہائی مفید

پایا ہے۔ مولف موصوف نے انتخابِ احادیث میں نہایت ژرف نگاہی اور کمال کا مظاہرہ کیا ہے اور شرحِ احادیث میں اسماء الرجال، توضیحات، نکات، محاسبہ، دعا جیسے عنوانات قائم کر کے ایک نئی اور جداگانہ طرز کی طرح ڈالی ہے۔جو کہ فاضل مولف کی تخلیقی صلاحیتوں پر دال اور دلیل ہے۔ موصوف نے یہ خوبصورت انداز اور اہم عنوانات قائم کر کے جہاں اپنے ماحول کی برکات اور تربیت کے فیض کو لوگوں میں عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں دورِ حاضر اور مستقبل کے شارحین کے لئے ایک عظیم باب کا اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی بلیغ کو منظور فرمائے اور اس عظیم علمی، روحانی، فکری کاوش کو اپنے بندوں میں قبول عام فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

دعا گو فقیر محمد اشفاق احمد غفرلہ

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم، خانیوال

حمدِ باری تعالیٰ

تیرا یکتا ہے دربار اللہ اللہ اللہ ھو
میرے مالک و مختار اللہ اللہ اللہ ھو

یکتا تیری ذاتِ والا مالک کل صفات
یکتا سارے نبی بھی تیرے یکتا تری ہر بات
سب سے اعلیٰ تو سرکار ....

تو ہے مصوّر تو ہے مؤخر تو مومن وھّاب
مُعِز بھی تو ہے مُذِل بھی تو ہے احَد صمَد توّاب
تو ہے رحمٰن تو غفار " " " "

رافع نافع جامع واسع مانع عادل نور
مُحصی مُبدی مُحیی مغنی ھادی اور شکور
تو ہے مَلِک حَکَم قہّار ....

اوّل و آخر باطن و ظاہر ماجد اور مجید
خالق مالک خافض قابض واجد اور حمید
باعث وارث اور جبّار ....

علی علیم و قوی عظیم و والی اور وکیل
ولی رحیم و غنی حکیم و باقی اور جلیل
حق بھی بَرّ بھی اور ستّار ....

سمیع بصیر و بدیع خبیر و باسط اور شہید
رزّاق و رحمٰن و مُقسِط واجد اور رشید
تو ہے قادر تو مختار ....

آنکھوں میں آقا کے جلوے دل میں ہر دم یاد
یونہی عطا کے گزریں روز و شب سن لے فریاد
تجھ پہ کچھ بھی نہیں دشوار ....

(علامہ محمد اکمل عطا قادری)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

تیری سب سے اونچی شان صلی اللہ علیک وسلم
پورے عالم کی تو جان صلی اللہ علیک وسلم

تو ہے طٰہٰ تو ہے یٰسین تو سب کا لجپال
تو ہے سرور تو ہے رہبر آمنہ بی کا لال
تو ہے نبیوں کا سلطان ....

راج دُلارا چاند سے پیارا دو جگ کا سردار
سب کا یاور سب کا ھادی حامئ روزِ شمار
تجھ سے اللہ کی پہچان ....

حامد عاقب حاشِر خاتم فاتح عادِل نور
مومن طاہِر طیب صادِق ناصِر و منصور
تو ہے صاحب قرآن............

اول و آخِر باطن و ظاہر عالم اور علیم
جامع قائم ذاکرِ کامل سابق اور کریم
تو ہے محبوبِ رحمٰن ....

ساقی کوثر شافعِ محشر شاہِ جودو عطا
ماہِ نبوت مہرِ رسالت فخرِ ارض و سما
تو ہے مولیٰ کی بُرھان............

نورِ مجسم فخرِ عالم صاحب خُلقِ عظیم
رافعِ نافعِ شافعِ دافعِ عالم اور یتیم
تو ہے ھادیٔ اِنس و جان ....

نیرِ اعظم زینتِ عالم سرورِ کون و مکاں
مالک جنت قاسم نعمت راحتِ قلب و جاں
تجھ سا کوئی نہیں انسان............

اب تو عطاؔ پر نظرِ کرم ہو کر دو بیڑا پار
قدموں میں بلوا لو آقا ہو جائے دیدار
لِلہ کر دو یہ احسان............

(علامہ محمد اکمل عطاؔ قادری)

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ط

"اَلْاِنتِسَاب"

"سگ عطار اس تالیف کو اپنے "ہادی ومُرَبّی امیر اہلسنت امیر دعوت اسلامی ابوالبلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور "قبلہ سید عبدالقادر قادری رضوی ضیائی باپو شریف مدظلہ العالی" کی خدمت بابرکت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ جن کی "حکمت ودانائی" کی برکت سے آج بے شمار اسلامی بھائی اور بہنیں "نام کے مسلمان سے کام کے مسلمان" بننے کی طرف خوشدلی واستقامت کے ساتھ گامزن ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر عافیت کے ساتھ قائم دائم فرمائے' انہیں حاسدوں کے حسد' شریروں کے شر اور دشمنوں کی دشمنی سے محفوظ رکھے' قدم قدم پر بے شمار مدنی خوشیاں دیکھنی نصیب فرمائے اور ہمیں بھی انکے نقش قدم پر چل کر سنتوں کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

طالبِ مدینہ وبقیع ومغفرت

عطاری

اکمل قادری
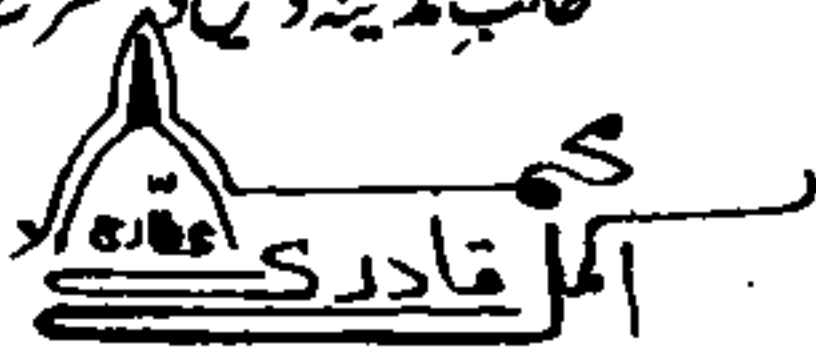
۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

”کچھ اس کتاب کے بارے میں“

اَلحَمدُ للّٰہِ رَبِّ المُصطَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہٖ المُجتَبٰی، اَمَّا بَعد، فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ط

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رَمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن چالیس احادیثِ مبارکہ کو کتابی شکل میں جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس طرح مدَنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ان شاء اللہ عزّوجل ”سگِ عطّار“ کا شمار بھی ان مؤلِّفین میں ہو گیا جن سے شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت و گواہی کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ

حضرت ابوالدَّرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس علم کی حد کتنی ہے کہ جب انسان اس تک پہنچے تو فقیہ ہو جائے؟“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری لمّت تک دین سے متعلق چالیس احادیث پہنچائے تو اللہ تعالیٰ اسے فقیہ و عالم اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور (اسکے ایمان و طاعت کی) گواہی دوں گا۔ (شُعَبُ الِایمان)۔“

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں اس حدیثِ پاک کی بناء پر سلف و خلف اکابر علماء کرام رحمھم اللہ اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار بننے اور آپ کو گواہ بنانے کیلئے اَربعینیات (یعنی چالیس احادیث کے مجموعے) جمع کیں۔ ہر ایک نے دین کے کسی ایک پہلو سے چالیس اَحادیث کو جمع کیا اور اس فقیر حقیر (یعنی شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی دین کے ہر باب سے ایک ایک حدیثِ پاک لیکر چالیس احادیث کا ایک مجموعہ تالیف (یعنی جمع) کیا ہے۔ علم حدیث کی خدمت و تدریس کے بعد سب سے پہلے جس تالیف کی مجھے توفیق عطا ہوئی وہ ”اربعین“ ہے۔“ (اَشِعۃُ اللَّمعات)

آپ کی وضاحتِ بالا سے معلوم ہوا کہ شفاعت و گواہی کی امید پر بے شمار بزرگانِ دین نے چالیس احادیث پر مشتمل کتب تصنیف فرمائیں اور ہر ایک نے اپنی اس کتاب کا نام "اربعین" رکھا۔ (اربعین عربی میں چالیس کو کہتے ہیں)۔ سگِ عطار نے بھی انہیں بزرگوں کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی توفیقِ رفیق سے اس شرف کو حاصل کیا اور اس مجموعے کا نام 'اعلیٰحضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کی نسبت کو شامل کر کے "اربعینِ رضوی" رکھا۔

اس کتاب میں ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ سب سے پہلے کچھ ضروری اِصطلاحات کی تعریفات ہیں' پھر اربعینِ رضوی میں جن کُتبِ احادیث میں سے احادیث لی گئی ہیں' ان کُتب اور انکے مؤلفین کا مختصر تعارف ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد چالیس احادیث ہیں اور ہر حدیثِ مبارکہ کے تحت پانچ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

(۱) راوی (۲) وضاحت (۳) مدنی پھول (۴) مُحاسبہ (۵) دُعا

ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) راوی

اسمیں مختصر اًحدیثِ پاک کے راوی کا تعارف ہے۔

وضاحت

اس کے تحت مدنی آقا ﷺ کے فصیح بلیغ کلام کے ان پہلوؤں کی مختصراً وضاحت بزرگانِ دین کی مُعتبر شروحات کی روشنی میں کی گئی ہے کہ جہاں تک ہمارے ناقص اذہان کی رسائی "کامل طور پر" ممکن نہ تھی ان شروحات میں مرقات شرح مشکوٰۃ (مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ) 'مراۃ شرح مشکوٰۃ (حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)' اشعۃ اللمعات (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)' فتح الباری شرح صحیح البخاری (علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)' شرح صحیح مسلم (علامہ یحیٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ) شامل ہیں' ان کے علاوہ صحاحِ ستہ کے حواشی سے بھی مدد لی گئی ہے۔

مدینہ :۔احادیث کے ساتھ وضاحت کا پڑھنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ بعض مدنی پھولوں کا احادیث سے اخذ کرنا سمجھ میں آنا دشوار ہے۔

(۳)مَدَنی پھول

اسمیں کلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والے ہدایت و عبرت کے مَدَنی نکات جمع کیے گئے ہیں۔ کیونکہ بغیر فُرُوحات کے صرف احادیث کے مطالعہ سے ،بعض اوقات مکمل طور پر ہدایت کے حُصُول میں ناکامی رہتی ہے اس طرح ہم ان فیوض وبَرَکات سے محروم رہ جاتے ہیں کہ جو مُطالَعہ کے بعد حاصل ہونی چاہئیں ،اسکا اندازہ کتاب پڑھنے کے بعد بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

(۴)مُحاسَبہ

سعادت مند امتی وہ ہے کہ جو محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے پاکیزہ و بے عیب الفاظ کو سن کر یا پڑھ کر یوں غور و تفکّر شروع کر دے کہ "کیا میں دعوائے غلامی کرنے کے باوجود اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں یا نہیں"؟ کیونکہ اسی غور و تفکّر کے نتیجے میں "احکامات پر عمل پیرا ہونے" کی سعادت حاصل ہوتی ہے ،اور اس کی بَرَکت سے انسان "دنیا" میں "عزت" اور "آخرت" میں "حتمی فلاح" حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن آج بدقسمتی سے ہمارے مسلمان بھائی احکامات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) ایک کان سے سنکر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں ،اپنا مُحاسَبہ کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں بلکہ مُحاسَبے کا تو ذہن ہی ختم ہو چکا ہے حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے لوگو! اپنا حساب کر لو اس سے پہلے کہ (قیامت میں) تمہارا احساب کیا جائے۔" (کیمیائے سعادت)۔

اسی خیال کے تحت اس مَقام پر مَدَنی پھولوں کی روشنی میں ذاتی مُحاسَبے کیلئے

چند سُوالات بیان کیے گئے ہیں' مجھ سمیت ہر اسلامی بھائی اور بہن کو چاہیئے کہ اس مُحاسبے کے آئینے میں اپنے آپ کو انتہائی دیانت داری سے دیکھنے کی کوشش کرے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے ظاہر و باطن کی اصلاح کی سعادت حاصل کرنا کچھ زیادہ دُشوار محسوس نہ ہوگا۔

(۵) دُعا

آخر میں جن چیزوں کا حُصُول ضروری یا جن سے پرہیز لازم ہے' ان کے حُصُول یا ان سے پرہیز کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے محبوب بندوں کے وسیلے سے دعا تحریر کی گئی ہے' بہتر ہے کہ مُطالعہ کرتے ہوئے ہر دعا پر آمین بھی کہتے جائیں ہو سکتا ہے کہ یہ دعا' درجۂ مقبُولیّت حاصل کرلے اور اس کے بدلے میں بے شمار انعامات حاصل ہو جائیں۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّت کے غم میں بہنے والے آنسوؤں کے صدقے میں' اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اسے میرے عظیم محسنوں یعنی امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی اور قبلہ باپو شریف دامت برکاتھم العالیہ کیلئے خصوصاً اور تمام علماء اہلسنّت و مشائخِ عظام رضی اللہ عنھم کیلئے عموماً بلندی درجات کا سبب بنائے۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ (اے اللہ عزوجل قبول فرمالے (یہ دعا) امانت دار نبی کی عظمت و بزرگی کے وسیلے سے ان پر اللہ تعالیٰ' رحمت اور سلامتی نازل فرمائے) ﴾

”چند اصطلاحات اور ان کی تعریفات“

کسی علمی یا فنی گروہ کے، کسی لفظ کے لغوی معنیٰ کے علاوہ، کوئی خاص مفہوم مقرر کر لینے کو ”اصطلاح“ کہتے ہیں۔ اس کی جمع ”اصطلاحات“ ہے۔

مدینہ

یہاں پر صرف ”اربعین رضوی“ میں مُستَعمَل (یعنی استعمال شدہ) اصطلاحات کی ہی تعریفات بیان کی گئی ہیں۔

(۱) اربعین

چالیس احادیث کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

(۲) حدیث

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام علیھم الرضوان یا تابعین عِظام رَحِمَھُم اللہ اجمعین کے قول یا فعل یا تقریر کو کہتے ہیں۔ (تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ان نُفُوسِ قُدسِیَّہ، کے سامنے کوئی بات کہی گئی یا کوئی کام کیا گیا اور ان حضرات نے نہ تو اس بات کا انکار کیا، نہ ہی اس فعل سے روکا بلکہ خاموشی اختیار فرما کر اس بات کے درست ہونے اور فعل کے جائز ہونے کو پختگی عطا فرمائی۔)

(۳) سنّت

شرعی اعتبار سے سنت کا اطلاق زیادہ تر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر پر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خلفاءِ راشدین (یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی) رضی اللہ عنھم کے طرزِ عمل کو بھی سنت کہتے ہیں۔“ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے۔ ”عَلَیکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ“ ”تم میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو تھامے رکھو۔“ (ترمذی۔ ابوداوٗد)

(بعض اوقات لغوی معانی یعنی راہ، رَوِش، طریقہ، عادت وغیرہ میں مستعمل ہے۔)

(۴) مُتَّفَقٌ علیہ

وہ حدیثِ پاک جو بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں موجود ہو۔

(۵) صحاحِ ستّہ

احادیثِ مبارکہ کی چھ (۶) مستند کتابیں یعنی بخاری و مسلم و ابوداوٗد و نسائی و ترمذی و ابنِ ماجہ۔

(۶) جامع

وہ کتاب ہے جس میں تفسیر' عقائد' آداب' احکام' مَنَاقِب' سِیَر' فتن اور علاماتِ قیامت وغیرہ ہر قسم کے مسائل کی احادیث درج کی گئی ہوں جیسے جامع بخاری' جامع ترمذی۔

(۷) سُنَن

وہ کتاب ہے جس میں احکام کی احادیث' ابوابِ فقہ کی ترتیب کے موافق بیان ہوں۔ جیسے سننِ ابوداوٗد' سننِ نسائی' سننِ ابن ماجہ۔

(۸) مُسْنَد

وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیبِ رتبی یا ترتیبِ حروفِ ہجایا تقدم و تاخر اسلامی کے لحاظ سے احادیث مذکور ہوں جیسے مسندِ احمد و مسند دارمی۔

(۹) مجزوء

وہ کتاب ہے کہ جسمیں صرف ایک مسئلہ کی احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے جزءالقراءۃ للبخاری۔

(۱۰) راوی

حدیثِ پاک بیان کرنے والا۔

(۱۱) صحابی

وہ مسلمان جس نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حیاتِ ظاہری میں، اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا یا شرفِ ملاقات حاصل کیا ہو اور پھر اس کا حالتِ ایمان میں ہی انتقال ہوا ہو۔

(۱۲) تابعی

وہ مسلمان جس نے کسی صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کو ان کی حیاتِ ظاہری میں اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا یا شرفِ ملاقات حاصل کیا ہو اور پھر اس کا حالتِ ایمان میں ہی انتقال ہوا ہو۔

(۱۳) اَعْرابی

عرب کا دیہاتی۔

(۱۴) تفسیر

قرآن پاک کی شرح۔ (بعض اوقات اپنے لغوی معانی یعنی تشریح، تفصیل، توضیح، وضاحت وغیرہ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے)

مدینہ :۔ ہر مقام پر "امیرِ دعوتِ اسلامی" سے "امیرِ اہلسنت ابو البلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی" اور سگِ عطار سے "مؤلفِ اربعینِ رضوی" مراد ہیں۔

"کتبِ احادیث اور ان کے مؤلفین کا مختصر تعارف"

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ یہاں صرف ان کتب اور ان کے مؤلفین کے مختصر ذکر کی سعادت حاصل کی جائے گی کہ جن کتب میں سے اربعینِ رضوی کیلئے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔

(۱) بخاری شریف

تقریباً تمام علماءِ اہلسنّت و ملت کا اس پر اتفاق ہے کہ روئے زمین پر کتاب اللہ (عزوجل) کے بعد بخاری شریف سے زیادہ کوئی صحیح ترین کتاب موجود نہیں۔ اس کتابِ مبارک کی تالیف کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تک حدیثِ پاک کی کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی کہ جسمیں صرف صحیح احادیث جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہو' چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اس کام کیلئے ارشاد فرمایا' اسی زمانے میں

آپ نے خواب میں دیکھا کہ "آپ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے پنکھا جھل کر مکھیاں[1] اڑا رہے ہیں۔" اس خواب کی یہ تعبیر کی گئی کہ "آپ' رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دُور فرمائیں گے۔" چنانچہ آپ نے صحیح احادیث جمع کرنے کا عزمِ مصمّم (یعنی پختہ ارادہ) کر لیا۔ آپ نے اپنی اس کتاب کیلئے چھ لاکھ احادیث میں سے احادیث کا انتخاب فرمایا۔ حدیثِ پاک لکھنے سے پہلے آپ کا معمول تھا کہ پہلے غسل فرماتے' پھر دو رکعت نماز پڑھ کر حدیثِ پاک کی صحت کے بارے میں استخارہ فرماتے اور پھر اسے کتاب میں درج فرماتے۔ آپ کی' احادیث جمع کرنے کے سلسلے میں یہ پُر خلوص خدمت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہو گئی' چنانچہ ابوزید مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں' بیت الحرام میں رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) کے درمیان سویا ہوا تھا' میں نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا

---

[1] یہ صرف ایک خوابی منظر' تھا ورنہ ظاہراً رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر کبھی بھی مکھی نے بیٹھنے کی جرات نہ کی جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "شفاء شریف" میں ذکر فرمایا کہ یہ رحمتِ عالم ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ کے جسدِ اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔"

'اے ابوزید (رحمۃ اللہ علیہ)! شافعی کی کتابیں کب تک پڑھتے رہو گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟" میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی کتاب کون سی ہے؟"۔ فرمایا "محمد بن اسمٰعیل (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کی صحیح بخاری۔"

صحیح بخاری میں موجود احادیثِ کریمہ کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ حافظ ابنِ صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کل احادیث "سات ہزار دو سو پچھتر ۷۲۷۵" اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کل تعداد "سات ہزار تین سو ستانوے ۷۳۹۷" ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم)

مولفِ صحیح بخاری

آپ کا نام "محمد بن اسمٰعیل (رحمۃ اللہ علیہ)" اور کنیت "ابو عبداللہ" ہے۔ "۱۳ شوال ۱۹۴ھ" میں "بخارا شہر" میں پیدا ہوئے' اسی کی نسبت سے "بخاری" کہلاتے ہیں۔ آپ بچپن میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ اَطِبّاء ومُعَالِجین علاج سے مایوس ہو گئے' آپ کی عابدہ وزاہدہ والدہ محترمہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رو رو کر آپ کے لئے بصارت کا سوال کیا' چنانچہ ایک رات خواب میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تیری گریہ زاری اور دعاؤں کی بَرَکت سے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹادی ہے۔" صبح جب آپ نے صاحبزادے کو ملاحظہ فرمایا تو ان کی آنکھیں دُرُست ہو چکی تھیں۔"

آپ بے مثال قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ چنانچہ جس کتاب کو ایک مرتبہ ملاحظہ فرمالیتے' حفظ ہو جاتی' آپ کو تین لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں' جن میں ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح تھیں۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے' اکثر اپنے کام خود کیا کرتے تھے' کثرت سے نوافل پڑھتے' شب بیداری فرماتے اور روزے رکھا کرتے۔ رَمضَان المُبَارک میں ہر روز ایک قرآنِ پاک کا ختم فرماتے' آپ کا وصال شریف یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ سال (۶۲) کی عمر میں

خرتنگ نامی بستی میں ہوا۔

(۲) مسلم شریف

صحاحِ ستہ میں بخاری شریف کے بعد، مسلم شریف کا مرتبہ ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کتاب کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر محدثین دو سو سال بھی احادیث لکھتے رہیں، پھر بھی ان کا مدار (یعنی انحصار) اسی کتاب پر ہوگا۔" بارگاہِ الٰہی عزوجل میں اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابو علی زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ "تمہاری بخشش کا سبب کیا چیز بنی؟" آپ نے قریب رکھی ہوئی مسلم شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی۔"

۱۵ سال کی طویل محنت و جدوجہد کے بعد یہ عظیم الشان کتاب معرضِ وجود میں آئی۔ اس کی احادیث کی کل تعداد میں اختلاف ہے، ابوالفضل احمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کی کل تعداد بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ اور ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ تقریباً آٹھ ہزار بیان فرماتے ہیں۔

مؤلفِ مسلم شریف

آپ کا نام "مسلم بن الحجاج" اور کنیت "ابوالحسین" ہے۔ خراسان کے شہر نیشاپور میں "۲۰۲ھ یا ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ" میں دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ سرخ و سفید رنگ، طویل القامت اور خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ اکثر عمامہ شریف باندھتے تھے۔ اپنی ذاتی ضروریات کی تکمیل کیلئے تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کا واقعہ بے حد عجیب و غریب ہے۔ اس طرح کہ آپ سے، کسی مجلس میں ایک حدیثِ پاک کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فی الحال آپ کے ذہن میں اس سے متعلق معلومات موجود نہ تھیں، چنانچہ گھر آکر اس کی تلاش شروع فرمادی۔ قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا۔ حدیثِ پاک کی

تلاش کے دوران آپ ایک ایک کھجور بھی کھاتے رہے۔ حد درجہ توجہ واستغراق کے باعث کھجوروں کی مقدار کی جانب دھیان نہ رہا' اور آپ نے کھاتے کھاتے پورا ٹوکرا ہی خالی فرمادیا اور یہی کثرت آپ کے وصال کا سبب بن گئی اور یوں آپ ۲۴ رجب ۲۶۱ھ "اتوار کے دن شام کے وقت' دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

(۳) جامع ترمذی

اس کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "اس کتاب کی طرح 'علل حدیث کے بیان' صحیح وحسن وضعیف کی نشاندہی کرنے 'سلف وخلف کے مذاہب بیان کرنے اور مجتہدین کے اختلافات ظاہر کرنے میں کوئی بھی کتاب تالیف نہیں کی گئی۔" علماء کرام نے اس کتاب کے بارے میں کہا ہے "یہ کتاب مجتہد کیلئے کافی ووافی اور مقلد کو بے نیاز کردینے والی ہے۔" امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ اپنی اس کتاب کے بارے میں خود ارشاد فرماتے تھے کہ "جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو' وہ یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام فرمارہے ہیں" اس میں کل احادیث کی تعداد "۳۹۵۶" بتائی گئی ہے۔

مؤلفِ ترمذی

آپ کا نام "محمد" اور کنیت "ابو عیسیٰ" ہے۔ ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر "ترمذ" میں پیدا ہوئے' اسی کی نسبت سے ترمذی کہلاتے ہیں۔ آپ بہت عابد وزاہد اور نرم دل کے مالک تھے۔ اکثر گریہ وزاری فرماتے رہتے' جس کے سبب اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

آپ بے مثال قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب التہذیب" میں اس کے بارے میں ایک واقعہ درج فرمایا ہے کہ "امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک شیخ سے ان کی احادیث کے دو جزء نقل کیے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں وہ میرے ہمراہ

تھے' مجھے اب تک ان اجزاء کی جانچ پڑتال کا موقع نہ ملا تھا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ "آپ ان احادیث کی قرأت کیجئے اور میں سن کر تصحیح کرتا جاؤں گا۔" شیخ نے منظور فرمالیا۔ میں نے ان اجزاء کو اپنے سامان میں تلاش کیا' لیکن وہ نہ ملے۔ بالآخر میں نے ان اجزاء کی مثل سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لئے اور شیخ سے قرأت کی درخواست کی۔ شیخ' قرأت فرماتے رہے اور میں انہیں اپنے ذہن میں محفوظ کرتا رہا۔ اچانک شیخ کی نگاہ ان سادہ کاغذوں پر پڑ گئی۔ ناراض ہو کر فرمانے لگے "تم کو شرم نہیں آتی' مجھ سے مذاق کرتے ہو۔" میں نے ان کی خدمت میں سارا معاملہ عرض کیا اور کہا کہ آپ کی بیان کردہ تمام احادیث مجھے یاد ہو گئی ہیں۔ "فرمایا' سناؤ" میں نے وہ تمام احادیث لفظ بلفظ سناڈالیں۔ شیخ نے دوبارہ امتحان کیلئے چالیس (۴۰) ایسی احادیث پڑھیں جو صرف ان سے روایت کی جاتی تھیں۔ میں نے انہیں بھی اسی طرح ترتیب وار سنا دیا۔ اس پر شیخ خوش ہو کر ارشاد فرمایا "ماریت مثلك" "میں نے تمہاری مثل کوئی نہیں دیکھا۔"

۱۳ رجب ۲۷۹ھ کو ترمذ کے مقام پر ہی آپ کا وصال ہوا۔ اور وہیں مدفون ہیں۔

(۴) سننِ ابوداوٗد شریف

یہ شہرۂ آفاق وما یہ ناز کتاب بغداد شریف میں لکھی گئی۔ بعدِ تصنیف علماء اسلام نے اسے بے حد پسند فرمایا اور فراخ دلی کے ساتھ اس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا' چنانچہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "دین کے مقدمات (یعنی معاملات) کا علم حاصل کرنے کیلئے کتاب اللہ (عزوجل) اور سننِ ابوداوٗد کافی ہیں۔" امام حافظ ابو جعفر لکھتے ہیں کہ احادیثِ فقہ کے حصر و احصاء (یعنی احاطہ کرنے) میں ابوداوٗد کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ صحاحِ ستہ کے باقی مصنفین میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں۔" امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمِ حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کیلئے کافی ہے۔" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "جو شخص فقہ میں اشتغال رکھتا ہو اس کو سننِ ابوداوٗد کا خوب غور

سے مطالعہ کرنا چاہیئے' کیونکہ عام احکام جن احادیث پر موقوف ہیں وہ تمام' اس کتاب میں آگئی ہیں اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اس طرح تلخیص و تہذیب (یعنی پاک و صاف کرنے) کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ان سے احکام کو حاصل کرنا سہل (یعنی آسان) ہو گیا ہے۔"

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی اس پر خلوص خدمت کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں شرفِ قبولیت حاصل ہے' چنانچہ حسن بن محمد بن ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ایک بار خواب میں مجھے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ پاک حاصل ہوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا"جو شخص سنن (یعنی سنتوں) کا علم حاصل کرنا چاہے وہ سننِ ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔" اسمیں کل "۴۸۰۰" احادیث "جمع کی گئی ہیں۔

مؤلفِ سننِ ابوداؤد شریف

آپ کا نامِ مبارک "سلیمان بن اشعث بن اسحاق" اور کنیت "ابوداؤد" ہے۔ "۲۰۲ھ یا ۲۰۱ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے اسی کی نسبت سے سجستانی کہلاتے ہیں۔ آپ بہت بڑے عابد و زاہد' نہایت منکسر المزاج اور بے حد سادگی پسند تھے۔ کسی نے دیکھا کہ آپ کی ایک آستین فراخ اور ایک تنگ ہے' وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا"ایک کشادہ اس لئے ہے تاکہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری تنگ اس لئے ہے کہ بلاوجہ کشادہ رکھنا اسراف میں داخل ہے۔"

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ' آپ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ جب آپ کو اطلاع ملی تو بہت خوش ہوئے اور آگے بڑھ کر حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کو خوش آمدید کہا۔ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"اے شیخ! ذرا اپنی وہ زبانِ مبارک دکھائیں کہ جس سے آپ' احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔" آپ نے اپنی زبان باہر نکال دی' حضرت

سل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا۔" آپ کا وصال شریف "۱۶ شوال ۵۷ ۲ھ کو جمعہ کے دن ہوا۔

(۵) سنن نسائی شریف

یہ کتاب 'سرمایہ حدیث میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض علماء نے اسے بخاری شریف پر بھی فوقیت دی ہے چنانچہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب 'امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح بخاری سے زیادہ بہتر ہے۔" اور محدث ابن احمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مشائخ سے یہاں تک روایت کیا کہ "سنن نسائی 'علم حدیث کی تمام تصانیف میں سب سے افضل ہے اور کتب اسلامیہ میں یہ اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس میں "۵۷۶۱" احادیث نقل کی گئی ہیں۔

مولف سنن نسائی شریف

آپ کا اسم شریف "احمد بن شعیب" اور کنیت "ابو عبدالرحمٰن" ہے۔
آپ '۲۱۵ھ میں خراسان کے مشہور شہر "نساء" میں پیدا ہوئے 'اسی نسبت سے "نسائی" کہلاتے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث حاصل کرنا شروع فرمایا اور اس کے لئے بے شمار شہروں میں جا کر کثیر اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض کیا۔ آپ بے حد خوبصورت اور توانا و جسیم تھے 'قیمتی و عمدہ لباس پہنتے اور اعلیٰ قسم کا کھانا تناول فرماتے 'لیکن اس کے ساتھ ساتھ بے حد عبادت گزار اور شب بیدار بھی تھے 'آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔ حکام کی مجلس سے ہمیشہ پرہیز فرماتے۔
آپ کا انتقال "۱۳ صفر" "۳۰۳ھ" میں ہوا۔ وجہ انتقال یہ ہوئی کہ آپ نے جامع دمشق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان فرمائے 'جس کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد رکھنے والے مشتعل ہو گئے اور

آپ کو شدید زدو کوب کیا گیا۔ خدّام گھر لے آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "مجھے فوراً مکّہ معظّمہ پہنچادو۔ تاکہ مکّہ مکرمہ میں یا اسکے راستے میں انتقال ہو جائے' چنانچہ مکّہ مکرمہ پہنچنے پر آپ کا وصال ہوا' اور ایک روایت کے مطابق راستے میں رَملہ (فلسطین) کے مقام پر انتقال ہوا' پھر وہاں سے مکہ شریف منتقل کیا گیا۔

(۶) سُنن ابنِ ماجہ

اس کتاب کو پانچویں صدی ہجری کے آخر میں صحاحِ ستہ میں شمار کیا گیا۔ جب یہ کتاب تصنیف کر کے حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا "اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تو اس دور کی اکثر جوامع اور مصنفات بیکار ہو کر رہ جائیں گی۔"

اس کتاب کی سب سے اہم خوبی اور انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی حدیث مکرّر (یعنی دوبارہ) نہیں لائی گئی' یہ وہ خوبی ہے کہ جس سے بقیہ کُتبِ حدیث خالی ہیں' اس میں موجود احادیث کی تعداد "۴۰۰۰" ہے۔

مؤلفِ سنن ابنِ ماجہ

آپ کا "اسم گرامی محمد بن یزید" لقب حافظ" اور "کنیت ابو عبداللہ" تھی۔ "ماجہ" آپ کے والد کا لقب تھا۔ "۲۰۹ھ" کو عراق کے مشہور شہر "قزوین" میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد حصولِ علم حدیث کیلئے بے شمار مقامات پر سفر فرمایا۔ آپ اپنے دور کی محترم و پر خلوص شخصیت تھے۔ ۶۴ سال کی عمر میں "۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ" میں پیر کے دن وصال فرمایا۔

(۷) مسندِ امام احمد

یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔ اس کی باقاعدہ ترتیب کیلئے آپ کو مہلت نہ مل سکی' چنانچہ آپ کے وصال کے بعد

آپ کے صاحبزادے نے کچھ اضافے کے ساتھ اس کو مرتب کیا۔ اس میں کل "۴۰,۰۰۰" احادیث ہیں جن کا تقریباً ساڑھے سات لاکھ (۷۵۰۰۰۰) احادیث میں سے انتخاب کیا گیا ہے' اس کتاب کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خود ارشاد فرماتے تھے کہ "اس کتاب کو معیار اور مرجع قرار دیا جائے اور جو حدیثِ پاک اس میں نہ ہو اس کو غیر معتبر مانا جائے۔"

مؤلفِ مسند امام احمد

آپ کا نامِ مبارک "احمد بن حنبل" اور کنیت "ابو عبداللہ" ہے۔ ربیع الاول کے مہینے میں "۱۶۴ھ" میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک بہت بڑی علمی شخصیت تھے' امام بخاری' امام مسلم اور امام ابوداؤد رضی اللہ عنھم کے علاوہ بے شمار محدثین آپ کے شاگرد رہے ہیں۔ آپ کے بارے میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ "میں نے دو سو ماہرینِ علم سے استفادہ (یعنی فائدہ حاصل) کیا' لیکن ان میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مثل کوئی نہ تھا' آپ کبھی عام دنیاوی کلام نہ کرتے تھے' جب بھی گفتگو فرماتے تو موضوع کوئی علمی مسئلہ ہی ہوتا۔" اور حضرت سعید بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو بلاشبہ ایک معجزہ کہلاتے۔" اور حضرت ابوالعباس احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد' تمام مسلمانوں کی نیکیاں آپ کے میزان میں ہیں' اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے بعد کے تمام لوگوں کا علم و عمل آپ کے میزان میں ہے۔"

آپ فقر و فاقہ کے باوجود' بہت خود دار اور بے نیاز تھے' ایک مرتبہ کھانے کیلئے کچھ نہ تھا' مجبوراً اپنی نعلین گروی رکھ کر روٹیاں خریدیں۔ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا' تو کچھ رقم آپ کی طرف ہدیۃً بھیجی' لیکن آپ کے ضمیر نے گوارا نہ کیا چنانچہ شکریئے کے ساتھ تمام رقم واپس لوٹا دی اور خود محنت و مشقت کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کی۔

آپ دن رات میں ۳۰۰ نوافل پڑھتے اور سات راتوں میں نوافل میں ایک قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے۔ آپ کے پاس مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا' آپ اس مقدس بال کو ہونٹوں پر رکھ کر بوسہ دیتے' کبھی آنکھوں سے لگاتے اور کبھی بیمار ہوتے تو اسے پانی میں ڈبو کر اس پانی سے شفا حاصل فرماتے۔

آپ زبردست حافظِ حدیث تھے' آپ کو تقریباً "دس لاکھ احادیث" زبانی یاد تھیں۔ ۷۷ سال کی عمر میں "۲۴۱ھ" میں وصال فرمایا۔

(۸) مؤطا امام مالک

فنِ حدیث میں سب سے پہلی مدوّن (یعنی ترتیب دی ہوئی) کتاب "موطا امام مالک" ہی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو بہت محنت و خلوص سے تصنیف فرمایا' جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ نے اسے تصنیف فرمانا شروع کیا تو آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی اس فن میں لکھنا شروع کر دیا' بعض لوگوں نے عرض کی کہ "آپ کیوں اپنے آپ کو اس تصنیف کی وجہ سے تکلیف میں ڈال رہے ہیں جبکہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرز کی کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں؟" آپ نے فرمایا "عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام محض اللہ عزوجل کیلئے ہے" چنانچہ موطا کے ظہور کے بعد وہ تمام کتابیں اپنی رونق و شہرت کھو بیٹھیں اور اس زمانے کی تالیفات میں سے سوائے موطا کے کسی کا نام و نشان موجود نہیں۔

آپ تصنیف سے فارغ ہوئے تو اپنا اخلاص ثابت کرنے کیلئے مسودہ (وہ تحریر جو بطور خاکہ لکھی گئی ہو) کے تمام اوراق کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا "اگر ان میں سے ایک ورق بھی بھیگ گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔" لیکن یہ آپ کے اخلاص اور صدقِ نیت کا نتیجہ تھا کہ پانی میں ڈالنے کے باوجود' ان اوراق میں سے ایک ورق بھی نہ بھیگا' چنانچہ اس نیک و پاکیزہ کام میں "آپ کی صرف اور

صرف اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کی نیت" تمام لوگوں پر واضح ہوگئی۔

اسی اخلاص کی برکت تھی کہ یہ کتاب' مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی' چنانچہ محمد بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کی کہ "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے کچھ احادیث ارشاد فرمایئے تاکہ میں' انہیں آپ سے روایت کروں۔" مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے ابن السّری! میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے' جس کو وہ' تم میں تقسیم کریں گے اور یاد رکھو وہ خزانہ موطا ہے۔" پھر فرمایا "اللہ عزوجل کی کتاب اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے لئے موطا سے زیادہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے۔ اس کتاب کا سماع کرو (یعنی سنو) اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔"

اس کو "موطا" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ "مُواطاۃ" بمعنی "مُوافقت سے ماخوذ ہے۔ چونکہ اس کتاب کے ساتھ اس زمانے کے تمام علماء نے مُوافقت کی تھی اس لئے اسے "موطا" کہا جاتا ہے یعنی "موافقت شدہ"۔ اس میں "۱۷۲۰" احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔

مؤلفِ موطا امام مالک

آپ کا اسم شریف "مالک بن انس" اور لقب "امام دارالہجرت" ہے۔ آپ دراز قد' فربہ بدن اور سفید مائل بہ زردی رنگت کے مالک تھے۔ عام طور پر سفید لباس زیبِ تن فرماتے' عمامہ شریف باندھتے اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔

آپ کو تحصیلِ علم کا بہت شوق تھا' لیکن کتابیں خریدنے کیلئے پیسے نہ تھے' چنانچہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی لکڑیاں فروخت کر کے کتابیں خریدیں۔

آپ مدینہ منورہ کا بے حد ادب فرماتے' چنانچہ آپ نے حُدودِ حرمِ مدینہ میں کبھی بھی قضائے حاجت نہ فرمائی' ہمیشہ شہر سے باہر تشریف لے جاتے۔ نہ مدینے میں کبھی جوتا پہنتے نہ سواری پر سوار ہوتے' فرماتے تھے "جس شہر میں

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ انور ہو' اس شہر کی سر زمین کو سواری کے قدموں سے روندتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔"

درسِ حدیث کیلئے بہت اہتمام فرماتے' غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیبِ تن فرماتے پھر خوشبو لگا کر جلوہ افروز ہوتے' دوران درس کبھی پہلو نہ بدلتے' جب تک درس جاری رہتا' انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے۔ آپ کا یہ اندازِ ادب اور عشق' مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پسند آیا کہ خود ارشاد فرمایا "میری کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ جس میں' میں نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو۔"

آپ کا وصال ماہ صفر یا ۱۰ ربیع الاوّل کو "۹ے۱ھ" میں ہوا۔

(۹) مُسنَدِ دارِمی

یہ کتبِ احادیث میں ایک عمدہ و مفید کتاب ہے۔ اس میں "۱۵" ایسی احادیث موجود ہیں کہ جن میں امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف "تین واسطے" ہیں۔ موجودہ نسخہ مسندِ دارمی میں "۳۵۵۷" احادیث درج ہیں۔ جنہیں "۱۴۰۸" ابواب میں متفرق طور پر جمع کیا گیا ہے۔

مُؤلفِ مسندِ دارِمی

آپ کا نام مبارک "عبداللہ بن عبدالرحمان سمرقندی" اور کنیت "ابو محمد" ہے۔ چونکہ آپ کا تعلق "قبیلہ دارِم بن مالک" سے تھا چنانچہ اسی کی نسبت سے دارمی مشہور ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۸۱ھ میں ہوئی۔ بہت متقی' پرہیز گار اور عابد وزاہد تھے۔ کثرت سے سفر اختیار فرمایا کرتے اور دور دراز شہروں میں علماءِ حدیث کی خدمت میں حاضر ہو کر علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ کو تقریباً ایک لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ سے امام مسلم' امام ابوداؤد اور امام ترمذی جیسے ائمہ حدیث

سے احادیث روایت کی ہیں۔

وصالِ مبارک پیر کے دن 'یوم' عرفہ میں ۲۵۵ھ میں ہوا۔ جس وقت آپ کی وفات کی خبر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے انتہائی صدمہ سے سر جھکالیا' آنکھوں سے اشک بہنے لگے اور زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کیلئے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) جاری ہو گیا۔

مؤلف دار قُطنی :۔

آپ کا اسم گرامی "علی بن عمر" اور کنیت "ابو الحسن" ہے۔ ۳۰۵ھ یا ۳۰۶ھ میں بغداد کے ایک بڑے محلے "دار قطن" میں پیدا ہوئے اس کی نسبت سے دار قطنی کہلاتے ہیں۔

آپ اپنے زمانے میں حافظِ حدیث، فاضل، محدث، عالم با عمل اور یگانۂ وقت تھے۔ نیز علم حدیث، حدیث کی علل پہچاننے، اسماءِ رجال اور راویوں کی شناخت میں بے مثل تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ "اس باب میں ان کے بعد، ان جیسا کوئی دوسرا شخص پیدا نہ ہوا اور یہ فن آپ پر ختم ہو گیا"۔

آپ تفسیر وفقہ اور ادب و شعر میں درجۂ کمال پر فائز تھے۔ آپ سے حافظ ابو نعیم، ابو بکر برقانی، جوہری، قاضی ابو طیب طبری اور حاکم ابو عبد اللہ نیشا پوری نے احادیث روایت کیں۔

حاکم نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ "آپ نے دار قطنی جیسا کوئی شخص دیکھا ہے؟" آپ نے جواباً فرمایا "دار قطنی نے تو خود اپنے جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا تو مجھے اس جیسا دوسرا شخص کہاں نظر آئے گا۔"

آپ بغداد میں ہی ۳۸۵ھ، ۲۲ ذیقعد، بدھ کے روز فوت ہوئے۔

حدیث پاک نمبر (1)

اسلام و ایمان و اخلاص و قیامت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں
کہ ایک دن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص
ہمارے سامنے نمودار ہوا جس کے کپڑے بہت سفید اور بال نہایت کالے تھے[1]
اس پر سفر کا کوئی اثر دکھائی نہ دیتا تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا[2]،
یہاں تک کہ وہ شخص، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح بیٹھ
گیا کہ اس نے اپنے دونوں گھٹنے، آپ کے مبارک گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے
دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لئے[3] اور عرض کی۔ یا محمد[4] (صلی اللہ
علیک وسلم)! "مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے[5]" آپ نے ارشاد فرمایا کہ
"تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد (صلی
اللہ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے،
رمضان کے روزے رکھے اور طاقت و استطاعت[6] کی صورت میں کعبۃ اللہ
(عزوجل) کا حج کرے" (یہ سنکر) اس نے عرض کی "آپ نے سچ فرمایا۔"
(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ "ہمیں اس کی بات سے تعجب ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا بھی ہے اور پھر آپ کی تصدیق بھی کرتا
ہے[7] پھر اس نے عرض کی "مجھے ایمان کے بارے میں خبر دیجئے[8]" نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، اس کے
فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں (علیہم السلام)، روزِ قیامت اور اچھی
بری تقدیر پر ایمان لائے[9]" اس نے عرض کی "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ
فرمایا۔" (اس کے بعد) اس نے عرض کی مجھے اِحسان کے متعلق بتایئے[10]" فرمایا
کہ "تو اللہ (عزوجل کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے[11] اگر یہ نہ
ہو سکے تو یہ خیال رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے[12]" پھر اس نے عرض کی کہ "مجھے
قِیامت کے متعلق بتایئے[13]" ارشاد فرمایا کہ "تو جس سے پوچھ رہا ہے (یعنی

میں) وہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والے (یعنی تجھ) سے زیادہ جاننے والا نہیں [۴]" اس نے عرض کیا کہ (اچھا تو) مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجئے۔" ارشاد فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی [۵]" اور تو ننگے پاؤں والوں' ننگے بدن والوں' فقیروں اور بکریاں چرانے والوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھے گا [۶]" حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "پھر وہ شخص چلا گیا' میں کچھ دیر ٹھہرا رہا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟" میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔" ارشاد فرمایا کہ "وہ جبرائیل تھے [۷]" تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے [۸]" (مسلم)

راوی :۔

آپ کی کنیت "ابو حفص" " لقب "فاروق" اور خطاب "امیر المومنین" ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ اسلام لانے والے چالیسویں مسلمان" ہیں۔ ۱۳ھ میں خلیفہ مقرر ہوئے۔ ۱۰ سال ۶ ماہ خلافت فرمائی۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ میں' بدھ کے دن' مسجدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نمازِ فجر پڑھاتے ہوئے آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ حضرت صہیب (رضی اللہ عنہ) نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی' آپ سے "۵۳۷" احادیث روایت کی گئی ہیں۔

وضاحت :۔

[۱] یعنی وہ دور دراز کا سفر طے کر کے نہ آئے تھے ورنہ کپڑے ضرور گرد آلود ہوتے۔ [۲] جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مدینہ منورہ کے باشندے نہ تھے۔ [۳] بالکل اسی طرح جیسے نمازی التحیات پڑھتے وقت بیٹھتا ہے۔ [۴] سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام شریف کے ساتھ پکارنا حرام و ممنوع ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا کہ "لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا" رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان شریف۔ پ۱۸ النور۔ ۶۳)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں "اس آیتِ مبارکہ کے ایک معنی مفسرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء کرے تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں یانبیَ اللہِ ' یاحبیبَ اللہِ' یا رسولَ اللہِ (صلی اللہ علیک وسلم) کہے۔"

تفسیرِ صاوی میں اسی آیتِ پاک کے تحت ہے "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نامِ اقدس کے ساتھ نداء کر کے یوں مت کہو "یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)" اور نہ آپ کو آپ کی کنیتِ مبارکہ کے ساتھ پکارو کہ یوں کہو "یا اباالقاسم" بلکہ انہیں تعظیم و تکریم و توقیر کے ساتھ ندا دو چنانچہ اس طرح کہو "یارسول اللہ' یانبیَ اللہ' یاامام المرسلین' یارسول رب العلمین' یاخاتم النبیین وغیرہ۔"

حدیث پاک میں مذکور واقعہ یا تو اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے کا ہے یا پھر فرشتے اس حکم سے خارج ہیں۔ [5] لغت میں اسلام "فرمانبرداری' خوشی ورغبت سے جھک جانے اور کسی قسم کی سرکشی کے بغیر کسی کا حکم تسلیم کر لینے" کے معنی میں آتا ہے "اور شریعت میں اسلام "احکامِ الٰہی عزوجل کی اطاعت اور دینِ اسلام کے پانچ ارکان (جو حدیثِ پاک میں مذکور ہیں) کو بجالانے کا نام" ہے گویا کہ اسلام ظاہری اعمال کو کہتے ہیں۔ [6] طاقت و استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ تندرست ہو اور سفر کے خرچ اور سواری پر قادر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی ضرورت سے زائد ہوں یعنی مکان' لباس' خادم' سواری کا جانور' پیشے کے اوزار' خانہ داری کا سامان اور قرض وغیرہ سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جاسکے اور وہاں سے سواری پر ہی واپس آسکے اور جانے سے واپسی تک گھر والوں اور مکان کی مرمت کیلئے کافی مال چھوڑ جائے۔" (عالمگیری' در مختار) (ارکانِ اسلام سے متعلق تفصیلی احکام جاننے کیلئے بہارِ شریعت کا مطالعہ فرمائیے) [7] کیونکہ سوال کرنا "لاعلمی" کی علامت ہے اور تصدیق کرنا "پہلے سے کسی چیز کے معلوم ہونے کی۔" [8] ایمان کے لغوی معنی ہیں "امن دینا"۔ اور شریعت میں "اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آیا دل سے اس کی تصدیق کرنا "ایمان کہلاتا ہے۔ (معلوم ہوا کہ اسلام کا تعلق ظاہر سے اور ایمان کا باطنی اعتقاد سے ہے۔ "اور یاد رکھئے کہ ان دونوں کے مجموعے کو دین کہتے ہیں۔) [9] یعنی اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہر اچھی بری چیز کو ازل سے جانتا ہے اور اسے ایک خاص اندازے پر پیدا فرمایا ہے اور جو کچھ کائنات میں ہو چکا یا ہوگا' سب اس کے ارادے کے مطابق ہے اور لوحِ محفوظ میں تحریر ہے۔ تقدیر کے بارے میں دو مسئلے ہمیشہ ذہن میں رکھنے چاہئیں۔

مسئلہ (۱) :۔ قضاء و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ اتنا سمجھنا چاہیے کہ اللہ

تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر بے جان چیزوں کی مثل بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اسے ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور "اسی بناء پر اس کی پکڑ بھی ہے" اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں باتیں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت) مسئلہ (۲) :۔ برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی (یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی) کے حوالے کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے "اللہ تعالیٰ کی جانب" سے کہے اور جو برائی سر زد ہو اس کو "شامتِ نفس" تصور کرے۔ (ایضاً) مدینہ :۔ تقدیر کے مسائل میں غور و فکر کرنا یا جھگڑنا سختی سے منع ہے اس کے لئے حدیثِ پاک نمبر (۲۵) ملاحظہ فرمایئے۔ [۱۰] یہاں احسان سے مراد اخلاص ہے یعنی مجھے اخلاص کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ [۱۱] یعنی اگر تو اللہ عزوجل کو دیکھ رہا ہوتا تو تیرے دل میں کس قدر ہیبت و تعظیم ہوتی اور تو کتنے خشوع و خضوع سے عبادت کو ادا کرتا بس اسی طرح نیک اعمال کو ادا کر۔ [۱۲] اس صورت میں بھی دل میں خشوع و خضوع، ہیبت و تعظیم پیدا ہو گی، اعمال کی ادائیگی میں احتیاط سے کام لیا جائے گا اور غیرُ اللہ (عزوجل) کی طرف دھیان نہ جانے کی سعادت بھی ضرور حاصل ہو گی۔ [۱۳] یعنی اس کے واقع ہونے کے وقتِ معین کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ [۱۴] جیسا کہ حدیثِ پاک کے آخر میں بیان ہوا کہ یہ سائل حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے چنانچہ اس سوال کے جواب میں آپ سے رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا کہ یوں ارشاد فرمایا کہ "جب آپ جانتے ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع کے وقتِ معین کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے تو پھر سب کے سامنے یہ سوال کیوں فرما رہے ہیں" یاد رکھئے کہ رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم بھی عطا فرمایا تھا۔ تفسیر صاوی میں آیتِ پاک یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے (ترجمہ کنزالایمان پ۲۱ الاحزاب۔ ۶۳) کے تحت ہے "اَیْ لَمْ یُطْلِعْ عَلَیْهِ اَحَدًا، وَهٰذَا اِنَّمَا هُوَ وَقْتُ السُّؤَالِ وَاِلَّا فَلَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا، حَتّٰی اِطَّلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ وَمِنْ جُمْلَتِهَا السَّاعَةُ لٰکِنْ اُمِرَبِکَتْمِ ذٰلِکَ (یعنی قیامت پر کسی ایک کو بھی مطلع نہیں کیا گیا اور یہ محض سوال کے وقت ہے ورنہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیبوں پر اطلاع فرما دی تھی، اور ان تمام میں سے قیامت بھی ہے، لیکن آپ کو اسے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ (تفسیر صاوی۔ جلد نمبر ۵) اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ سے اگلا سوال کرنا بھی اس کی واضح دلیل

ہے کیونکہ نشانیاں اسی سے پوچھی جاتی ہیں جو اصل چیز جانتا ہو۔ [15] اس کی تفسیر میں کئی اَقوال ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ "اولاد نافرمانی و بے ادبی میں اتنی آگے بڑھ جائے گی کہ اپنی ماؤں کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کرے گی۔" [16] یعنی غریب و جاہل و کم تر و کمینے لوگ مال و دولت کے ذریعے عزت کے مقام پر پہنچ جائیں گے جبکہ عزت دار ذلت کا شکار ہوں گے۔ [17] جبرائیل سُریانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے عبداللہ (یعنی اللہ عزوجل کا بندہ)۔ [18] یعنی ان کا سوال کرنا اور میرا جواب دینا دراصل تمہاری تعلیم کے لئے تھا۔

مَدَنی پھول :۔

مذکورہ حدیثِ پاک سے مندرجہ ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) عالم دین و پیر و مرشد کی صحبت میں حاضر رہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۲) سفید کپڑے پہننا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بھی سنّت ہے۔

(۳) استاد پیر و مرشد کی خدمت میں ادب کے ساتھ اس طرح بیٹھنا چاہیئے کہ جیسے اَلتّحِیّات پڑھتے وقت بیٹھا جاتا ہے۔

(۴) دیگر اسلامی بھائیوں کو سکھانے کیلئے سوال کرنا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اور جواب دینا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۵) اِحسان، کبھی اخلاص کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اِخلاص یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رِضا کیلئے عمل کیا جائے، غیرُ اللہ (عزوجل) کی طرف دھیان نہ جائے۔ غیر اللہ (عزوجل) سے مراد ہر وہ چیز ہے کہ جس کا تعلق اس ذلیل دنیا سے ہو مثلاً لوگوں کو مُتاثر کرنے، تعریفی جملے سننے، دوسروں کو نیچا دکھانے، کسی بزرگ کی نگاہوں میں کوئی مقام حاصل کرنے یا دنیاوی مال و دولت کیلئے عبادت کرنا۔" چنانچہ اگر کسی چیز کا تعلق آخرت سے ہو، تو اس کے لئے عبادت کو اِختیار کرنا جائز ہے مثلاً جنّت کے حصول یا دوزخ سے بچنے کیلئے نیک عمل کرنا۔

(۶) ہمارے مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قِیامت کے وقوع کا وقت

معلوم ہے' لیکن اسے ظاہر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں'

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(۷) راز کی حفاظت کرنا اور کسی کے دریافت کرنے پر بھی نہ بتانا' رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۸) اصل میں تو فرشتے نوری مخلوق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے انسانی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں (چونکہ فرشتوں کا ذکر آ گیا ہے لہٰذا ان کے متعلق چند ضروری عقائد بھی عرض کر دیئے جائیں تو بہتر ہے۔

عقیدہ :۔ فرشتے اَجسام نوری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں' کبھی یہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔

عقیدہ :۔ یہ وہی کرتے ہیں جو اللہ عزوجل کا حکم ہے' اس کے خلاف کچھ نہیں کرتے' نہ جان بوجھ کر' نہ غلطی سے اور نہ خطاء سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی معصوم مخلوق ہیں' ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک وصاف ہیں۔

عقیدہ :۔ ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں' بعض کے ذمے انبیاء علیھم السلام کی خدمتِ اقدس میں وحی لانا' کسی کے ذمے پانی برسانا' کسی کے ذمے ہوا چلانا' کسی کے ذمے روزی پہنچانا' کسی کے ذمے ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانا' کسی کے ذمے بدنِ انسانی کے اندر تصرّف کرنا' کسی کے ذمے انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا' کسی کے ذمے ذکر کی محافل کو تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا' کسی کے ذمے انسان کا نامۂ اعمال لکھنا' کثیر کے ذمے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونا' کسی کے ذمے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عشاق کا درود وسلام پہنچانا' بعض کے ذمے مُردوں سے سوال کرنا' کسی کے ذمے روح قبض کرنا'

کسی کے ذمے صور پھونکنا۔ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار کام ہیں جو فرشتے انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ :۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ :۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یا اس کی عطا سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل علیھم السلام۔ اور یہ تمام فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔

عقیدہ :۔ کسی فرشتے کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے' جاہل لوگ اپنے کسی دشمن کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آ گیا' یہ کلمہ کفر کے قریب قریب ہے۔

عقیدہ :۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

(۹) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک' ملا کر' ایک ساتھ کرنا جائز اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت ہے چنانچہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں' اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فضل کریں' اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم حفاظت کریں' اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم امداد فرمائیں وغیرہ۔

(۱۰) سوال کرنا' ہمیشہ لاعلمی و جہالت کی دلیل نہیں بلکہ بعض اوقات حصولِ علم کے علاوہ کسی دوسری مصلحت کے تحت بھی سوال کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اِسلام کے پانچ اَرکان ہیں۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ حصولِ برکت و علم و فیض کیلئے اپنے استاد و پیر و مرشد کی

صحبت میں اکثر حاضر رہنے کی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت کی ادائیگی کی نیت کرتے ہیں ؟

(۲) کیا آپ نے کبھی سفید کپڑے پہنتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت کی ادائیگی کی بھی نیت کی ؟

(۳) کیا آپ عذر نہ ہونے کی بناء پر اپنے استاد و پیرو مرشد کی خدمت میں باادب طریقے سے بیٹھتے ہیں ؟

(۴) کیا آپ نے کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے' کسی صاحبِ علم اسلامی بھائی سے کسی معلوم شدہ چیز کے بارے میں صرف اس نیت سے سوال کیا کہ دیگر اسلامی بھائی بھی دینی معلومات سے فیضیاب ہو سکیں ؟

(۵) کیا ہر عبادت کی ادائیگی کے وقت آپ کے ذہن میں یہ تصور حاضر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے ؟

(۶) کیا آپ' صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت و ادب کے مطابق' مختلف مُعَامَلات میں' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر' ایک ساتھ ملا کر کرنے کے عادی ہیں ؟

(۷) کیا آپ دوسروں کے راز کی حفاظت کی سنت پر عامل ہیں ؟

دُعا :۔

اے اللہ عزوجل ! ہمیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بزرگوں کی صحبت میں باادب بیٹھنے' سفید لباس سنت کی نیت سے پہننے' دوسرے اسلامی بھائیوں کی معلومات میں اِضافے کیلئے معلوم شدہ چیزوں کے بارے میں بھی اپنے استاد وغیرہ سے سوال کرنے' اِخلاص کے ساتھ نیک اَعمال کرنے' تیرے ذکرِ پاک کے ساتھ ساتھ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرنے اور دوسروں کے راز کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

صحبت میں اکثر حاضر رہنے کی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت کی ادائیگی کی نیت کرتے ہیں ؟

(۲) کیا آپ نے کبھی سفید کپڑے پہنتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت کی ادائیگی کی بھی نیت کی ؟

(۳) کیا آپ عذر نہ ہونے کی بناء پر اپنے استاد و پیر و مرشد کی خدمت میں باادب طریقے سے بیٹھتے ہیں ؟

(۴) کیا آپ نے کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے 'کسی صاحبِ علم اسلامی بھائی سے کسی معلوم شدہ چیز کے بارے میں صرف اس نیت سے سوال کیا کہ دیگر اسلامی بھائی بھی دینی معلومات سے فیضیاب ہو سکیں ؟

(۵) کیا ہر عبادت کی ادائیگی کے وقت آپ کے ذہن میں یہ تصور حاضر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے ؟

(۶) کیا آپ 'صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت وادب کے مطابق' مختلف مُعَامَلات میں 'اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر 'ایک ساتھ ملا کر کرنے کے عادی ہیں ؟

(۷) کیا آپ دوسروں کے راز کی حفاظت کی سنت پر عامل ہیں ؟

دُعا :۔

اے اللہ عزوجل ! ہمیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بزرگوں کی صحبت میں باادب بیٹھنے ' سفید لباس سنت کی نیت سے پہننے 'دوسرے اسلامی بھائیوں کی معلومات میں اِضافے کیلئے معلوم شدہ چیزوں کے بارے میں بھی اپنے استاد وغیرہ سے سوال کرنے ' اِخلاص کے ساتھ نیک اَعمال کرنے 'تیرے ذکرِ پاک کے ساتھ ساتھ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرنے اور دوسروں کے راز کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (2)

عَملی تَبلیغ

حضرت ابوحیّہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا[1] آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا' یہاں تک کہ ان دونوں سے مَیل وغیرہ دور فرمادیا[2]' پھر ۳ مرتبہ کلی فرمائی اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا' پھر اپنا چہرۂ مبارک۔ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت' تین تین بار دھوئے اور ایک مرتبہ سر کا مسح فرمایا' پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے[3] اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں ہی نوش فرمایا' پھر ارشاد فرمایا میں نے پسند کیا کہ تمہیں دکھادوں کہ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا[4]
(ترمذی۔ نسائی)

راوی :۔

آپ کا نام عَمرو بن نصر (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ آپ تابعی ہیں اور ہمدان کے رہنے والے ہیں۔

وضاحت :۔

[1] آپ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ [2] یعنی خوب اچھی طرح مَل مَل کر دھویا۔ [3] بسم اللہ شریف پڑھنا' مسواک کرنا' انگلیوں اور ریشِ مبارک کا خلال کرنا اور کانوں اور گردن کا مسح کرنا بھی وضو کی سنتوں اور آداب میں شامل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان تمام کو بھی یقیناً ادا فرمایا ہوگا لیکن راوی نے اِختصار اً یا کسی اور مصلحت کی بناء پر ان کے بیان کو ترک فرمادیا" اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وضو کے طریقے کو اِجمالاً (یعنی تفصیل کے بغیر) بیان کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصود ہو۔ [4] یعنی مجھے وضو کی حاجت نہ تھی صرف تم لوگوں کو سکھانے کی نیّت سے وضو کیا تھا۔

مدنی پھول :۔

اس حدیث پاک سے درجِ ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) بزرگوں کی عبادت اور دیگر اعمال کو بغور دیکھ کر سنتیں آداب سیکھنا اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنا تابعین کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔

(۲) قولی تبلیغ کی طرح عملی تبلیغ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ (الحمد اللہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کا سفید لباس پہننا' سر پر عمامہ شریف اور زلفیں سجانا' ریشِ مبارک رکھنا اور جیب میں نمایاں طور پر مسواک شریف سجانا' اور اسلامی بہنوں کا برقع اور ہاتھوں میں دستانے پاؤں میں موزے پہننا' اسی سنت پر عمل پیرا ہونے کی مختلف صورتیں ہیں۔)

(۳) وضو کے فرائض میں ترتیب یہ ہے کہ پہلے چہرہ دھوئیں' پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ' پھر سر کا مسح اور آخر میں دونوں پیر۔

(۴) ہر دکھا کر کیا جانے والا عمل ریاکاری میں داخل اور حرام نہیں بلکہ تعلیماً دکھا کر عبادت کرنا ریاکاری سے خارج' باعثِ ثواب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۵) پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں سکھانے کی غرض سے اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کا استعمال' اسراف میں شامل نہیں بلکہ عبادت ہے۔

(۶) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے بھی کبھی' کسی بزرگ کے عمل کو بغور دیکھ کر سنتیں اور آداب سیکھنے کی سعادت اور اپنے اعمال کی اصلاح کا شرف حاصل کیا؟

(۲) کیا آپ نے اپنی گزشتہ زندگی میں عملی تبلیغ کی سنت پر عمل کرنے کی

سعادت بھی حاصل کی ؟

(۴) کیا آپ نے کبھی وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کی سنت پر بھی عمل کیا؟

دُعا :۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزّوجل ! ہمیں سیدنا آدم علیہ السلام کے وسیلۂ جلیلہ سے بزرگوں کے اعمال کو بغرضِ حصُولِ اصلاح دیکھنے، عملی تبلیغ میں عملی طور پر حصہ لینے اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کی سنّتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (3) :۔

"جنت میں لے جانے والے اعمال"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ! میری کسی ایسے عمل کی طرف رہنمائی فرمایئے کہ جب میں اسے کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ "رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کر[1] ' فرض نماز قائم کر ' فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ[2] " (یہ سن کر) اس نے عرض کی "اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ نہ تو میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ ہی کمی[3] " پھر جب وہ اعرابی جانے کیلئے پلٹے تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اہلِ جنت میں سے کسی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے[4] " (متفق علیہ)

راوی :۔

زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدِ شمس یا عبدِ عمرو اور اسلام میں عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن صخر دوسی ہے لیکن آپ اپنی کنیت " اَبُو ہُرَیْرَہ " سے مشہور و

معروف ہیں۔ اس لقب کی وجہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنی آستین میں بلی اٹھائی ہوئی تھی۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟" میں نے عرض کیا بلی ہے۔" یہ سنکر فرمایا "اے ابوہریرہ" (یعنی اے بلی والے)۔ "ہریرہ عربی میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ پھر آپ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔ فتح خیبر کے سال اسلام لائے اور پھر مستقل' شافعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ پاک سے فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ علم کی جانب بہت زیادہ راغب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غضب کی قوتِ حافظہ عطا فرمائی تھی۔ آپ اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔

وضاحت :۔

[1] یعنی بتوں وغیرہ کو۔ [2] رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کلمہ پاک کا ذکر اس کے مشہور ہونے کی بناء پر نہ فرمایا۔ اور حج وجہاد کا اس لئیے نہیں کہ ہوسکتا ہے کہ جس وقت سوال ہوا اس وقت تک صرف مذکورہ چیزیں ہی فرض تھیں۔ "اور گناہوں سے بچنے کیلئے اس لئے اِرشاد نہ فرمایا کہ ان چیزوں کو مکمل شرائط وآداب کے ساتھ ادا کرنے والا خود بخود گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے۔ "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط (بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے) (ترجمہ کنزالایمان پ۲۰ العنکبوت۔ ۴۵) [3] یعنی جب میں اِن اَحکام کی تبلیغ کروں گا تو نہ تو ان میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اپنی طرف سے کچھ کمی۔ [4] رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتادیا گیا تھا کہ یہ شخص ان چیزوں پر اِستقامت سے عمل کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے جنّت میں داخلہ عطا فرمادے گا۔

مدنی پھول :۔

مذکورہ حدیثِ پاک سے یہ مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) بزرگوں کی خدمت میں حتی الامکان آخرت کی فلاح وکامرانی کیلئے ہی سوال کرنا چاہئیے' دنیا وآخرت میں اس کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں'

جن میں سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل سے بزرگانِ دین بہت خوش ہوتے ہیں اور جب اس خوشی کے باعث ان کا دریائے رحمت جوش پر آتا ہے تو ان کی بارگاہ سے ایسے انعامات کی بارش ہوتی ہے کہ جنکا سائل نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔ جیسے کہ اس اَعرابی کی سعادت مندی کی بناء پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنّت کی بشارت سے نواز دیا۔

(۳) جنّت اور اس کے حصول میں مُعاوِن اَعمال کی تمناو جستجو کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۴) ایک اَعرابی کے سوال کا جواب دیکر مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قِیامت تک آنے والے اہل علم اسلامی بھائیوں کو یہ مدنی درس دے دیا کہ سامنے والے کی حیثیت کو نظر انداز کر کے اس کی علمی پیاس بجھانا میرا طریقہ کار ہے لہذا کسی غریب ونادار اور بظاہر کم حیثیت والے شخص کو حقیر جان کر ہرگز ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

(۵) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا کیا گیا ہے کیونکہ کسی کا جنتی دوزخی ہونا غیبی امور سے تعلق رکھتا ہے۔

(٦) اَعرابی کے "والذی نفسی بیدہ" یعنی "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے۔" فرمانے سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت قسم کھانا جائز ہے 'اگر یہ ناجائز ہوتا تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم ضَرور منع فرما دیتے (لیکن قَسَم کی کثرت نہیں کرنی چاہیئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " لَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ " "اور اللہ (عزوجل) کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو۔" (ترجمہ کنزالایمان پ۲ البقرۃ ۲۲۴) مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں "اس آیتِ پاک سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔" تفسیرِ جلالین میں بھی اسی طرح ہے۔

مُحاسبہ :۔

(۱) آپ بزرگوں کی خدمت میں دنیاوی امور کے حُصول کیلئے حاضر ہوتے

ہیں۔یا اُخروی فائدوں کا سوال کرتے ہیں۔؟

(۲) کیا آپ اپنے دل میں جنّت اور اس کے حصول میں معاوِن اَعمال کی تمنا موجود پاتے ہیں؟

(۳) کیا آپ نے کسی بُزرگ سے جنّت میں لے جانے والے اَعمال کے بارے میں سوال کیا؟یا کسی ایسے مقام پر گئے کہ جہاں بغیر پوچھے ہی ان کے بارے میں وسیع معلومات حاصل ہو جائے؟(الحمد للہ عزوجل! پاکستان بھر کے بے شمار شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع' یقیناً ایسے مقامات ہیں کہ جہاں یہ تمنا بآسانی پوری کی جاسکتی ہے۔)

(۴) آپ کسی سائل کو جواب دیتے وقت اس کی حیثیت کو مدِ نظر رکھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی رِضا کو؟

(۵) بظاہر کم حیثیت والے اسلامی بھائی کو خوشدلی سے جواب دیکر اس کا دل خوش کرتے ہیں؟یا بیزاری کے ساتھ اور جھڑک کر سختی سے جواب دیتے ہیں؟یا پھر حقیر جان کر ٹال مٹول کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں؟(یاد رکھئے کہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی سے علم دین چھپالینا ناجائز و ممنوع ہے۔جیسا کہ ابوداؤد و ترمذی و ابنِ ماجہ میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہ بتائی تو بروزِ قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام چڑھادی جائے گی۔"

(۶) کیا آپ' جنّت میں لے جانے والے اُمور پر اِستقامت سے عمل کرتے ہیں؟

دُعا:۔

اے اللہ عزوجل! ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صدقے میں بزرگوں کی خدمت میں اُخروی فائدوں کیلئے حاضر ہونے' تیری رضا کی خاطر

اسلامی بھائیوں کی علمی پیاس بجھانے 'جنت اور جنتی اَعمال کی جستجو رکھنے اور جنتی اَعمال کو اِستِقامت کے ساتھ اِختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث پاک نمبر (۴)

"فتنۂ قَبر"

اَسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا کہ جس میں انسان مُبتلاء کیا جاتا ہے' پس جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو مسلمانوں نے (خوف کے باعث) بلند آواز سے رونا شروع کر دیا اور میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کے درمیان یہ سخت گریہ وزاری حائل ہو گئی' جب ان کا شور کچھ تھما تو میں نے اپنے سے قریب ایک آدمی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری کلام میں کیا ارشاد فرمایا؟" اس نے جواب دیا "فرمایا تھا کہ "مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں [۱] فتنہ دجال کے قریب فتنوں میں مُبتلا کئے جاؤ گے۔ [۲] (نسائی)

راویہ :۔

آپ' سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ آپ کا لقب ذات النطاقین ہے یعنی "دو کمر بند" والی۔ نطاق عربی میں کمر بند کو کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس رات رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کیلئے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے ایک کمر بند سے زاد راہ اور دوسرے سے مشک کو باندھا تھا۔ آپ مکہ مکرمہ میں ۷ انفوسِ قُدسیہ کے بعد دولتِ اسلام سے مُشرّف ہوئیں۔ آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں' صاحبزادے کے قتل کے دس دن بعد آپ کا اِنتقال ہوا تھا۔ آپ کی عمر سو سال ہوئی لیکن آپ کا کوئی بھی دانت نہ ٹوٹا تھا۔ ۷۳ھ میں مکۃ مکرمہ

میں دفن کی گئیں۔

وضاحت :۔

[1] یعنی اس کے امتحان اور عذاب کا۔ [2] دجال کا فتنہ بہت شدید ہوگا' ایک باغ اور ایک آگ اس کے ہمراہ ہوگی' جنکا نام جنت و دوزخ رکھے گا مگر حقیقت میں جنت دکھائی دی جانے والی آگ ہوگی اور آگ دکھائی دی جانے والی آرام کی جگہ ہوگی۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے بظاہر جہنم میں ڈالے گا' مردے زندہ کرے گا' زمین کو حکم دے گا وہ سبزہ اگائے گی' آسمان سے پانی برسائے گا اور ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے اور دودھ والے ہو جائیں گے' جب وہ ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح گروہ کے گروہ اس کے ہمراہ ہو جائیں گے' اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ جادو کے کرشمے ہوں گے جنہیں واقعیت سے کچھ تعلق نہیں۔ جب یہ حرمَین شریفَین (یعنی مدینہ منورہ و مکۃ معظمہ) میں جانے کی کوشش کرے گا تو فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں ۳ زلزلے آئیں گے' وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علم الٰہی عزوجل میں دجال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں' ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اس کے فتنے میں مبتلاء ہو جائیں گے' دجال کے ساتھ یہودیوں کی فوجیں ہوں گی۔ اس کی پیشانی پر "ک ف ر" یعنی کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھے گا لیکن کافر کو نظر نہ آئے گا۔ جب وہ ساری دنیا میں چکر لگا کر ملکِ شام میں پہنچے گا' اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے' جامع مسجد دمشق کے شرقی منارے پر نزول فرمائیں گے صبح کا وقت ہوگا' نمازِ فجر کیلئے اقامت ہو چکی ہوگی' آپ وہاں موجود امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیں گے کہ نماز پڑھائیں امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے۔ لعین دجال' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ آپ کے سانس کی مہک تاحدِ نگاہ تک پہنچے گی وہ بھاگے گا' آپ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے' اس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے فتنے سے محفوظ فرمائے آمین) (بہار شریعت) [3] جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب مردے سے سوالات کئے جاتے ہیں تو شیطان' ایمان برباد کرنے کیلئے آدھمکتا ہے جیسا کہ امام ترمذی محمد بن علی' نوادر الاصول میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب (عزوجل) کون ہے؟ تو شیطان اس پر ظاہر ہو کر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی (اس کی دہشت و وحشت و خوف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوں ظاہر کرنا چاہتا

ہے کہ) میں تیرا رب ہوں۔ اس لئے حکم آیا (یعنی احادیث میں) کہ میت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم جدید)

مَدَنی پھول :۔

اس حدیثِ پاک سے یہ مہکتے ہوئے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) کھڑے ہو کر بھی وعظ و نصیحت کرنا مُبلّغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۲) قبر کے امتحان اور اس کے عذابات کا ذکر کر کے اسلامی بھائیوں کے دلوں میں خوفِ خدا (عزّ وجل) اور فکرِ آخرت پیدا کرنا ھادیٔ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۳) قبر کا مُعَاملہ' فتنہ دجال کی طرح شدید دہشت ناک و خطرناک ہے۔

(۴) عذابات کا ذکر سنکر' خوف کے باعث' بلند آواز سے گریہ زاری کرنا اور عبرت حاصل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۵) بلند آواز سے رونا' اگر نیتِ فاسدہ کے ساتھ نہ ہو تو ریاکاری میں داخل نہیں۔ (یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا رونا اِخلاص سے بھرپور تھا کیونکہ ان نفُوسِ قُدسیّہ کے بارے میں تو ریاکاری کا تصور بھی گناہ ہے)

(۶) پردے میں رہ کر کسی مبلّغ کا بیان سننا' اسلامی بہنوں کیلئے جائز اور صحابیات رضی اللہ عنھن کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۷) باپردہ اسلامی بہن کا ضرورۃً' کسی اجنبی اسلامی بھائی سے گفتگو کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح اسلامی بھائی کو بھی اجنبی اسلامی بہن سے پردے میں رہ کر' ضرورۃً گفتگو کرنا منع نہیں۔ (کیونکہ پردے کے باعث بے شمار فتنوں کے دوازے بند ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ "اور جب تم ان سے (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن) سے برتنے (یعنی استعمال کرنے) کی کوئی چیز مانگو تو پردے

کے باہر سے مانگو اسمیں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔" (کہ وَساوِس و خطرات سے امن رہتی ہے۔)" (ترجمہ کنزالایمان' پ۲۱۔الاحزاب۔ ۵۴)

(۸) عذابات کے ذکر پر مشتمل بیان سنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت ہے۔

(۹) کسی سے علمی بات دریافت کرنے سے پہلے اسے دعا دینا سیّدہ اسماء رضی اللہ عنھا کی سنت ہے۔

(۱۰) قبر کا فتنہ امت کے ساتھ خاص ہے' انبیاء علیھم السلام اس سے محفوظ و مامون ہیں۔

(مندرجہ بالا مدنی پھولوں کو بغور پڑھ کر وہ اسلامی بھائی درسِ عبرت حاصل کریں جو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں شرکت کرنے کے بعد بعض اوقات یوں کہتے نظر آتے ہیں کہ "آپ لوگ اپنے بیانات میں ڈراتے بہت ہیں۔" اور وہ اسلامی بھائی بھی کہ جو امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کے رقت انگیز بیان ودعا کو سن کر رونے والے اسلامی بھائیوں کے بارے میں "ریاکاری کا گمان" کر کے گناہ گار ہوتے ہیں۔)

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی "کھڑے ہو کر بیان کرتے ہوئے" سنت کی ادائیگی کی نیت کی؟

(۲) کیا آپ نے کبھی سنت کی نیت سے فتنہ قبر کے بارے میں بیان کر کے' اسلامی بھائیوں کے قلوب میں خوفِ خدا (عزوجل) بیدار کرنے کی کوشش کی؟

(۳) کیا کبھی عذابات کے تذکرے سن کر خوفِ خدا (عزوجل) کے باعث آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہوئے؟

(۴) کیا آپ نے اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو' کسی اجنبی نامحرم اسلامی بھائی

سے' ضرورۃً گفتگو کرنے کی صورت میں' پردے میں رہنے کی تلقین کی؟

(۵) کیا آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی نیت سے کسی ایسے مقام پر تشریف لے جاتے ہیں کہ جہاں عذابات کے تذکرے پر مشتمل بیانات کئے جاتے ہوں؟ (اس سنت پر عمل کی سعادت حاصل کرنے کیلئے اپنے اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے ہفتہ وار اجتماع میں ضرور شرکت کیجئے اور اگر آپ کے قریب اسلامی بہنوں کا اجتماع بھی ہوتا ہو تو اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو اس میں شرکت کرنے کی ضرور ضرور تلقین فرمایئے۔ الحمد اللہ عزوجل! کراچی سطح پر دعوتِ اسلامی کا سنتوں بھرا اجتماع' فیضانِ مدینہ (سبزی منڈی) میں' اسلامی بھائیوں کیلئے ہر ہفتے کے دن اور اسلامی بہنوں کیلئے ہر اتوار کے دن منعقد ہوتا ہے۔" اور اگر آپ اور آپ کے گھر والے کسی صحیح مجبوری کے تحت اجتماع میں شرکت سے قاصر ہیں تو پھر گھر بیٹھے بیان سننے کیلئے امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہٗ العالی کے اصلاحی وایمان افروز بیانات کے کیسٹ سننا ہرگز ہرگز نہ بھولیئے)۔

(۶) کیا آپ نے کبھی کسی اسلامی بھائی سے دینی بات دریافت کرنے سے پہلے انہیں دعا دینے کی سعادت حاصل کی؟

(۷) کیا آپ نے فتنۂ قبر سے بچنے کی تیاری کرلی ہے؟

دُعا:۔

اے اللہ عزوجل! ہمیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے صدقے میں کبھی کبھی سنت کی نیت سے کھڑے ہوکر بیان کرنے' اسلامی بھائیوں کے دلوں میں خوفِ خدا (عزوجل) بیدار کرنے' تیرے خوف سے اشکباری کرنے' دعوتِ اسلامی کے روحانی اجتماعات میں پابندی سے شرکت کرنے' امیرِ دعوتِ اسلامی

مدظلہ العالی کے بیانات کے کیسٹ سننے' دینی بات دریافت کرنے سے پہلے مخاطب کو دعا دینے' گھر میں مدنی ماحول بنانے اور موت سے پہلے پہلے قبر کی تیاری مکمل کر لینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (۵)

"اسلام میں اچھا یا بُرا طریقہ جاری کرنا"

حضرت جَرِیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصے میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے[۱] کہ آپ کے پاس ایک قوم حاضر ہوئی[۲] جو برہنہ[۳]' اونی چادر یا عباء[۴] پہنے ہوئے اور گردنوں میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے' ان میں سے اکثر بلکہ تمام ہی قبیلہ مُضَر کے تھے' ان کی محتاجی کو دیکھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخِ انور متغیّر ہو گیا[۵]' آپ اندر تشریف لے گئے[۶]۔ پھر باہر تشریف لائے[۷] اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا' انہوں نے اَذان و اِقامت کہی[۸]' پھر نماز پڑھی[۹] اور اس کے بعد ایک خُطبہ ارشاد فرمایا (اور یہ آیتِ پاک پڑھی) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (اے لوگو! اپنے ربّ (عزوجل) سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا) سے آیت کے آخر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (بے شک اللہ عزوجل تم پر نگہبان ہے) تک[۱۰] اور وہ آیت تلاوت فرمائی جو سورۂ حشر میں ہے یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ "مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ"[۱۱] (اے ایمان والو!) اللہ عزوجل سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا[۱۱]" (آپ کا مقصد یہ تھا کہ) انسان اپنے دینار' دِرھم' کپڑے' گندم اور جَو کے صاع[۱۲] میں سے خیرات کرے' یہانتک کہ ارشاد فرمایا چاہے آدھی کھجور ہی کیوں نہ ہو[۱۳]" حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اس ترغیب پر) انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی اٹھا کر لائے' قریب تھا کہ اس کے وزن سے اس شخص کا ہاتھ تھک جاتا بلکہ تھک ہی گیا (یعنی وہ تھیلی ہاتھ سے گر گئی)

[14] پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا [15] یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑے کے ڈھیر دیکھے اور میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھا کہ وہ (خوشی سے) اس طرح چمک رہا ہے گویا کہ اس پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہے۔ [16] پھر شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کے لئے اپنے عمل کا اور جو اس کے بعد اس پر عامل ہوں گے' ان سب کے اعمال کا ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ کمی ہو اور جو اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے تو اس پر اپنی بد عملی کا اور ان سب کی بداعمالیوں کا گناہ ہے کہ جو اس کے بعد اس پر عامل ہوں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔ (مسلم)

راوی :۔

آپ مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ حُسن و سیرت اور عمدہ اَوصاف واَخلاق کے مالک تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جس سال مُشفقِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا اسی سال ایمان لائے۔ کوفہ میں عرصہ تک مقیم رہے' پھر قرقیسیا میں منتقل ہو گئے' وہیں ۵۱ھ میں وِصال فرمایا۔

وضاحت :۔

[1] حصولِ برکت و فیض و نماز وغیرہ کیلئے [2] جو غالباً نئے مسلمان ہوئے تھے۔ [3] یعنی بدن کا زیادہ حصہ برہنہ تھا۔ [4] یہ راوی کو شک ہے۔ [5] یعنی اس پر رنج و غم کے آثار نمایاں ہو گئے اور یہ رنج و غم امت پر انتہائی شفقت و محبت کی بناء پر تھا گویا کہ اس وقت رحمت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس آیۂ پاک کی عملی تصویر نظر آتے تھے "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" o بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (ترجمہ کنزالایمان پ ۱۱ التوبہ ۱۲۸)

ان کی محتاجی کی وجہ یہ تھی کہ شروع میں اسلام قبول کرنا، اپنے آپ کو ایک بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کرنے کے برابر تھا کیونکہ اس وقت ایمان لانے کی صورت میں اپنے گھر والوں، رشتہ داروں اور قبیلے والوں کی سخت مخالفت مول لینی پڑتی تھی، اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے ظلم کئے جاتے اور ان سے ہر قسم کا تعلق منقطع کر دیا جاتا تھا، نتیجتاً مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو جاتا اور وہ بھوک و تنگ دستی میں مبتلاء ہو جاتے لیکن ان کی ہمت و جرأت پر قربان جایئے کہ دینِ اسلام کی ترقی و کامرانی کیلئے ان تمام تکلیفات کو خوش دلی و استقامت کے ساتھ برداشت فرمایا، نہ کبھی حرفِ شکایت زبان پر لائے اور نہ ہی اپنی جاں نثاری میں کمی آنے دی۔ مذکورہ حدیثِ پاک میں بھی ان کی طرف سے کسی قسم کا مطالبہ مذکور نہیں بلکہ یہ فقط ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت تھی کہ آپ نے "ان دین کے عظیم ستونوں" کیلئے خود ہی امداد کی ترغیب ارشاد فرمائی۔ [۵] یعنی حجرے میں تشریف لے گئے تاکہ گھر میں کچھ موجود ہو تو ان کی امداد کی جائے یا پھر تازہ وضو فرمانے کیلئے۔ [۷] غالباً اس وقت کاشانہ اقدس میں کچھ موجود نہ تھا۔ [۸] "اس سے معلوم ہوا کہ وہ فرض نماز تھی۔ [۹] یہ نماز ظہر تھی یا جمعۃ المبارک۔ [۱۰] پوری آیت پاک اس طرح ہے۔ "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝ اے لوگو اپنے رب (عزوجل) سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑ اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلائے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو، بے شک اللہ (عزوجل) تم پر نگہبان ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان پ ۴ النساء ۱) [۱۱] سورۂ حشر آیت نمبر (۱۸) [۱۲] ایک قسم کا پیمانہ۔ [۱۳] کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں بلکہ اخلاصِ نیت مقبول ہے۔ [۱۴] یعنی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبِ پُراثر کی برکت سے ان کا دریائے سخاوت جوش میں آ گیا اور آپ مال سے بھری ہوئی

اتنی وزنی تھیلی اٹھا کر لائے کہ جس کے وزن نے آپ کو تھکا دیا اور وہ تھیلی آپ سے چھُٹ کر نیچے گر گئی۔[۱۵] ایک دوسرے کو دیکھ کر جذبہ مزید بڑھ گیا۔[۱۶] یہ خوشی' نیکوں کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے کی بناء پر تھی۔(اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم' اللہ تعالیٰ کے اس حکم پاک پر خوشدلی کے ساتھ عمل پیرا نظر آتے تھے) "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات ۔ تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔

(ترجمہ کنزالایمان پ ۱ البقرہ ۱۴۸)

مدَنی پھول :۔

مُندَرِجَہ بالا حدیثِ پاک سے مُندَرِجَہ ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں کی خدمتِ اقدس میں حصولِ برکت و فیض کیلئے حاضر رہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۲) دین کی راہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر قربانیاں دینا اور تکلیفیں برداشت کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّت ہے اور اس کے باوجود زبان پر حرفِ شکایت نہ لانا بھی ہمارے اَسلافِ کرام رضی اللہ عنھم کا طریقہ رہا ہے۔

(۳) امت کی پریشانی و مصیبت و فقر و محتاجی کو دیکھ کر رنجیدہ ہو جانا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۴) مُؤذِن کو اذان و اِقامت کیلئے کہنا رحمت للعٰلمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اذان دینا اور اِقامت کہنا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سنّت ہے۔

(۵) صدقہ کی ترغیب پر مشتمل بیان کرنا مدنی داتا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۶) مسجد میں کسی غریب کی امداد کیلئے دوسروں کو ترغیب دینا جائز اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔(جن احادیث میں مسجد میں سوال کرنے کی ممانعت ہے اس سے مراد خود اپنی ذات کیلئے سوال کرنا ہے۔

چنانچہ احادیث میں باہَم کوئی ٹکراؤ نہیں۔)

(۷) ضرورۃً مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے اور اس کے لئے آیاتِ قرآنِیّہ سنانا بھی دُرُست ہے۔

(۸) نصیحت و ترغیب قبول کرنا صحابہ کرام رضوان علیھم اجمعین کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۹) نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا بھی اِصحابِ رسول رضی اللہ عنھم کی سنتِ پاک ہے۔

(۱۰) نیک اعمال کی ادائیگی پر خوش ہونا سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۱۱) دین میں اچھا طریقہ جاری کرنا جائز اور عظیم ثواب جاریہ کا سبب ہے۔ چاہے اس عمل کے بارے میں قرآن پاک و احادیثِ مبارکہ میں وضاحت کے ساتھ حکم واجازت موجود نہ ہو (چنانچہ علمِ فقہ عِلمِ حدیث' میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' اَعراسِ بزرگانِ دین تیجہ' چالیسواں' قبر پر اذان' اذان و اِقامت سے پہلے دُرود پاک' طریقت کے سلسلے یعنی قادِری' نقشبندی' چشتی' سہروردی' (اور دعوتِ اسلامی کے ماحول میں مُرَوَّجہ طریقے جیسے) نیکی کی دعوت' صدائے مدینہ' کیسٹ اجتماع' ہفتہ وار اجتماع' سالانہ اجتماع' چوک درس' مدنی قافلے اور سینے پر جیب میں نمایاں طور پر مسواک وغیرہ بالکل جائز اور ابتداء کرنے والوں کیلئے ان شاءاللہ عزوجل تا قیامت ثوابِ جاریہ کا سبب ہیں۔ (احادیث مبارکہ میں یہ جو فرمایا گیا کہ "کل بدعۃ ضلالۃ" ہر نئی چیز گمراہی ہے۔" اس سے مراد وہ نئے عقائد و اعمال ہیں کہ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئے ہوں' جیسے کہ آگے اس کی مذمت بیان فرمائی گئی)۔

(۱۲) دین میں برا طریقہ جاری کرنا حرام و وبالِ جان ہے کہ جب تک لوگ

اس پر عامل رہیں گے گناہ شروع کرنے والے کو ملتا رہے گا۔ (چنانچہ داڑھی منڈانا، مٹھی سے چھوٹی کرنا، اتنی لمبی مونچھیں رکھنا کہ اوپر کا ہونٹ ہی چھپ جائے، شب برأت میں بم و پٹاخے چھوڑ کر لوگوں کی ناک میں دم کرنا، شوقیہ تصویر کھینچنا کھنچوانا، اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام علیہم الرضوان یا آلِ پاکِ حضور رضی اللہ عنہم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین کی شان میں گستاخیاں کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں کہ جن کے ایجاد کرنے والے کو خود اپنے عمل اور دوسرے عمل کرنیوالوں کے عمل کا گناہ، تا قیامت حاصل ہوتا رہے گا۔ (نعوذ بالله من ذلك) ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔)

(۱۴) اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خیرات کرنا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے چاہے معمولی مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مال کی قیمت و مقدار کوئی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان پ الحج ۳۶)

(یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور تقویٰ کی شرائط کا لحاظ رکھنے کی بناء پر ہی اللہ عزوجل کو راضی کر سکتے ہیں۔ اور یہی حکم ہر صدقہ و خیرات کا ہے۔)

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نیک و مقرّب بندوں کی صحبت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں؟

(۲) کیا آپ نے کبھی دین کی ترقی کی خاطر بھی تکالیف برداشت کیں؟

(۳) کیا آپ دین کی راہ میں آنے والی تکلیف پر سنت کے مطابق صبر فرماتے

ہیں یا شکوہ شکایت کے انبار لگا دیتے ہیں ؟

(۴) کیا دینی راستے میں تکلیف اٹھانے والے اسلامی بھائیوں کو دیکھ کر آپ کے چہرے پر بھی حزن و ملال کے آثار نمایاں ہوتے ہیں ؟ یا کم از کم دل کی کیفیت کو ہی تبدیل ہوتا محسوس پاتے ہیں ؟

(۵) کیا آپ نے کسی ایسے اسلامی بھائی کی مدد کی ؟ یا دوسرے اسلامی بھائیوں کو اس کی امداد کی ترغیب دی ؟

(۶) کیا آپ نے کبھی صدقہ کی فضیلت و ترغیب پر سنت کی نیت سے بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ؟

(۷) کیا آپ نے کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سنت کی نیت سے صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا؟ (اس سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے لئے عظیم الشان ثواب جاریہ کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول میں بے شمار مواقع ہیں' اس کے لئے دعوتِ اسلامی کے عالمی مرکز فیضانِ مدینہ میں فون نمبر پر رُجوع فرمایئے)

(۸) کیا آپ بھی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نصیحت قبول کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ؟

(۹) اسلامی بھائیوں کو نیکی کے کاموں میں مشغول دیکھ کر کیا آپ کا دل بھی خوش ہوتا ہے ؟

(۱۰) آپ سب کے سامنے برا عمل کر کے خدانخواستہ اپنے لئے گناہِ جارِیَہ کا سامان تو نہیں کرتے ؟

(۱۱) دین میں جاری کردہ نئے اور اچھے طریقوں پر عمل کر کے 'کیا آپ اپنے بُزرگوں کیلئے ثوابِ جارِیہ کا سبب بنتے ہیں ؟ (ہو سکتا ہے کہ اس نیت سے عمل پیرا ہونا' بروزِ قیامت' کسی بُزرگ کی طرف سے آپ کیلئے شفاعت کا سبب بن جائے۔)

(۱۲) کیا آپ نے کبھی اذان و اقامت کہتے ہوئے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ

کی سنت کی ادائیگی کی نیت کی ؟

دُعا :۔

اے پیارے اللہ عزوجل! آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کے صدقے میں ہمیں بھی دین کیلئے تکلیف اٹھانے والوں کی حالت پر جلنے' دین کی خاطر تکالیف برداشت کرنے' سنت کی نیت سے اذان واقامت کہنے' نصیحت قبول کرنے' نیک اعمال میں خوب خوب حصہ لینے' نیکیوں میں مشغول اسلامی بھائیوں کو دیکھ کر خوش ہونے' اور اپنے لئے اِعلانیہ گناہ کر کے گناہِ جارِیہ کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر(۶)

" جاہِل رہنُما "

حضرت عبداللہ بن عَمر ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم [۱] کو اس طرح نہ سمیٹے گا کہ بندوں سے اسے کھینچ لے [۲] بلکہ علماء کو وفات دینے کے سبب علم کو اٹھائے گا حتی کہ جب کسی عالم [۳] کو باقی نہ چھوڑدے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے [۴] جن سے مسائل دریافت کیئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے چنانچہ (خود بھی) گمراہ ہوں گے اور (دوسرون کو بھی) گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ)

راوی :۔

آپ عَمرو بن عاص قرشی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں' اپنے والد محترم سے پہلے ایمان لائے۔ بہت بڑے عالم اور عبادت میں بہت کوشش کرنے والے تھے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے' ۶۵ھ یا ۷۳ھ میں مکہ یا طائف یا مصر میں فوت ہوئے (عمرو اصل میں عَمر تھا'

پھر عُمر سے فرق کرنے کیلئے آخر میں واوٗ کا اضافہ کیا گیا یہی وجہ ہے کہ حالتِ نصبی میں یہ واوٗ نہیں لکھا جاتا)

وضاحت :۔

[1] علم سے مراد علمِ دین ہے' دنیاوی علوم مراد نہیں۔ [2] یعنی ایسا نہ ہوگا کہ کتابیں وغیرہ فناء ہو جائیں گی بلکہ علماء فوت ہو جائیں گے اور لوگوں کی دینی کُتب کے مطالعے سے بے رغبتی بڑھتی چلی جائے گی۔ چنانچہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوگا تو نہ تو علَماء ہوں گے کہ ان سے پوچھ لیا جائے اور نہ دینی کتاب پڑھنے اور سمجھنے کی فرصت' نتیجتاً وہی ہوگا جس کا آگے بیان ہوا۔ [3] عالم سے مراد صاحبِ علم ہے نہ کہ صرف صاحبِ سَنَد یعنی اگر کوئی صاحبِ علم ہے لیکن اس کے پاس سند نہیں تو پھر بھی اسے عالم کہا جائے گا اور اس کا دوسروں کو مسائل بتانا درست ہے" اور اگر کوئی صاحبِ سند تو ہے لیکن اس کے پاس علم نہیں تو اسے عالم کہنا جائز نہیں بلکہ وہ جُہلاء میں ہی شمار ہوگا۔" مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر اعلحضرت رضی اللہ عنہ کا ایک فتویٰ تسکین واطمنانِ قلوب کیلئے بیان کر دیا جائے۔

مسئلہ :۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتبِ فارسی اور اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علماءِ گرامی سے کوئی "سندِ تحصیلِ علم" حاصل نہ کی ہو' اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعویٰ کرے اور آیاتِ قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر ان کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کرائے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابلِ تعمیل ہیں یا نہیں؟

الجواب :۔

سند کوئی چیز نہیں' بہت سے سند یافتہ محض بے بہرہ (یعنی محروم بے نصیب) ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت (یعنی

قابلیت) بھی ان سندیافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہیئے 'مفتیانِ کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس و تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمتِ علماءِ کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیقِ مسائل کا شغل ان کا وظیفہ (یعنی وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے) تھا' فقیر (یعنی خود اعلٰحضرت رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ وہ مسائل میں آجکل کے صدہا فارغ التحصیلوں مُدَرِّسُوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے۔ پس اگر شخصِ مذکور فی السؤال (یعنی وہ شخص کہ جسکا ذکر سوال میں کیا گیا) خواہ بذاتِ خود (یعنی ذاتی محنت سے) خواہ بفیضِ صحبتِ علماءِ کاملین 'علم کافی (یعنی وافر و بہت) رکھتا ہے' جو بیان کرتا ہے غالباً (یعنی اکثر) صحیح ہوتا ہے اور اس کی خطاء سے اس کا صواب (یعنی دُرُستگی) زیادہ ہے" تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہِ علم (یعنی علم کی دونوں صورتوں یعنی ذاتی محنت اور صحبتِ علماءِ کاملین) سے عاری (یعنی خالی) ہے۔ صرف بطورِ خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن و حدیث کا مطلب بیان کرنے پر جرأت کرتا ہے تو یہ سخت اَشَدّ کبیرہ ہے اور اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہیں اور نہ اس کا قرآن و حدیث کا بیان سننے کی اجازت۔" (فتاویٰ رضویہ جلد دہم) [1] یعنی خلیفہ یا قاضی یا مفتی یا امام یا پیر۔

مدنی پھول :۔

مذکورہ حدیثِ مبارکہ سے یہ مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) قربِ قیامت کے وقت علماءِ کرام دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنالیں گے۔

(۲) کسی کو اپنا راہنما و پیشوا بنانے سے پہلے اس بات پر ضرور غور کرنا چاہیئے کہ موصوف صاحبِ علم شخصیت ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جاہل سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش گمراہی میں گرنے کا سبب ہے۔ "کسی سے بیعت ہونے سے پہلے تو خصوصی طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ (بیعت کے سلسلے میں مکمل راہنمائی کیلئے سگِ عطار کی تصنیف "بیعت کی اہمیت" کا ضرور مطالعہ

فرمائیے)۔(کسی جاہل کو مکمل طور پر اپنا ھادی ور ہنما تسلیم کیے بغیر بھی' اس سے دینی مسائل ہر گز دریافت نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ بغیر علم کے محض اندازے سے یا غیر مُستند لوگوں سے سنی سنائی بات کے ذریعے دینی مسائل کا حل بتانا سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے سوال کرو)(ترجمہ کنزالایمان پ۱۶ النحل ۴۳)

(۳) علماء کے دم قدم سے علم کی بہاریں ہیں' ان کے وجودِ مسعود کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد یہ بہاریں خزاں کا شکار ہو جائیں گی۔ (اس کا تھوڑا بہت مشاہدہ اب بھی بآسانی کیا جا سکتا ہے)

(۴) آج سے تقریباً ۱۴۰۰ سال پہلے قربِ قیامت کی خبر دیئے جانے سے بخوبی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) آپ نے کسی صاحبِ علم شخصیت کو راہنمائی کے حصول کیلئے منتخب فرمایا ہے یا............؟

(۲) مسئلہ درپیش ہونے کی صورت میں آپ اپنے ذہن سے فتویٰ لیتے ہیں یا کسی صاحبِ علم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں یا کسی جاہل کے ذریعے معلومات حاصل کر کے اُسکے اور اپنے لئے ہلاکت کا سامان کرتے ہیں؟

(۳) اگر کوئی اسلامی بھائی آپ سے کسی مسئلے کا حل دریافت کرے اور آپ کے ذہن میں اس کا جواب موجود نہ ہو تو حقیقی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاعلمی کا اعتراف کر لیتے ہیں یا عزت بچانے اور بنانے کی خاطر غلط مسئلہ بتا دیتے ہیں؟ (ہمارے اسلاف رضی اللہ عنھم اس معاملے میں بے حد محتاط تھے چنانچہ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اپنی لاعلمی کا اعتراف کرنے میں قطعی طور پر

شرم محسوس نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مجلس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نمودار ہوا اور عرض کی حضرت! "چھ مہینے" کی کڑی منزلیں طے کر کے پہنچا ہوں' میری قوم نے ایک مسئلے کے حل کیلئے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔" آپ نے فرمایا پوچھو "اس نے مسئلہ پیش کیا تو آپ دیر تک سوچتے رہے پھر فرمایا" میں اسے نہیں جانتا۔" سائل مبہوت ہو کر رہ گیا' پھر عرض کی لیکن حضرت! لوٹ کر اپنی قوم سے کیا کہوں گا؟" آپ نے جواب دیا "کہنا کہ مالک (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ سے کہا ہے کہ تمہارے مسئلے سے میں ناواقف ہوں۔" (جامع بیان العلم وفضلہ)

دعا:۔

اے اللہ عزوجل! حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلے سے ہمیں علم دین سے رغبت' صاحبِ علم سے راہنمائی حاصل کرنے اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں مخاطب کے سامنے عاجزی کے ساتھ اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث پاک نمبر (۷)

"فضائلِ اعمال"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ جو کسی مسلمان سے دنیاوی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے [۱] تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور فرمائے گا [۲] اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے [۳] تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا [۴] اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے [۵] تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا [۶] اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا

ہے [۶] اور جو تلاشِ علم [۷] میں کسی راستے کو طے کرتا ہے [۸] تو (اس کی برکت سے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان فرمادے گا [۹] اور جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر [۱۰] میں تلاوتِ قرآن کرنے اور ایک دوسرے کو قرآنِ پاک سیکھنے سکھانے کیلئے جمع ہوتی ہے [۱۱] تو ان پر سکینہ [۱۲] نازل ہوتا ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ملائکۂ مقربین میں کرتا ہے اور جسے اس کا عمل پیچھے دھکیل دے اسے اس کا نسب آگے نہیں کرسکتا [۱۳]۔ (مسلم)

راوی :۔

آپ کا مختصر تعارف حدیثِ پاک نمبر (۳) کے تحت گزر گیا۔

وضاحت :۔

[۱] مثلاً کسی کے روزگار کا انتظام کردے ظالم کے ظلم سے نجات دلوادے کسی سے اس کا حق دلوادے کسی غریب و بیوہ کی بچیوں کی شادی کا انتظام کردے وغیرہ۔ [۲] مثلاً بھوک پیاس دھوپ گرمی ذلت ورسوائی وعذاب وغیرہ۔ [۳] اس طرح کہ اسے مال و دولت تحفۃً یا قرضے کے طور پر دے دے یا اگر اسے قرض دیا ہوا ہے تو معاف کردے یا ادائیگی کیلئے طویل مہلت عطا فرمادے۔ [۴] دنیا میں تو اس طرح کہ اسے صحت وعزت اور وافر مقدار میں رزقِ حلال عطا کیا جائے گا جو کہ اس کے اور اس کے اہل وعیال کیلئے کافی ہوگا اس کے علاوہ ہر فکر و پریشانی کے حل کیلئے غیب سے امداد عطا کی جائے گی۔ "اور آخرت میں اس طرح کہ قبر و حشر میں عذاب و ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھا جائے گا حساب و کتاب میں نرمی ہوگی اور شفاعت سے مشرف کیا جائے گا۔ [۵] اس کا ستر ڈھک دے یا پھر اپنے اسلامی بھائی کے عیب و گناہ بیان نہ کرے (لیکن کوئی ایسا شخص کہ مسلمانوں کیلئے نقصان کا سبب بنتا ہو تو اس کا عیب چھپانا ممنوع نہیں بلکہ اسے تو ظاہر کرنا ضروری ہے مثلاً دھوکے باز ہے یا کم تولتا ہے یا ملاوٹ کرتا ہے یا راز حاصل کرکے لوگوں کو بلیک میل کرتا ہے وغیرہ۔ لیکن انکا بھی صرف وہی عیب ظاہر کرنا جائز ہے جو نقصان کا باعث ہو بقیہ عیوب کا اظہار (جائز نہیں)۔ [۶] اس کے گناہ و عیب چھپا کر۔ [۷] مراد صرف اور صرف علمِ دین ہے۔ [۸] یعنی سفر کرتا ہے۔ مثلاً استاد کے پاس جاتا ہے یا دینی اجتماعات میں شرکت کرتا ہے وغیرہ۔ [۹] اس طرح کہ نیکیوں کے کرنے اور گناہوں سے بچنے پر استقامت حاصل ہوگی نیک دوست اور اچھا ماحول ملے گا قبر و حشر کے امتحان میں کامیابی اور پلصراط پر سے بعافیت گزرنا نصیب ہوگا۔ [۱۰] یعنی مسجد میں۔ [۱۱]

قرآن پاک سیکھنے سکھانے سے تجوید و قرأت و صرف و نحو و حدیث و تفسیر و قرآنی احکام وغیرہ کا سیکھنا سکھانا مراد ہے۔ [12] اس سے مراد یا تو اطمینان قلب اور آرام باطن ہے کہ جس کی برکت سے دنیاوی خواہشات کی طرف میلان اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا خوف وڈر دل سے نکل جاتا ہے۔ "اور یا پھر یہ ایک مخلوق کا نام ہے کہ جس میں طمانینت ورحمت ہوتی ہے کبھی یہ بادل کی شکل میں نازل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے بھی اترتے ہیں۔ [13] اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ کوئی شریف النسب اعمال سے بے پرواہ نہ ہو جائے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بڑی شخصیات کے صاحبزادگان نسب کے ذریعے عزت و شہرت تلاش کرنے کے تو بہت زیادہ خواہشمند نظر آتے ہیں لیکن عمل کے معاملے میں بہت ہی پیچھے ہوتے ہیں' ان حضرات کو اس حدیث پاک سے درس حاصل کرنا چاہئے اور بزرگوں کے نام سے اپنے مستقبل کو روشن کرنے کے ساتھ ساتھ ان بزرگوں کے نام کو روشن کرنے والے اعمال کو بھی اختیار کرنا چاہئے۔ "اس قول مبارک کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نسب کچھ بھی فائدہ نہ دے گا کیونکہ اگر ایسا ہی معاملہ ہوتا تو پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا تمام عورتوں کی سردار کیسے ہو گئیں؟ حسنین رضی اللہ عنھما کو جنتی جوانوں کی سرداری کا شرف کیسے حاصل ہوا۔ [15] اس سے مراد اچھے اور نیک کاموں میں مدد کرنا ہے نہ کہ برے اور گناہوں کے کام میں کیونکہ قرآن پاک میں ہے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (ترجمہ کنز الایمان پ۵ المائدہ ۲)

مدنی پھول :۔

اس حدیث پاک سے یہ خوشبودار مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) کسی اسلامی بھائی کی مصیبت دور کرنا' بروز قیامت اپنے لئے آسانی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(۲) تنگ دست پر آسانی کرنا' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دنیا و آخرت میں آسانی دلواتا ہے۔

(۳) کسی اسلامی بھائی کی پردہ پوشی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرمائے گا۔

(۴) کسی اسلامی بھائی کی جائز کاموں میں امداد میں مشغول رہنا' اللہ تعالیٰ کی

طرف سے مسلسل امداد کا سبب ہے۔

(۵) علم دین کی تلاش میں سفر کرنا بہت بڑی سعادت مندی اور جنت میں داخلے کی کنجی ہے۔ (الحمد اللہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کی برکت سے اس سعادت کو حاصل کرنا بے حد آسان ہے کیونکہ مسجدوں میں مختلف نمازوں کے بعد درس' چوک درس' چوک اجتماع کیسٹ اجتماع' ہفتہ وار اجتماع' سالانہ اجتماع اور سنتوں کی تربیت کیلئے اندرون اور بیرونِ ملک جانے والے سینکڑوں قافلوں میں اپنی سہولت کے مطابق شرکت کر لینا اس شرفِ عظیم کے حصول میں مُعاوِن و مددگار ثابت ہوتا ہے۔ آپ بھی اس سعادت کو حاصل کر سکتے ہیں۔)

(۶) مسجد میں قرآنِ پاک کی تلاوت اور اسے سیکھنا سکھانا جائز اور ملائکہ' رحمت اور برکت کے نزول کا سبب ہے' (الحمد اللہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کے تحت' بے شمار مساجد میں' عشاء کی نماز کے بعد' بالغ اسلامی بھائیوں کے لئے تجوید کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم کا مفت انتظام کیا جاتا ہے' ان مدنی مدرسوں میں سیکھنے سکھانے والے اسلامی بھائی اس حدیثِ پاک کو بار بار پڑھیں اور پھر اپنی قسمت پر رشک اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوصِ دل کے ساتھ بے شمار بار شکر ادا کریں۔ اسی طرح گھروں میں اسلامی بہنوں کیلئے بھی بے شمار مدارس قائم ہیں' رحمتِ الٰہی (عزوجل) سے قوی امید ہے کہ انہیں بھی اس فضیلت میں سے وافر حصہ عطا کیا جائے گا۔)

(۷) کسی اعلیٰ خاندان یا نامور شخصیت سے نسبی تعلق کی وجہ سے عمل سے غافل ہو جانا' بروزِ قیامت ندامت کا سبب بن سکتا ہے۔

(۸) ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر عمل کے ساتھ ان کی فضیلت و اِنعام کو بھی ذکر فرمایا' جس سے معلوم ہوا کہ اِنعام کا ذکر کر کے عمل کی طرف راغب کرنا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر کسی اسلامی بھائی کی کسی مصیبت کو دور کیا؟

(۲) کسی تنگی میں مُبتلاء اسلامی بھائی کو آسانی فراہم کی ؟

(۳) آپ اپنے اسلامی بھائیوں کے عُیوب کی پردہ پوشی کرتے ہیں یا حصولِ لذّت و ذاتی اِنتقام کی خاطر ان کے عیبوں کو سب کے سامنے ظاہر کر کے وقتی سکون حاصل کرنے کے عادی ہیں ؟

(۴) کیا آپ نے کبھی جنّت کے راستے کی آسانی کیلئے' علم دین سیکھنے کی خاطر سفر اختیار کیا؟

(۵) کیا آپ تعلیمِ قرآن کریم کیلئے' دیگر اسلامی بھائیوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۶) کیا آپ کا تعلق کسی نامور خاندان یا شخصیت سے ہے ؟اگر ہے تو کیا آپ خاندان و شخصیت کی نامُوری کو پیشِ نظر رکھ کر عمل سے غافل اور بدنامی کا سبب بن رہے ہیں یا سنجیدگی کے ساتھ خاندان و شخصیت کے نام کو مزید روشن کرنے کیلئے اپنے علم پر عمل بھی کرتے ہیں ؟

(۷) کیا آپ نے کبھی سنّت کی نیت سے فضائل وانعامات کاذکر کر کے اسلامی بھائیوں کو عمل کی جانب مائل کرنے کی سعادت حاصل کی ؟ (الحمد اللہ عزوجل ! جن اسلامی بھائیوں نے امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ' العالی کے بیانات سنے ہیں وہ تُوجّہ کریں تو معلوم ہو گا کہ آپ کا غالبًا کوئی بیان ایسا نہیں کہ جس میں اس سنّت پر عمل نہ کیا گیا ہو' ان بیانات کی ہی برکت ہے کہ بے شمار اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں' رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد سنّتوں پر خوشدلی کے ساتھ عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ اور آپ کی برکت سے ماحول سے وابستہ کثیر اسلامی بھائی اور بہنیں بھی اس سنّت پر استقامت سے عامل ہیں اور ان شاء اللہ (عزوجل) ! تاقیامت یہ سلسلہ یونہی جاری وساری رہے گا۔)

دُعا:۔

اے ہمارے پیارے اللہ (عزوجل) :۔ ہمیں حضرت داوٗد علیہ السلام کے صدقے میں' خلوص و استقامت کے ساتھ اسلامی بھائیوں کی مصیبت دور کرنے' تنگ دستوں کو آسانی فراہم کرنے' دوسروں کے عیب چھپانے' علم دین کیلئے سفر کرنے' مسجد میں اجتماعی طور پر تلاوت اور علوم قرآنی سیکھنے سکھانے اور عمل سے کسی بھی حالت میں غافل نہ ہونے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ و سلم۔

حدیث پاک نمبر (8)

" ریا کار کا انجام "

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے جس کے خلاف سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا[1] وہ شخص ہو گا کہ جسے (راہِ خدا عزوجل میں) شہید کیا گیا ہو گا' پس اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) حاضر کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا' وہ ان کا اِقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا[2] کیونکہ تو نے تو جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں (جہنم میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا[3] یہاں تک کہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔" اور (پھر) وہ شخص (حاضر کیا جائے گا کہ) جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآنِ پاک پڑھا' اللہ تعالیٰ اِسے (بھی) اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے شکریے میں کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری رِضا کی خاطر قرآن پڑھا۔" اللہ تعالیٰ

فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا' تو نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا' پھر اس کے بارے میں (بھی دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا' پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔" اور (پھر) وہ شخص (لایا جائے گا کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا' وہ انکا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے بدلے میں کیا عمل کیا؟" وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی کہ جس میں تجھے مال خرچ کرنا محبوب ہو چنانچہ میں نے اس (راہ) میں تیری رضا کی خاطر مال خرچ کیا۔" اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا' کیونکہ تو نے یہ سب اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔" پھر اس کے بارے میں (بھی جہنّم کا) حکم دیا جائے گا' چنانچہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا' یہاں تک کہ جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔"[۲] (مسلم)

راوی :۔

آپ کا تعارف حدیثِ پاک نمبر ۳ کے تحت گزر گیا۔

وضاحت :۔

[۱] مراد یہ ہے کہ باطنی گناہوں میں سے سب سے پہلے ریاکاری کا حساب ہو گا۔" بعض احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔" اس سے مراد ہے کہ عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔" اور بعض احادیث میں ظلماً قتل کے بارے میں سب سے پہلے حساب کا ذکر ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ مُعَاملات میں سے سب سے پہلے ظلماً قتل کا حساب ہو گا۔" چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ [۲] ان تینوں کا جھوٹ بولنا یا تو انتہائی درجہ کی بد بختی اور دلیری ہو گی' اس صورت میں کہ انہیں عمل کرتے وقت ہی معلوم تھا کہ ہم اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصُول کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے کر رہے ہیں اور یا پھر یہ ان کی اپنے باطن کی طرف سے غفلت کا نتیجہ ہو گا' اس صورت میں کہ انہیں ریاکاری کا مطلب' اس کی علامات اور اس کے علاج کا طریقہ وغیرہ معلوم نہ تھا اور نہ ہی اس کے جاننے کی زحمت گوارا کی' چنانچہ پہلی صورت میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنا ثابت ہوا جبکہ دوسری

میں انہیں خود معلوم نہ ہوگا کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔

رِیاء کی تعریف :۔

یاد رکھئے کہ ریاء کی تعریف یہ ہے کہ عملِ آخرت کے بدلے میں دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) رِیاءِ محض :۔ ریاءِ محض یہ ہے کہ نیک عمل صرف دنیاوی فائدے کیلئے کیا جائے۔

(۲) ریاءِ مخلوط :۔ ریاءِ مخلوط یہ ہے کہ عملِ آخرت سے دنیاوی اور اُخروی دونوں قسم کے نفع کا ارادہ کرنا۔

ریاء کا حکم :۔ ریاء کاری حرام ہے۔اس کی معرفت و علامات و علاج کا سیکھنا ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور یہ صرف ریاء کے ساتھ ہی خاص نہیں' بلکہ ہر باطنی گناہ کی مکمل معرفت حاصل کرنا اور سرزد ہو جانے پر توبہ کرنا ضروری ہے۔اعلحضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض کئے گئے علوم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور مسائل علم قلب یعنی فرائضِ قلبیہ مثل تواضع' اخلاص اور توکل وغیرھا اور ان کے طرقِ تحصیل (یعنی حاصل کرنے کے طریقے) اور مُحرَماتِ باطِنِیَہ (یعنی باطنی حرام کی ہوئی چیزیں) تکبر و رِیاء عجب و حسد وغیرہا اور ان کے مُعالَجات (یعنی علاج) کہ ان کا تعلّم (یعنی سیکھنا) بھی ہر مسلمان پر "اہم فرائض" میں سے ہے' جس طرح بے نماز فاسق و فاجر و مرتکب کبائر ہے یونہی بعینہ ریاء سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

(باطنی گناہوں کی مکمل معرفت و علاج کیلئے دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں شرکت اور امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالیٰ کے بیانات کی کیسٹیں سننے پر استقامت حاصل کرنا بے حد ضروری و مفید ہے۔اس کے علاوہ سگِ عطار کی تصنیف "باطنی گناہ اور ان کا علاج" کا مُطالَعہ فرمائیں۔)

ـــ تاکہ شدید ذلت و رسوائی محسوس کرے گویا کہ عذابِ نار سے پہلے

اسے ذلت ورسوائی کا عذاب چکھایا جائیگا۔ ؎ یہاں صرف ۳ گناہوں کا بیان ہوا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ کہ بقیہ اعمال میں ریاکاری کا حساب نہ ہوگا' بلکہ باقی اعمال کو ان پر ہی قیاس کرنا چاہیئے کہ جب یہ بڑے بڑے نیک اعمال ریاکاری کے باعث ہلاک ہو گئے تو باقی اعمال تو بدرجہ اولیٰ ضائع ہو جائیں گے۔

مدنی پھول :۔

اس مدنی حدیثِ پاک سے عبرت کے درجِ ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا' جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات کیلئے صرف نیک اعمال کی کثرت کافی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ظاہر و باطنی گناہوں سے پرہیز بھی بے حد ضروری ہے' کیونکہ بعض اوقات باطنی گناہوں کی نحوست کی بناء پر عبادات ضائع چلی جاتی ہیں اور ان میں کی گئی محنت و مشقت کا بدلہ صرف اور صرف جہنم کے دردناک عذاب کی شکل میں حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیثِ پاک سے ظاہر ہے۔

(۲) لوگوں کے تعریفی جملوں اور ان کے متأثر و مرعوب ہونے کو اپنی کامیابی تصور کر کے محاسبے سے غافل ہو جانا' میدانِ محشر میں ذلت و رسوائی اور جہنم میں سخت عذاب کا سبب بنے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر' یہ ہے کہ ان کے بدلے میں نیک اعمال کئے جائیں۔ جیسا کہ نعمتوں کو یاد دلانے کے بعد' اللہ تعالیٰ کے سؤال فرمانے سے ظاہر ہے۔

(۴) قیامت کے احوال کی خبر دینے سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔

مُحاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رِضا کے حصول اور اُخروی ذلّت وعذاب سے بچنے کیلئے' باطنی گناہوں کی پہچان اور ان سے بچنے یا نجات پانے کیلئے کوئی عملی کوشش کی ؟

(۲) آپ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی نیک اعمال کرتے ہیں یا دنیاوی فائدوں' تعریفی جملوں اور دیگر اسلامی بھائیوں کو مُتأثّر و مرعوب کرنے کیلئے۔

(۳) کیا آپ نیک اعمال کرتے وقت' اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی نیت کو دل میں حاضر کرنے کے عادی ہیں ؟

دُعا :۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزّوجل ! ہمیں حضرت یوسف علیہ السّلام کے صدقے میں باطنی گناہوں کی مَعرفت اور ان سے بچنے کیلئے عملی کوشش کرنے' صرف تیری ہی رِضا کیلئے عمل کرنے اور نعمتوں کا شکر' نیک اعمال کی کثرت کے ذریعے بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاهِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (9)

"عالِم کی عابِد پر فضیلت"

حضرت حَسَن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے ان دو آدمیوں کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں سے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا' دوسرا وہ جو دن میں روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت میں کھڑا رہتا کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے ؟" مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس عالم کی فضیلت' جو صرف نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور

لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا' اس عابد پر کہ جو دن میں روزہ رکھتا اور رات کو عبادت میں گزارتا[8]' ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر ہے[9] (دارمی)

راوی :۔

علمِ حدیث میں جب صرف حَسَن بولا جائے تو اس سے "خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ" مراد ہوتے ہیں۔ آپ کا شمار اکابر تابعین میں ہوتا ہے' آپ کے والد ابو سعید' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ آپ مدینہ منورہ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کی تحنیک (یعنی کوئی چیز چبا کر نرم کر کے نو مولود بچے کے تالو میں لگانا) کی۔ آپ کی والدہ 'ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' بارہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی والدہ کی غیر موجودگی میں آپ کو اپنا شیرِ مبارک پلایا تھا' جس کی برکت سے آپ بہت بڑے عالم' امامِ وقت' متقی اور پرہیزگار بنے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بصرہ آگئے تھے' آپ نے کثیر صحابہ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ ماہِ رجب ۱۱۰ھ میں مقامِ بصرہ میں آپ کا وصال ہوا' وہیں مدفون ہیں۔

وضاحت :۔

[1] حدیثِ مُرسَل' اس حدیثِ پاک کو کہتے ہیں کہ جس کی سند سے راویوں کا سقوط' تابعین کے بعد' سند کے آخر میں ہو۔ اس سقوط کو اِرسال کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیے بغیر تابعی اس طرح کہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا)۔ اس مقام پر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کو اس لئے ترک فرمایا کہ یا تو اس حدیثِ پاک کے راوی بہت زیادہ تھے یا پھر آپ کے ذہن میں ان کے نام محفوظ نہ رہے' بہر حال آپ جیسے بزرگوں کا اِرسال معتبر ہے اور ان کی مُرسَل روایتیں قبول کی جاتی ہیں۔ [2] ان دونوں کے بارے میں مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی یا پھر یہود کے وہ علماء جو دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے معلوم کیا تھا۔ [3] عالم سے مراد عالمِ دین ہے۔ [4] مراد یہ ہے کہ فرض کردہ عبادات پر اِکتفاء کرتا تھا" یعنی اس کا علم اس کی عبادت پر غالب تھا۔ [5] یعنی انہیں علم' عبادات' زہد' ریاضت' صبر' قناعت وغیرہ کی تعلیم دیتا تھا۔ [6]

یعنی وہ کثرت سے عبادت کرتا تھا اور جتنا علم طلب کرنا اس کے لئے ضروری تھا وہ اس نے حاصل کیا ہوا تھا۔ [7] یعنی ثواب کی کثرت کے لحاظ سے۔ [8] مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل کلام دو وجہ سے کیا۔ (۱) عالم کی تعظیم شان کیلئے۔ (۲) تاکہ سننے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ [9] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ عالم' ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تھا بلکہ یہ مثال نوعیت بیان کرنے کیلئے دی گئی ہے' چنانچہ مطلب یہ ہے "جس قسم کی بزرگی مجھے تم پر حاصل ہے' اسی قسم کی بزرگی عالم کو عابد پر ہے۔"

یاد رکھئے کہ علم کی فضیلت عبادت پر دو وجہ سے ہے۔

(۱) علم سے عالم کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی نفع اٹھاتے ہیں جبکہ عبادت کا نفع صرف عبادت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

(۲) علم یا تو فرض عین ہے یا کفایہ (فرض عین وہ ہے کہ جس کا حاصل کرنا ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہو' جبکہ کفایہ وہ ہوتا ہے کہ اگر چند لوگ حاصل کرلیں تو باقی سے 'شریعت کی جانب سے اس کے حاصل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاتا یعنی یہ علم زائد ہوتا ہے۔) جبکہ زائد عبادت نفل ہوتی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ فرضِ کفایہ کو نفل پر فضیلت حاصل ہے۔

اور اس کا بھی خیال کرنا ضروری ہے کہ عالم کو مرتبہ و فضیلت اسی صورت میں حاصل ہوگی جبکہ وہ اپنے علم پر عمل بھی کرے کیونکہ بے عمل عالم کے بارے میں تو بے شمار وعیدیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ "حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے دس صحابیوں نے روایت کیا کہ ہم مسجدِ قباء میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا" جتنا چاہو علم حاصل کرو' مگر اللہ تعالیٰ ثواب اسی وقت بخشے گا جب اپنے علم پر عمل کرو گے۔" اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے "جو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا اس کے لیے ایک ہلاکت مگر جو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے اس کے لئے سات ہلاکتیں ہیں۔" آپ ہی کا فرمان ہے کہ آدمی متقی نہیں ہو سکتا ہے جب تک عالم نہ ہو اور علم اسے زیب نہیں دے سکتا' جب تک عمل نہ کرے۔" اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے "لوگوں کو ان کے افعال (لوگوں کو ان کے افعال (یعنی کاموں) سے پرکھو نہ کہ اقوال (یعنی باتوں) سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا قول نہیں چھوڑا جس کی تصدیق یا تکذیب کے لیے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ یہ دیکھو کہ "فعل" کیسا ہے؟" اور قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے' جنہیں قول پسند نہ تھا' صرف عمل سے خوش

ہوتے تھے۔" اور مامون رشید کا مقولہ ہے "ہمیں زبانی وعظ سے زیادہ عملی وعظ کی ضرورت ہے۔" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے اہل علم! اپنے علم پر "عمل کرو" کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کر کے "عمل" کرتا ہے اور جس کے "علم و عمل" میں "اختلاف" نہیں ہوتا' جلد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم تو رکھیں گے مگر علم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا' ان کا باطن' ان کے ظاہر سے مختلف ہو گا' ان کا علم ان کے عمل کے خلاف رہے گا' مجلسیں جما کر بیٹھیں گے' آپس میں فخر و مباہات کریں گے (یعنی شیخی ماریں گے) ایسے عالموں کے عمل اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچیں گے۔ (جامع بیان علم و فضلہ)

مَدَنی پھول :۔

اس روایت سے یہ مہکتے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نیکیوں کے معاملے میں بے حد حریص واقع ہوئے تھے' وہ ہر لمحہ ایسے عمل کی جستجو میں مشغول نظر آتے تھے کہ جو دوسرے اعمال کے مقابلے میں زیادہ فضیلت والا اور کم وقت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کثیر دَرَجات دلوانے میں مددگار ثابت ہوتا ہو "عالم و عابد کے بارے میں مندَرِجہ بالا سوال ان کے اسی جذبے کی عکاسی کر رہا ہے' معلوم ہوا کہ افضل اعمال کی جستجو رکھنا اور بزرگان دین سے اس سلسلے میں سوال کرنا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۲) شاگردوں یا مریدوں یا عوام کی علمی پیاس بجھانا سنت ہے۔

(۳) عالم کو عابد پر بے حد فضیلت حاصل ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں علم کا درجہ' عبادت سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔

(۵) کسی صحیح غرض اور مناسب فائدے کیلئے کلام کو طویل کرنا فضول گوئی میں داخل نہیں بلکہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۶) مثال دیکر بھی بات سمجھانا رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۷) بنی اسرائیل کے واقعات و روایات بیان کرنا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

بنی اسرائیل کی روایات کا حکم :۔

بنی اسرائیل کی روایات ہم تک ان صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنھم) کے ذریعے پہنچیں کہ جو قبولِ اسلام سے پہلے اہلِ کتاب کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے، ان روایات کو اسرائیلی روایات یا اسرائیلیات کہتے ہیں۔ ان کی ۳ قسمیں ہیں۔ (۱) جن کی تائید و تصحیح قرآن و سنت و دیگر خارجی دلائل سے ہو چکی ہے مثلاً فرعون کا غرق ہونا وغیرہ۔ ان روایات کی یہ قسم قرآن و سنت کی تائید کی بناء پر قابلِ قبول ہے۔" (۲) جن کا جھوٹا و غلط ہونا قرآن و سنت و دیگر خارجی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے مثلاً (معاذ اللہ) حضرت سلیمان علیہ السلام کے مُرتد یا بت پرستی میں مبتلا ہو جانے والی روایات "ایسی روایات ہرگز قابلِ قبول نہیں بلکہ ان کا پڑھنا، بیان کرنا، یا سننا سختی سے منع اور گناہ و حرام ہے۔" (۳) جن کے بارے میں قرآن و سنت و خارجی دلائل بالکل خاموش ہیں یعنی ان کا صحیح یا غیر صحیح ہونا کہیں سے ثابت نہیں جیسے توریت و انجیل کے احکامات۔ "ایسی روایات کا حکم یہ ہے کہ نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ ہی تکذیب۔ اور نہ ہی یہ روایات شرعی اعتبار سے قابلِ حجت ہیں۔"

(مقدمہ تفسیر ابن کثیر جلد اوّل۔ (کچھ تصرّف کے ساتھ)

(۸) فرائض کی ادائیگی کے بعد لوگوں کو دین کے احکامات، سنتیں اور آداب سکھانا اس سے بہتر ہے کہ اسے ترک کر کے نوافل کی کثرت کی جائے ۔ (ماحول سے وابستہ اسلامی بھائی اس پر خصوصی توجہ فرمائیں تو بہت فائدہ ہوگا۔)

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ بھی افضل اَعمال کی جستجو میں مصروف رہتے ہیں ؟ کیا ان کے لئے آپ نے کبھی کسی بزرگ یا صاحبِ علم اسلامی بھائی سے، صحابہ کرام علیھم الرضوان کی سنت کے مطابق سوال کیا؟

(۲) کیا آپ نے کبھی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ پاک پر عمل کی نیت سے کسی کی دینی الجھن کو دور کیا؟

(۳) آپ طویل گفتگو کسی غرضِ صحیح کے پیشِ نظر کرتے ہیں یا فضول گوئی کے طور پر؟

(۴) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا، نیکیوں کی کثرت اور بلندی دَرجات کیلئے آپ نے علم کو وسیلہ بنایا ہے یا عبادت کو؟

(۵) کیا آپ نے بھی کبھی اپنی بات سمجھانے کیلئے سنّت کے مطابق "مثال" کا سہارا لیا؟

(۶) آپ اسلامی بھائیوں کو سنّتیں آداب سکھانے کو فوقیت دیتے ہیں یا انفرادی نفل عبادت میں مشغول رہ کر چھوٹے اور مختصر دَرجات پر قناعت فرماتے ہیں؟

دُعا:۔

اے ہمارے اللہ عزوجل! ہمیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے صدقے میں افضل اعمال کی جستجو کرنے، اسلامی بھائیوں کی دینی الجھنیں دور کرنے، فضول گوئی سے بچنے، علم سیکھنے اور مثالوں کے ذریعے بھی اپنی بات سمجھانے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (10)

"ثوابِ جاریہ"

حضرتِ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک مومن کی نیکیوں اور اعمال میں سے جو چیزیں اسے موت کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں[۱] ان میں سے وہ علم[۲] ہے جسے اس نے سیکھا اور پھیلایا[۳] اور نیک اولاد[۴] ہے جسے وہ پیچھے چھوڑ گیا، یا قرآنِ پاک[۵] ہے جس کا وارث بنا گیا، یا مسجد یا مسافر خانہ ہے جو بنا گیا[۶]، یا نہر ہے جو جاری کر

گیا[7] یا خیرات ہے جسے اپنی تندرستی و زندگی میں نکال گیا[8]' یہ چیزیں اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں[9] (ابن ماجہ)

راوی :۔

آپ کا تعارف حدیث پاک نمبر (۳) کے تحت گزر گیا۔

وضاحت :۔

[1] یعنی ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ [2] یعنی علم دین ہے۔ [3] یا تو زبان کے ذریعے مثلاً شاگردوں کو تعلیم دی' اصلاحی بیانات کئے' وغیرہ یا پھر قلم کے ذریعے مثلاً کتابیں تصنیف کر گیا۔ [4] چاہے اس نے خود تربیت دی ہو یا کسی ایسے مقام پر بھیجا کہ اچھے ماحول کی بناء پر وہ نیک بن گئی (مثلاً دعوتِ اسلامی کے مدرسوں یا اجتماعات یا سنتوں کی تربیت کیلئے جانے والے قافلوں میں) یا پھر خود تو بغیر تربیت کئے فوت ہو گیا' بعد میں اولاد کسی سبب سے نیک بن گئی' ہر صورت میں اس کے لئے ثوابِ جاریہ ہے۔ (الحمد للہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ اسلامی بھائی اور بہنوں کے والدین کو' اپنے لئے اولاد کے ثوابِ جاریہ بن جانے پر لاکھوں مرتبہ شکر ادا کرنا چاہئے ان شاء اللہ عزوجل! ان کی یہ اولاد' ان کے لئے قیامت تک' کسی نہ کسی سبب سے راحت و آرام کا سبب بنتی رہے گی۔) [5] چاہے خود لکھ کر یا خرید کر مسجد وغیرہ میں رکھوا گیا۔ (اسی حکم میں تمام دینی کتابیں ہیں) [6] ہاتھ سے یا اپنے پیسے کے ذریعے یا دوسروں کو ترغیب دے کر (دینی مدرسے بھی اسی حکم میں شامل ہیں) [7] اسی حکم میں کنواں یا سبیل وغیرہ بھی ہے۔ [8] اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور حصولِ ثواب کیلئے کچھ خرچ کرنا صدقہ کہلاتا ہے۔ " یہاں زندگی و تندرستی کا ذکر خاص طور پر اس لئے فرمایا گیا کہ مرتے وقت تو صدقہ و خیرات' ہر ایک پر آسان ہو جاتا ہے جبکہ زندگی و تندرستی میں عموماً دشوار محسوس ہوتا ہے' اور جو عمل جتنا زیادہ دشوار ہو' اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کی ادائیگی اتنی ہی زیادہ افضلیت کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں صدقہ و خیرات کی افضل صورت کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صرف زندگی اور تندرستی کا صدقہ' ثوابِ جاریہ کا وسیلہ ہے اور موت کے وقت وصیت کیا ہوا یا بیماری کی حالت میں صدقہ خیرات' ثوابِ جاریہ کا سبب نہیں۔ [9] یہاں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سات چیزوں کا ذکر فرمایا اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ ثوابِ جاریہ کا تعلق فقط ان ہی اعمال کے ساتھ خاص ہے' بلکہ یہ اشارہ فرمانا مقصود ہے کہ ہر وہ نیک عمل جس سے حصولِ ثواب کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا گیا ہو تو وہ' کرنے والے کیلئے ثوابِ جاریہ کا سبب بنتا رہے گا۔" مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اسی بات کو کلام کی ابتداء میں بھی ارشاد

فرما چکے تھے' یہاں دوبارہ ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

مدنی پھول :۔

(۱) امت کے دل میں ثوابِ جاریہ کی حرص و لالچ پیدا کرنے کیلئے نیک اَعمال کاذکر فرمانا شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۲) ہر وہ نیکی کہ جو کرنے والے کے مرنے کے بعد بھی حصولِ ثواب کا سبب بنتی ہے' اسے نفع پہنچاتی رہے گی۔ (بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ کی گئی ہو۔)

(۳) کسی صحیح مقصد کیلئے کلام کو دُہرانا فضول گوئی میں داخل نہیں بلکہ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی سنت کی نیت سے' کسی اسلامی بھائی کو ثوابِ جاریہ کی ترغیب دی ؟

(۲) کیا آپ نے مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبِ اعظم پر لبیک کہتے ہوئے' ثوابِ جاریہ کیلئے کوئی عملی قدم اٹھایا؟ مثلاً کیا آپ نے حاصل کردہ علمِ دین کو کسی طرح پھیلایا؟ اپنی اولاد کو نیک و باعمل بنانے کیلئے کسی اچھے ماحول سے وابستہ کیا؟ قرآنِ پاک یا دینی کتب رضائے الٰہی عزوجل کی خاطر وقف کیں؟ کوئی مسجد یا مدرسہ وغیرہ بنوایا یا اس میں چندہ وغیرہ دیا؟ کوئی نہر' کنواں یا سبیل وغیرہ بنوائی؟ مختلف نیک کاموں میں اپنے مال میں سے خوشدلی کے ساتھ کچھ خرچ کیا؟

(۳) کیا آپ بات کو دوسری مرتبہ بیان کرتے وقت سنت کی نیت حاضر کرنے کے عادی ہیں ؟

دُعا :۔

اے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اللہ عزوجل !

ہمیں حضرت یونس علیہ السلام کے صدقے میں اپنے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کے دِلوں میں ثوابِ جاریہ کی سچی لگن اور اس کے لئے عملی کوشش کی تڑپ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (11)

"اِستِنجاء کا طریقہ"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بعض مشرکین نے مذاقاً کہا تمہارے صاحب (یعنی اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تو تمہیں استنجاء کیلئے بیٹھنے کا طریقہ تک بتاتے ہیں[1] ؟" میں نے کہا ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قبلہ کی طرف منہ نہ کریں[2] اور اپنے سیدھے ہاتھ کے ساتھ اِستنجاء نہ کریں[3] اور یہ کہ ہم تین سے کم ڈھیلوں پر اِکتفاء نہ کریں[4] اور ان (ڈھیلوں) میں گوبر اور ہڈی نہ ہو۔[5] (مسلم)

راوی :۔

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، فارس کے رہنے والے ہیں، اسی نسبت سے فارسی کہلاتے ہیں۔ دین کی تلاش میں سفر کرتے رہتے تھے۔ پہلے عیسائی مذہب اِختیار فرمایا، پھر عرب کی ایک قوم نے آپ کو پکڑ کر یہودیوں کو فروخت کر دیا پھر آپ کو مُکاتَب بنایا گیا (مُکاتَب وہ غلام ہے کہ جسے اس کا آقا، مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ "اتنا ادا کر دے تو تو آزاد ہے" اور یہ غلام اسے قبول بھی کر لے" اور آقا و غلام کے درمیان اس مُعاہَدے کا عمل "کِتابَت" کہلاتا ہے) رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت میں آپ کی مدد فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ دس سے زیادہ بار فروخت ہوئے۔ حتیٰ کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے شریف میں تشریف لانے کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ دو سو پچاس (۲۵۰) یا تین سو پچاس (۳۵۰) سال حیات رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی اور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابی ہیں۔"

وضاحت :۔

[1] ہمارے روزمرّہ معمولات میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ جس کے بارے میں معلّم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل تعلیمات ارشاد نہ فرمائی ہوں چاہے وہ تیل لگانا ہو یا کنگھا کرنا' لباس وجوتا پہننا ہو یا ناخن کاٹنا' غرضیکہ زندگی گزارنے کیلئے ہمیں کسی اور کی محتاجی کی ہرگز ضرورت نہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات پاک ہمارے لئے بہترین عملی نمونہ ہے۔

ہر معاملے میں مکمل تعلیمات کا موجود ہونا' ہمارے مذہب اسلام کے کامل ہونے کی قوی دلیل ہے جو کسی اور دین کو ہرگز ہرگز میسّر نہیں۔ مشرکین کے ناقص اذہان اسی کاملیّت کو سمجھنے سے قاصر رہے' لہذا جب اِستنجاء کے آداب ارشاد فرمائے گئے تو ان کے ناپاک ذہنوں میں یہ فاسد خیال گردش کرنے لگا کہ "یہ مسلمانوں کے نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) اپنے بارے میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں' اگر اسے تسلیم کرلیا جائے تو پھر تو ان کی شان بہت بلند و بالا ہے اور جب یہ اتنی بلند شان والے ہیں تو اِستنجاء جیسی حقیر چیز کے بارے میں کلام کرنا ان کیلئے قطعی طور پر غیر مناسب ہے۔" اسی نامعقول خیال نے انہیں استہزاءً سوال واعتراض پر مجبور کیا۔"

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے بغیر غصّے میں آئے نرمی کے ساتھ جواباً یہی سمجھانا چاہا کہ یہ تعلیم دینا نقص نہیں بلکہ مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ اس معاملے میں بھی ہمیں کسی کا محتاج نہ رکھا چنانچہ یہ قابلِ اعتراض چیز نہیں بلکہ لائق توصیف و تعریف ہے۔ [2] یعنی جب ستر کھلا ہو تو قبلہ کی سمت رخ کرنے سے منع فرمایا (کیونکہ ہمیں قبلہ معظمہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے اور یہ عمل تعظیم کے خلاف ہے۔ یاد رکھئے کہ اس حالت میں کعبۃ اللہ (عزوجل) کی جانب رخ کرنا "مکروہِ تحریمی" ہے' یہی حکم اس حالت میں کعبۃ اللہ (عزوجل) کو پیٹھ کرنے کا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں صراحۃً اس کا حکم فرمایا گیا ہے۔) [3] یہ حکم سیدھے ہاتھ کی تعظیم و تکریم کی بناء پر ہے' کیونکہ اسی ہاتھ سے کھانا کھایا جاتا ہے چنانچہ اسے ناپسندیدہ کام میں اِستعمال کرنا' طبیعت کی نفاست کے خلاف ہے۔ [4] تاکہ صفائی اچھی طرح حاصل ہو جائے۔ (یاد رکھئے کہ ڈھیلوں کی کوئی معین تعداد سنت نہیں' چنانچہ اگر صرف ایک سے صفائی ہو گئی تو سنت ادا ہو جائے گی اور اگر تین سے بھی صفائی حاصل نہ ہوئی تو سنت ادا نہ ہوئی' البتہ یہ افضل ہے کہ ڈھیلے طاق عدد میں ہوں اور کم سے کم تین ہوں لہذا اگر ایک یا دو سے صفائی ہو گئی تو تین کی گنتی پوری کر لینی چاہیے۔" ڈھیلوں سے طہارت اس

وقت ہو گی کہ نجاست سے شرمگاہ کے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زیادہ آلودہ نہ ہو۔ (پیشاب وپاخانہ نجاستِ غلیظہ ہیں گاڑھی نجاستِ غلیظہ میں ساڑھے چار ماشہ وزن 'ایک درہم ہے۔ اور نجاست غلیظہ اگر بہنے والی ہو جیسے پیشاب تو ہتھیلی سیدھی کر کے جتنا پانی اس پر ٹھہر سکتا ہو وہ اس کے لئے ایک درہم کی مقدار ہے) ۵ گوبر سے تو اس لئے منع فرمایا کہ وہ خود ناپاک ہے تو پاک کیسے کرے گا۔' اور ہڈی سے منع فرمانے کی کئی وجوہات ہیں۔

(i) بعض ہڈیاں چکنی ہوتی ہیں لہذا نجاست کو زائل کرنے سے قاصر رہیں گی۔

(ii) زخمی ہونے کا اندیشہ ہے۔

(iii) کیونکہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہڈیاں تمہارے جن بھائیوں کی غذا ہے۔ (مشکوٰۃ) (یعنی جن بھائی ان ہڈیوں پر گوشت پاتے ہیں جو پہلے والے گوشت سے زائد ہوتا ہے 'یہی گوشت ان کی خوراک بنتا ہے۔)

مدَنی پھول :۔

اس فرمانِ ذیشان سے درجِ ذیل مدَنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) روزمرہ معاملات کی سنتیں اور آداب سکھانا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کی سنت ہے (وہ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اپنی قسمت پر رشک کریں کہ جو دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کی برکت سے اس سنت پر استقامت کے ساتھ عامل ہیں۔)

(۲) ہمارے پیارے اور بے عیب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو معمولی سمجھنا اور ان کا مذاق اڑانا۔ مشرکین کا طریقہ ہے۔ (اس سے وہ نام کے مسلمان درس حاصل کریں کہ جو مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور ان کی تعلیم دینے والون کو مذاق کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اور جب انہیں اس کفریہ کام سے منع کرنے کی کوشش کی جائے تو نصیحت حاصل کرنے کے بجائے اور زیادہ مذاق کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات غصے میں آکر کلماتِ کفر بکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حضرات بھی ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ جو دعوتِ اسلامی کے پُر

اخلاص مبلغین کے سنتیں سکھانے کے عمل کو معمولی سمجھتے ہیں اور ان مبلغین کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ "کُتُبِ عقائد میں درج اس عقیدے کو غور سے پڑھیے اور اللہ عزوجل کے خوف سے لرز کر آئندہ کیلئے فوراً سے پیشتر توبہ کیجئے۔

عقیدہ :۔ شافعِ محشر صلی اللہ علیہ کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو حقارت کی نگاہ سے دیکھے "کافر" ہے۔ (بہارِ شریعت۔ حصہ اوّل)

(۳) کسی کے مذاق اڑانے پر غصہ کو ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ نرمی و شفقت سے جواب دینا اور وضاحت پیش کرنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ (اس سے وہ مبلغین اسلامی بھائی اور بہنیں سبق حاصل کریں کہ جو مزاح کر لینے پر اپنے گھر والوں یا دیگر حضرات سے لڑنا جھگڑنا اور بد تمیزی کرنا شروع کر کے دعوتِ اسلامی کے کام میں مزید رکاوٹ کا سبب بن جاتے ہیں۔)

(۴) ستر کھلے ہونے کی حالت میں کعبۃ اللہ عزوجل کی طرف رُخ یا پیٹھ کرنا بے ادبی اور حرام ہے۔ (ان اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے کہ جو نہاتے یا استنجاء کرتے وقت اس کا دھیان نہیں رکھتے خصوصاً وہ اسلامی بھائی جو روڈ کے کنارے اور فٹ پاتھوں پر پیشاب کرنے اور وہ اسلامی بہنیں جو اپنے چھوٹے بچوں کو اس رخ پر پیشاب کروانے کی عادی ہیں۔ "الحمد اللہ عزوجل ! سگِ عطار نے اس معاملے میں امیر دعوتِ اسلامی کو بے حد محتاط دیکھا ہے۔ آپ اگر کسی کے گھر تشریف لے جائیں اور استنجاء کی حاجت ہو جائے تو پہلے قبلہ معظّمہ کا رخ معلوم فرماتے ہیں۔ پھر استنجاء خانے کو دیکھتے ہیں کہ قبلہ رُو تو نہیں۔ یہ اِطمینان کرنے کے بعد پھر اندر تشریف لے جاتے ہیں، اسی طرح اگر سفر کے دوران کسی مسجد سے ملحق استنجاء خانے میں جانے کی ضرورت پیش آجائے تب بھی اسی اِحتیاط کا مظاہرہ فرماتے ہیں۔)

(۵) سیدھے ہاتھ سے اِستنجاء کرنا بغیر کسی عذر کے ممنوع و مکروہ ہے۔

(۶) اگر ڈھیلوں سے اِستنجاء کریں تو مُستحب (یعنی افضل) یہ ہے کہ کم از کم ۳ ڈھیلے استعمال کریں۔

(۷) گوبر و ہڈی سے اِستنجاء مکروہ ہے۔

(۸) کعبۃ اللہ عزوجل کی تعظیم ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم و ضروری ہے۔ (جب کعبۃ اللہ عزوجل کی تعظیم و ادب لازم اور شریعت کو مطلوب ہے تو اس حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ادب کس قدر اہم و ضروری ہوگا کہ جس کے قدموں کی برکت سے کعبۃ اللہ عزوجل کو یہ عظمت و مرتبہ حاصل ہوا۔" اور جب کعبۃ اللہ (عزوجل) کی تعظیم، غیر اللہ (عزوجل) ہونے کے باوجود حرام نہیں تو معلّم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کو معاذ اللہ (عزوجل) حرام کہنا یا سمجھنا کس طرح دُرست ہو سکتا ہے 'یقیناً یہ شیطانی عقیدہ' شقاوت و بدبختی و بے دینی کی واضح علامت اور دخولِ نار کا یقینی سبب ہے۔)

محاسبہ :۔

(۱) آپ مسلمان ہونے کے باوجود اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تعلیمات کا مشرکین کے طریقے کے مطابق مذاق اڑا کر' آخرت کی بربادی کا سامان تو نہیں کرتے؟

(۲) کسی کے مزاح کرنے کی صورت میں آپ فوراً غصے میں آجاتے ہیں یا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سنت کے مطابق صبر کر کے' موقع محل کے حساب سے وضاحت کی کوشش کرتے ہیں؟

(۳) کیا آپ کھانے یا اِستنجاء کرنے کے وقت کعبہ شریف کی سمت کا خیال رکھتے ہیں؟

(۴) بغیر کسی شرعی عُذر کے استنجاء کیلئے سیدھا ہاتھ تو اِستعمال نہیں کرتے؟

(۵) کبھی آپ نے ڈھیلے سے اِستنجاء کرنے کی سنت پر بھی عمل کیا؟

(۶) کیا آپ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور آداب سکھانے

کی سنت پر عامل ہیں؟

دُعا :۔

اے پیارے اللہ عزّوجل! ہمیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صدقے سُنَن و آداب سِکھانے "دین کا مذاق اڑانے اور سیدھے ہاتھ سے اِستنجاء کرنے اور گوبر وہڈی سے اِستنجاء کرنے سے بچنے" کسی کے مذاق کرنے پر صبر و تحمّل سے کام لینے کعبۃ اللہ (عزّوجل) کی تعظیم کرنے اور کبھی کبھار ڈھیلوں سے بھی اِستنجاء کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (12)

"بارگاہِ رسالت میں حصُول شِفا کیلئے حاضِری"

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئیں[1] عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میرا (یہ) بھانجا بیمار ہے[2] "(یہ سنکر) آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا[3] اور میرے لئے دُعائے برکت فرمائی، پھر آپ نے وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا[4]۔ پھر میں آپ کی پشتِ انور کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی[5] جو حَجَلہ عُرُوسی[6] کی گھنڈی کی طرح تھی۔[7] (متفق علیہ)

راوی :۔

آپ ۲ھ میں پیدا ہوئے، ۷ سال کی عمر میں والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے، حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں مدینہ منوّرہ کے بازار میں عامل مقرر فرمائے گئے تھے۔

وضاحت :۔

[1] تاکہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے شِفا حاصل ہو جائے۔ [2] چنانچہ آپ ایسی نگاہِ کرم فرمایئے کہ اسکی یہ بیماری، تندرستی سے تبدیل ہو جائے۔ [3] ممکن ہے کہ آپ کے سر میں ہی درد ہو، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے ہاتھ پھیرا ہو

تاکہ شِفا حاصل ہو جائے (اس ہاتھ پھیرنے کی یہ برکت تھی کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی عمر سو (۱۰۰) سال ہوئی لیکن نہ تو کوئی بال سفید ہوا اور نہ ہی کوئی دانت گرا) [۴] یعنی وہ پانی جو برتن میں رہ گیا تھا" یا وہ جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعضائے وضو سے ٹپک رہا تھا۔ (یاد رکھیئے کہ ہمارے بدن سے جو پانی بعدِ وضو ٹپکے وہ مستعمل ہے، جس کو پینا مکروہ ہے۔ لیکن نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر سے لگ کر جو خوش قسمت ترین پانی ٹپکے وہ پاک و طاہر و متبرک و نور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس پانی کے حصول کیلئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث پاک نمبر (۱۹) میں ذکر ہوگا) حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے بھی حصولِ برکت کیلئے کوشش فرمایا۔ [۵] یہ نورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کے نیچے پشتِ مبارک پر دونوں پُرنور کندھوں کے درمیان تھوڑا سا ابھرا ہوا گوشت تھا۔ یہ بہت نورانی و چمکدار تھی، اس کے اندر یہ عبارت لکھی تھی اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔" اور اس کے ظاہر پر یہ الفاظ تحریر تھے۔ "تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ مَنْصُوْر (آپ جس طرف بھی توجہ کیجئے مدد دیئے جائیں گے) اسے مہرِ نبوت اس لئے کہتے ہیں کہ توریت و انجیل وغیرہ میں اسے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بطور نعت و وصف بیان کیا گیا ہے پس یہ آپ کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہونے کی علامت تھی۔ جیسا کہ خصائص الکبریٰ میں ایک روایت منقول ہے کہ سہل، مریس کے نصرانی تھے اور یتیمی کی حالت میں اپنے چچا کے ہاں پرورش پائی تھی، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے انجیل پڑھنا شروع کی تو اس میں دو صفحے چپکے ہوئے تھے، میں نے وہ صفحات علیحدہ کیے تو ان میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف اس طرح مذکور تھا "نہ آپ طویل ہیں نہ کوتاہ ہیں، دو زلفوں والے ہیں، دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہے، صدقہ قبول نہیں فرماتے، بکری کا دودھ نکال لیتے ہیں، پیوند لگی قمیص پہنتے ہیں، جو شخص ایسے کام کرتا ہے وہ تکبر سے پاک ہوتا ہے، آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آپ کا نام مبارک "احمد" ہے"۔ یا اس امر کی علامت تھی کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آخری نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اب کوئی نبی نہ آئے گا۔" [۶] یعنی دلہن کا چھپر کھٹ یعنی مسہری۔ [۷] گھنڈی اس گول بٹن کو کہتے ہیں جو دھاگے یا کپڑے سے بنایا جائے۔ گویا کہ جیسے دلہن کی مسہری میں کپڑے یا دھاگے کے گول بٹن کی مقدار ہوتی ہے، مہرِ نبوتِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مقدار بھی اتنی ہی تھی۔ (یہاں تشبیہ مقدار میں دی گئی ہے نہ کہ بناوٹ میں)

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ پاک سے حاصل ہونے والے خوشبودار مدنی پھول درج ذیل ہیں۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا یہ عقیدہ تھا کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ عزّوجل کی بارگاہ سے حصولِ انعامات وبرکات کا بہت بڑا وسیلہ ہیں اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے منع نہ فرمانا اس عقیدے کے درست وحق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

(۲) حصولِ شفا کیلئے بیماروں کو بزرگانِ دین اور نیک لوگوں کی خدمتِ بابرکت میں لے جانا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۳) مریض کے سر پر ہاتھ پھیرنا (جبکہ شرعاً کوئی ممانعت نہ ہو) اور اس کے لئے دعا برکت کرنا سنّت ہے۔

(۴) وضو کا بچا ہوا پانی پینا سنّتِ صحابہ رضی اللہ عنھم ہے۔

(۵) حصولِ برکت وفیض کیلئے بزرگانِ دین کے تبرکات کو استعمال کرنا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۶) اگر "وضو کے بچے ہوئے سے پینے سے مراد "اعضاءِ شریفہ سے مُتّصِل پانی ہے تو معلوم ہوا کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ انور سے چھو جانے والے پانی کا وہ حکم نہیں' جو ہمارے مستعمل پانی کا ہے بلکہ آپ کا مُستعمَل پانی پاک وطیّب وطاہر ومُطَہّر وخوشبودار ونورانی وپاکیزہ وباعثِ برکت ہے۔ (اسی سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوبِ ربّ العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر سمجھنا' جہالت وگمراہی ونادانی وبیوقوفی وغفلت وبے دینی ہے)

(۷) تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ نبوت شریف کی مقدار حجلہ عروسی کی گھنڈی کے برابر ہے۔

(۸) سائل کو مایوس نہ کرنا غمخوارِ امّت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) حصولِ شفاء و دیگر فوائد کیلئے، کبھی آپ نے خود کو یا اپنے گھر والوں میں سے کسی بیمار کو، کسی بزرگ کی خدمت میں پیش کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنّت پر عمل کیا؟

(۲) کیا آپ نے کبھی کسی مریض کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور اس کے لئے دعائے برکت کرنے کی سنّت پر عمل کیا؟

(۳) کبھی آپ نے بھی کسی بزرگ کے تبرکات سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل کی؟

(۴) کبھی آپ نے بھی وضو کا بچا ہوا پانی پیا؟

(۵) آپ سائل کو مایوس کرنے کے عادی تو نہیں؟

دُعا :۔

اے اللہ عزّوجل! ہمیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صدقے میں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت کے مطابق خدمتِ بزرگانِ دین میں حاضر ہونے، عیادتِ مریض کے وقت اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے، اس کے لئے دعائے برکت کرنے اور وضو کا بچا ہوا پانی سنّت کی نیت سے پینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (13)

''نرمی و آسانی''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں حاضر تھے[1] کہ ایک اَعرابی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا[2]۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَصحاب (رضی اللہ عنہم) نے (اسے) فرمایا، رک، جا، رک جا۔[3]''

رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے نہ روکو چھوڑ دو[4] "صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے چھوڑ دیا[5]۔ حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر (نرمی و شفقت) سے فرمایا "یہ مساجد[6] پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں، یہ تو صرف اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن کیلئے ہیں[7]۔ (راوی فرماتے ہیں کہ اسے ان ہی الفاظ سے سمجھایا گیا) یا جو بھی الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے[8]۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قوم کے ایک آدمی کو حکم فرمایا، وہ پانی کا ایک ڈول لایا، جسے اس نے اس (پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا[9]۔ (متفق علیہ)

راوی :۔

حضرت انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی نجاری، مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے میں آمد کے بعد، ۱۰ سال تک خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ آپ کی والدہ نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے اس چھوٹے خادم کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ "محبوبِ ربّ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ عزوجل! اس کے مال و اولاد میں برکت عطا فرما، اس کی عمر طویل کر دے اور اس کے گناہ بخش دے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری نسل میں سے اٹھانوے (۹۸) افراد میرے سامنے دفن کیئے گئے، میرے باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل آتا تھا، میں اتنا عرصہ زندہ رہا کہ زندگی سے اکتا گیا ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ چوتھی دعا بھی قبول ہوگی۔" آپ کی عمر مبارک سو سال سے زائد تھی، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں بصرہ میں ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لوگوں کو فقہ سکھانے کیلئے بصرہ منتقل ہوئے تھے۔

وضاحت :۔

[1] حصولِ علم و برکت و فیض یا نماز وغیرہ کیلئے۔ [2] یہ اعرابی چونکہ بظاہر رحمتِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہائش پذیر تھے اور ابھی نئے نئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ چنانچہ مسائل و آداب سے مکمل طور پر آگاہ نہ تھے یہی وجہ تھی کہ عربوں کے سابقہ رواج کے مطابق "کھڑے ہو کر" مسجد میں پیشاب کرنے لگے۔ [۳] قریب رہنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم چونکہ مسائل سے واقف تھے چنانچہ انہوں نے اس بے ادبی کو محسوس کرتے ہوئے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ [۴] اس منع فرمانے میں کئی حکمتیں تھی۔ (i) وہ اعرابی چونکہ ابھی نئے نئے اسلام لائے تھے چنانچہ مسائل کے معاملے میں "معذور" تھے بلکہ ہو سکتا تھا کہ اگر درمیان میں ہی انہیں روک دیا جاتا تو وہ غصے میں آکر اسلام ہی سے بدظن ہو جاتے۔ (ii) اس طرح مسجد کے زیادہ آلودہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ (iii) پیشاب درمیان میں روکنے کی وجہ سے بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ (iv) خود اس اعرابی کے کثیر آلودہ ہو جانے کا خطرہ تھا۔ [۵] یعنی روکنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ [۶] جمع کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو بھی احکام ارشاد فرمانے والے ہیں وہ صرف اسی مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مساجد کا یہی حکم ہے۔ [۷] یعنی ان میں صرف عبادات جائز ہیں اور عبادات کی ادائیگی کیلئے طہارت ضروری ہے۔ [۸] راوی کا "او کما قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)" یعنی "یا جو بھی الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔" فرمانا یا تو اس لئے تھا کہ انہیں ادا کردہ الفاظ کے بارے میں شک واقع ہو گیا تھا' اور یا پھر صرف احتیاط کے تقاضے کے تحت ایسا کیا' کیونکہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (بخاری)" [۹] تاکہ زمین پاک ہو جائے۔ (یاد رکھئے کہ ناپاک زمین دو طرح سے پاک ہو جاتی ہے)

(۱) اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے کہ جو اپنے ساتھ نجاست کو بہا کر لے جائے۔

(۲) وہ ناپاک زمین ہوا یا دھوپ یا آگ وغیرہ سے خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ اور بو وغیرہ زائل ہو جائے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے "ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے' پاک ہو گئی' خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے۔ مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں' نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔")

چونکہ یہ دن کا واقعہ تھا اور نماز کے وقت سے پہلے پہلے زمین کا خشک ہونا ممکن نہ تھا چنانچہ اسے پانی کے ذریعے پاک فرمایا۔ "یا پھر یہ وجہ تھی کہ دونوں قسم کی طہارت میں سے بہتر و افضل طہارت کا قصد کیا گیا۔"

مَدَنی پھول :۔

(۱) بزرگانِ دین کی صحبت میں حصولِ علم و فیض کیلئے حاضر رہنا' اصحابِ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنّت ہے۔

(۲) اگر کسی کے راہِ راست پر آنے کی اُمید ہو تو ایسے گناہوں میں ملوّث اسلامی بھائی کو حکمت کے ساتھ آہستہ آہستہ نیکیوں کی طرف مائل کرنا چاہیئے' فوراً گناہوں سے روکنے کی بناء پر ہو سکتا ہے کہ وہ گھبرا کر دوبارہ غلط راستے پر استقامت پذیر ہو جائے۔اس کے مکمل راہِ راست پر آنے سے پہلے پہلے جتنی بھی خطائیں اس سے سرزد ہوں گی ان پر جتنا خاموش رہنا مُبلّغ کیلئے بروزِ قیامت گرفت کا سبب نہیں۔ان شاء اللہ (عزوجل)

(۳) مسائل سے ناواقف اسلامی بھائی کو کسی غلطی میں مُبتلاء دیکھ کر جلد بازی و سختی سے سمجھانے کی بجائے حکمت و شفقت و محبت و نرمی سے سمجھانا' مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۴) مسجد کو ہر قسم کی آلودگی سے بچانا ضروری اور آدابِ مسجد میں داخل ہے اور اسے صاف ستھرا رکھنا شریعت کو مطلوب ہے۔(مسجد کے بالتفصیل آداب جاننے کیلئے امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کی بابرکت تصنیف "فیضانِ سنّت" کا مُطالعہ فرمایئے)

(۵) مساجد کی تعمیر کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ان میں ذکر اللہ عزوجل' نماز اور تلاوتِ قرآن جیسے نیک اعمال ادا کئے جائیں۔ (مسجد میں شور شرابا کرنے اور دنیاوی باتوں اور ہنسی مذاق میں مشغول رہنے والے اسلامی بھائی اس پر ضرور غور فرمائیں)

(۶) مسجد سے گندگی دور کرنے کیلئے عملی کوشش کرنا سنّتِ سرکار و صحابہ کرام (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم) ہے۔

(۷) ناپاک زمین پر اتنا پانی بہا دینا کہ جو نجاست کو بہا کر لے جائے' اسے پاک

کر دیتا ہے۔

(۸) حدیثِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ادائیگی کے بعد اِحْتِیاطاً "او کما قال رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (یا جیسے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا)" کہنا حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) آپ کسی غَلَطی میں مُبْتَلاء اسلامی بھائی (خُصُوصاً اپنے گھر والوں کو) سنّت کے مطابق نرمی و شفقت و حکمت سے سمجھاتے ہیں یا شدّت و سختی و جلد بازی سے سمجھانے کی کوشش میں خود اپنی ذات یا دینی پابندیوں سے بد ظن کر کے گستاخانہ کلمات بولنے اور دین سے دور ہو جانے پر مجبور کر دیتے ہیں ؟

(۲) آپ مسجد کو کھانے پینے کی چیزوں اور دیگر میل کچیل و کچرے وغیرہ سے آلودہ کرنے کے عادی تو نہیں ؟

(۳) کیا آپ نے بھی کبھی مسجد سے گندگی دور کی ؟ مثلاً کبھی جھاڑو دی ؟ کوئی تنکا یا بال وغیرہ اٹھا کر باہر پھینکا ؟

(۴) آپ مساجد کو ان کے صحیح مقاصد میں استعمال کرتے ہیں یا اس میں بیٹھ کر ہنسی مذاق (خصوصاً نماز کے بعد ہاتھ ملاتے وقت) کے ساتھ ساتھ کاروباری' دنیاوی پڑھائی اور کھیل کود کی فضول باتیں کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں ؟ یاد رکھئے کہ تفسیرِ مَدَارِک میں ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپایہ گھاس کو کھا جاتا ہے۔" بیہقی شریف میں ہے کہ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ ان کو اللہ عزوجل سے کچھ کام نہیں۔"

(۵) کبھی آپ نے بھی حدیثِ پاک بیان کرنے کی سعادت حاصل کر لینے کے بعد اِحتِیَاطاً "اَوکَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم" کہا؟

دعا :۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں حضرت دانیال علیہ السلام کے وسیلہ مُعظَّمَہ سے حکمت ونرمی کے ساتھ تبلیغِ دین کرنے، مسجد کے تمام آداب کا خیال رکھنے اور یاد رہنے پر کبھی کبھی حدیثِ پاک بیان کرنے کے بعد اِحْتِیاطاً "او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (14)

"مردار کی کھال"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت مَیمُونہ رضی اللہ عنہا[1] کی لونڈی[2] کو ایک بکری بطور صدقہ دی گئی، پھر وہ بکری مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا "تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی، تم اسے پکا لیتے[3] اور نفع اٹھاتے[4]؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ تو مراد ہے[5]؟"...... (مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا "اس کا (یعنی مردار کا) تو صرف کھانا حرام ہے۔[6] (متفق علیہ)

راوی :۔

آپ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ لبابہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ ہجرت سے ۳ سال پہلے پیدا ہوئے اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے وقت آپ ۱۳ برس کے

تھے۔ آپ اس امت کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کیلئے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ و حکمت میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ آپ کا لقب تَرجُمَانُ القرآن اور سلطانُ المُفَسِّرِین ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نہایت ذہین صابر، حلیم اور بردبار تھے۔ قد شریف دراز اور رنگ گورا تھا۔ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ مُلاحظہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو قریب رکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے درمیان آپ سے مشورہ طلب فرماتے۔ آخر عمر میں آپ کی بینائی زائل ہو گئی تھی۔ وصال شریف ۱۷ سال کی عمر میں طائف میں ۶۸ ھ میں ہوا۔

وضاحت :۔

[۱] آپ ازواج مطہرات میں سے ہیں اتفاق سے آپ کا نکاح، زفاف اور وصال ایک ہی مقام پر ہوا جو کہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور سرف کہلاتا ہے۔ آپ سے ۷۶ احادیث مروی ہیں، جن میں سے سات متفق علیہ اور ایک بخاری میں اور باقی دیگر کتبِ احادیث میں مذکور ہیں۔ آپ کا وصال ۳۸ یا ۵۱ یا ۶۱ یا ۶۲ یا ۶۳ ہجری میں ہوا۔ [۲] یعنی خادمہ [۳] کھال پکانے مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا عمل کیا جائے کہ جس کی وجہ سے کھال کی بدبو اور رطوبت (یعنی تری) وغیرہ ختم ہو جائے۔ مثلاً دھوپ میں پھیلا دینے یا کھاری نمک وغیرہ لگا دینے سے۔ [۴] مثلاً مصلّٰی یا مشک وغیرہ بنا لیتے۔ [۵] مردار وہ جانور ہے جو بغیر ذِبحِ شرعی کے مر جائے۔ "(ذبحِ شرعی کے متعلق مسائل بہارِ شریعت پندرھویں حصہ میں ملاحظہ فرمائیں) یہ سوال عرض کرنے کی غرض یہ تھی کہ پہلے صحابہ کرام علیھم الرضوان یہ قرآنی حکم سن چکے تھے کہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ (اس نے (یعنی اللہ عزوجل) نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار" (ترجمہ کنزالایمان پ۲ البقرہ ۱۷۳) لہذا اب کھالِ مردار سے نفع اٹھانے کی اجازت کا سن کر انہیں دونوں حکموں میں ٹکراؤ محسوس ہوا چنانچہ اس کی وضاحت طلب کرنے کے لئے سوال کیا۔ [۶] یعنی فرمانِ باری تعالٰی کا مطلب یہ ہے کہ مردار سے بطورِ غذا نفع اٹھانا حرام ہے۔

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ پاک سے یہ مُعَطَّر مُعَطَّر مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) فَرعی فقیر کو صدقہ لینا جائز ہے۔ (فَرعی فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس

ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی رقم یا اتنی مالیت کا تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا سامان حاجتِ اصلیہ سے زائد نہ ہو (حاجتِ اصلیہ کے بارے میں تفصیل بہارِ شریعت میں ملاحظہ فرمائیے۔)

(۲) قابلِ نفع چیزوں کو ضائع کر دینا، معلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

(۳) مردار کی کھال پکا لینے کے بعد اس سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

(۴) مردار کا کھانا حرام ہے۔

(۵) حرام و حلال کے مسائل سکھانا مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۶) وضاحت طلب کرنے کیلئے سوال کرنا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مُحَاسَبَہ :۔

(۱) آپ گھر کی قابلِ نفع چیزوں کو لاپرواہی کے ساتھ کچرے کے ڈھیر پر پھینک دینے کے عادی تو نہیں؟ اور اگر کوئی اسلامی بھائی بظاہر بیکار چیزوں کو کار آمد سمجھ کر رکھے تو آپ اس کا مذاق تو نہیں اڑاتے؟ اور اسے کنجوس و بخیل کے القابات سے تو نہیں نوازتے؟

(۲) آپ نے کبھی گھر میں مر جانے والے جانور کی کھال پکا کر اس سے نفع اٹھایا؟

(۳) کیا آپ نے کبھی سنت پر عمل پیرا ہونے کی نیت سے اسلامی بھائیوں کو حلال و حرام کے مسائل سمجھائے؟ (اس سنت پر صرف وہی اسلامی بھائی عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں کہ جنہیں مسائل کے بارے میں وسیع معلومات ہوں، ناقص اور سنی سنائی معلومات کی ساتھ مسائل بیان کرنا اکثر اوقات گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔)

(۴) کیا آپ نے بھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کی نیت سے

اپنے استاد وغیرہ سے وضاحت طلب کرتے ہوئے کوئی دینی مسئلہ دریافت کیا؟

(۵) آپ بے اِحتیاطی و لاپرواہی میں مردار تو نہیں کھا لیتے؟ (مسئلے سے ناواقفی کی بناء پر ایسا ممکن ہے کیونکہ ذبح کرنے والے پر لازم ہے کہ ذبح کرتے وقت کم از کم اتنی آواز سے تکبیر ضرور کہے کہ خود اس کے کان اس کی آواز کو سن لیں۔ چنانچہ اگر کسی نے اتنی آہستہ آواز میں تکبیر پڑھی کہ صرف ہونٹ ہلے کانوں تک آواز نہ پہنچی۔ یا ہونٹ بھی نہ ہلائے بلکہ صرف دل ہی دل میں تکبیر پڑھی تو یہ جانور حلال نہ ہوگا بلکہ مردار کہلائے گا اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔ لہذا اچھا ہے آپ خود ذبح کریں یا قصائی سے ذبح کروائیں یا مرغی خریدنے گئے اور وہ مرغی والا ذبح کرے ہر مقام پر اس بات کا خیال ضرور رکھئے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے' اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے مثلاً طلاق دینے' غلام آزاد کرنے' جانور ذبح کرنے میں۔")

دُعا:۔

اے پیارے ربِ کریم! ہمیں حضرت لوط علیہ السلام کے صدقہ میں قابلِ نفع چیزوں کو ضائع کرنے سے بچنے' مردار کھانے سے دور رہنے' مسائل سکھانے کی قابلیت حاصل کرنے اور وضاحت طلب کرنے کیلئے سوال کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (15)

"نماز فجر کیلئے جگانا"

حضرت ابو بَکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ فجر کیلئے نکلا تو آپ (صلی اللہ علیہ

وسلم) جس بھی سوئے ہوئے شخص پر گزرتے تھے اسے نماز کیلئے آواز دیتے یا اپنے پیر مُبارک سے اسے ہلاتے[1] (ابوداؤد)

راوی :۔

آپ کا اسمِ مبارک نفیع بن الحارث ثقفی ہے۔ کنیت ابو بَکرہ ہے، مشہور صحابی ہیں۔

وضاحت :۔

[1] یہ ہلانا حقارت کی بناء پر نہ تھا بلکہ اس جانب اشارہ کرنا مقصود تھا کہ بڑے کا چھوٹے کو اور افضل کا کم تر کو پیر سے جگانا.......... جائز ہے۔

مَدَنی پھول :۔

(۱) استاد و پیر و مرشد کے ساتھ عبادت کیلئے جانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

(۲) سوئے ہوئے اسلامی بھائیوں کو آواز دیکر جگانا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ ہے۔

(الحمد للہ عزوجل! امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی نے جہاں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر سینکڑوں سنتوں کو زندہ فرمایا، وہیں نمازِ فجر کیلئے باقاعدہ آواز دیکر، اسلامی بھائیوں کو جگانے کی سنت بھی زندہ فرمائی۔ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی اصطلاح میں اسے "صدائے مدینہ" کہا جاتا ہے۔ آج بلا مُبالغہ دعوتِ اسلامی کے ہزاروں مبلغین روزانہ فجر کیلئے صدائے مدینہ لگا کر اس سنتِ مبارکہ کو زندہ کر کے ڈھیروں ثواب حاصل کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ ضمناً عرض ہے کہ صدائے مدینہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھی سنت مبارکہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں "تاریخ الخلفاء" میں "ابنِ سعد" کے حوالے سے ایک روایت میں ہے کہ "یہ لڑکا ابولولو (آپ کا قاتل) ایک دودھارا خنجر آستین میں چھپا کر مسجد میں ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ گیا، ابھی پو (سپیدۂ صبح) نہیں پھٹی تھی "حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کیلئے

جگاتے ہوئے گشت کر رہے تھے۔" جب آپ مسجد میں اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کے جسمِ مبارک پر پے در پے تین وار کیے۔" (جن کے سبب آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا) "تاریخ الخلفاء میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ۱۷ رمضان المبارک سن ۴۰ھ کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اتنے میں ابنِ نباح مؤذن نے آکر آواز دی "الصلوٰۃ ط الصلوٰۃ ط" چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔" راستے میں آپ 'لوگوں کو نماز کیلئے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے" کہ اتنے میں "ابنِ ملجم" سے سامنا ہوا' اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ زخم بہت کاری تھا پھر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ و ہفتہ تک بقیدِ حیات رہے مگر اتوار کی شب 'آپ کی روحِ مبارک بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔"

(۳) بڑے کا سوئے ہوئے چھوٹے کو یا افضل کا سوئے ہوئے کمتر کو پاؤں سے ہلا کر اٹھانا جائز و سنت ہے۔ (لیکن یہ اسی صورت میں دُرست ہے کہ جب وہ چھوٹا یا کمتر جاگنے پر اسے اپنے لئے سعادت سمجھے' اور اگر ان کے ناراض ہونے یا دل آزاری کا خوف ہو تو پھر ایسا کرنا سنت نہیں)

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ بھی کبھی کسی بزرگ کے ساتھ کسی عبادت کیلئے بہ نیتِ ادائے سنت چلے؟
(۲) کیا آپ نے بھی کبھی سنت کی نیت سے صدائے مدینہ لگائی؟
(۳) کیا آپ نے بھی کبھی کسی چھوٹے یا مفضول کو پاؤں کے ذریعے ہلا کر جگایا؟

دُعا :۔

اے ربّ العلمین عزّوجل! حضرت ادریس علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں بھی بزرگوں کے ساتھ عبادت کیلئے چلنے 'صدائے مدینہ لگائے اور کسی

خرابی کا خوف نہ ہونے کی صورت میں سنّت کی نیت سے کبھی اپنے سے چھوٹے کو پیر کی حرکت سے بھی جگانے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر(16)

"اذان واِقامت کی برکت اور وسوسۂ شیطانی"

حضرت ابوھُرَیرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پشت پھیر کر ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔[1] تاکہ اذان نہ سنے' پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے حتی کہ جب نماز کیلئے اِقامت شروع ہوتی ہے تو پھر پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے[2] حتی کہ جب اِقامت ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے[3] کہتا ہے فلاں فلاں چیز یاد کر (یعنی) وہ چیزیں جو اسے یاد نہ تھیں' یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔(متفق علیہ)

راوی :۔

ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

وضاحت :۔

[1] اذان کی ہیبت ورعب کی وجہ سے۔ [2] اِقامت کی برکت ورعب کے باعث۔ (لیکن اذان کی ہیبت' اِقامت کی ہیبت سے زائد ہے کیونکہ اذان کی آواز سے اس کی ہوا بھی خارج ہو جاتی ہے جبکہ اِقامت کے وقت صرف بھاگنا ثابت ہے۔) [3] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کے دلوں پر تصرُّف کا اختیار دیا ہے۔

مدَنی پھول :۔

(۱) اذان واِقامت کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے' شیطان اتنی ہی دور بھاگ جاتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ علماءِ کرام نے قبر پر اذان کو مستحب قرار دیا

ہے کیونکہ امام ترمذی محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ "جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا ربّ عزّوجل کون ہے؟ تو شیطان اس پر ظاہر ہو کر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا ربّ ہوں اس لئے حکم آیا ہے کہ میت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں" (نوادر الاصول۔ شرح الصدور)

(۲) بعض اوقات کم تر چیزوں میں اعلیٰ سے زیادہ فضیلت و کمال رکھ دیا جاتا ہے لیکن فَوقِیّت و اَفضَلِیّت اعلیٰ چیزوں کو ہی حاصل رہتی ہے جیسا کہ اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اذانِ و اِقامت سے شیطان بھاگ جاتا ہے لیکن نماز سے نہیں بھاگتا بلکہ اس کی ادائیگی کے دوران طرح طرح کے وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ نماز' اذان و اقامت سے افضل ہے لیکن اذان و اقامت اپنے اس کمال کے باوجود نماز سے افضلیت میں کم ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عام انسانوں کے قلوب پر تصرُّف کا اختیار عطا کیا ہے۔

(۴) نماز میں خیالات کا کثرت سے آنا اور رکعتوں کی تعداد میں شک میں پڑ جانا' شیطان کی مداخلت کی بِناء پر ہے۔

(ضمناً شیطانی وسوسوں سے بچنے کیلئے چند طریقے درجِ ذیل ہیں۔

(i) اللہ تعالیٰ سے اس سلسلے میں خلوصِ دل سے امداد طلب کیجئے۔

(ii) دورانِ نماز یہ خیال ہر وقت حاضر رکھیں کہ "اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔"

(iii) نماز شروع کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ شریف" پڑھ کر الٹی جانب تین مرتبہ تھو تھو کر دیں۔ نیت یہ کریں کہ شیطان کے منہ پر تھوکتا ہوں۔

(iv) قیام و رُکوع و سجود و قعدہ میں جہاں نگاہ رکھنے کا حکم ہے اس مقام پر نگاہ کو

جما کر رکھیں مثلاً قیام میں سجدے کی جگہ' رکوع میں پاؤں کی پشت یا انگوٹھے پر' سجدے میں ناک کی نوک پر اور قعدہ میں گود پر۔

(v) دورانِ نماز جب بھی کوئی خیال آنے لگے تو فوراً جھٹک دیں' اگر سوچنے لگ گئے تو پھر سلسلہ منقطع ہونا مشکل ہے۔

(vi) ادائیگی حروف کے دوران مخارج پر خصوصی توجہ رکھئے۔ (حروف کے صحیح مخارج اور دیگر قواعد تجوید سیکھنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے تحت' قرآن پاک کی تعلیم کے 'بالغ اسلامی بھائیوں کیلئے' مختلف مساجد میں لگنے والے مدرسوں میں ضرور ضرور تشریف لائیے)

(vii) الحمد شریف' دیگر سورتوں اور تسبیحات وغیرہ کا ترجمہ اچھی طرح سمجھ لیں' پھر انہیں ادا کرتے وقت ان کے ترجمے پر بھی غور کرتے جائیں)

مَدَنی عرض :۔

بعض اسلامی بھائی مُداخلتِ شیطان کی بناء پر شیطان کی خواہش کے مطابق مایوس ہو کر نماز ہی ترک کر بیٹھتے ہیں' ایسا ہرگز نہ کریں' اگر کھانے پر مکھیاں آرہی ہوں تو مکھیاں اڑائی جاتی ہیں' کھانا نہیں چھوڑا جاتا' چنانچہ نماز نہ چھوڑیں' وسوسوں سے لڑتے رہیں' ان شاء اللہ عزوجل بے حساب اجر و ثواب ہاتھ آئے گا۔

درج ذیل مسئلہ یاد رکھنا بھی فائدہ مند رہے گا۔

مسئلہ :۔ جس کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو کہ تین ہوئیں یا چار تو اگر بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر پہلے بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے تو اب دو صورتیں ہیں۔

(i) اگر کسی ایک جانب غالب گمان ہے مثلاً گمان غالب ہوا کہ تین ہوئی ہیں تو اسی پر عمل کرے' آخر میں سجدہ سہو نہ ہوگا۔

(ii) اور اگر کسی ایک جانب غالب گمان نہ ہوتا ہو تو کم رکعتوں کو اختیار کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (ہدایہ)

محاسبہ :۔

(۱) کیا کبھی آپ نے شیطان کو بھگانے کیلئے قبر پر اذان دی ؟

(۲) نماز میں وسوسوں سے بچنے کیلئے آپ نے کوئی عملی قدم اٹھایا ؟ یا آپ اپنی ہر نماز وسوسوں کے ساتھ ادا کرنے میں ہی خوش ہیں ؟

(۳) کیا کبھی آپ نے شیطان کو بھگانے' ذلیل ورسوا کرنے اور خوف میں مُبتلاء کرنے کی نیت سے اذان واقامت کی سعادت حاصل کی ؟

دُعا :۔

یااللہ یارحمٰن یارحیم (عزوجل)! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رہنے اور اپنی نماز کو وسوسوں سے پاک رکھنے کیلئے عملی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (17)

"اذان و نماز اور جماعت کی فضیلت"

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "موذن کی' اس کی آواز کی اِنتہاء کے مطابق بخشش کردی جاتی ہے[۱] اور اس کے لئے ہر تر و خشک چیز گواہی دے گی[۲] اور نماز میں حاضر ہونے والے کیلئے پچیس (۲۵) نمازیں لکھی جاتی ہیں[۳] اور اس کے' دو نمازوں کے درمیان ہونے والے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں[۵]" (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

راوی :۔

"ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔"

وضاحت :۔

[۱] مراد یہ ہے کہ اگر موذن کی خطائیں اتنی ہوں کہ وہ خطائیں' دائیں بائیں جہاں تک موذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں سے اس کے کھڑے ہونے کے مقام تک تمام مسافت کو بھر دیں' پھر بھی اللہ عزوجل اس کی تمام خطائیں بخش دے گا۔ [۲] یعنی ہر وہ چیز جو اللہ

عزوجل کی مخلوق ہے۔ [۳] یعنی بروزِ قیامت انہیں بولنے کی قوت دی جائے گی اور وہ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کریں گی کہ اس نے فلاں فلاں دن اذان دی تھی۔ [۴] بعض احادیث مبارکہ میں ستائیس (۲۷) اور بعض میں پانچ سو (۵۰۰) گنا ثواب بیان کیا گیا ہے اس کی زیادتی کی کئی وجوہات ہیں۔ (i) اخلاص میں کمی زیادتی کے سبب۔ (ii) مسجد کے قریب و دور ہونے کی وجہ سے۔ (iii) امام کے علمیت و تقویٰ کے باعث (iv) جماعت کی قلت و کثرت کی بناء پر۔ [۵] یعنی صغیرہ گناہوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ (اِستقامت سے نماز پڑھنے والے اسلامی بھائی اللہ عزوجل کا مزید شکر ادا کریں)۔

مَدَنی پھول :۔

اس حدیثِ مبارکہ سے مندرجہ ذیل خوشنما مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) اذان کی برکت سے مؤذن کے کثیر گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (یہ فضیلت صرف مسجد میں مقرر کردہ مؤذن کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ جس بھی اسلامی بھائی کو جب بھی موقع میسّر آئے اذان دینے کی سعادت ضرور ضرور حاصل کرے ان شاء اللہ عزوجل اسے بھی اس فضیلت سے محروم نہ کیا جائے گا۔ لیکن اس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے دو چیزیں لازمی و ضروری ہیں۔

(i) اذان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دی جائے۔ ورنہ اذان تو ہو جائے گی لیکن ثواب نہ ملے گا۔

(ii) قواعد تجوید کا دھیان رکھ کر دی جائے' ورنہ اذان نہ ہوگی نہ ہی اس کا جواب دینا ضروری۔)

(۲) جو جو چیزیں اذان کی آواز سنیں گی بروزِ قیامت مؤذن کیلئے گواہی دیں گی۔

(۳) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا' ۲۵ نمازوں کے برابر ہے۔

(۴) نمازی کے دو نمازوں کے درمیان کیے گئے تمام صغیرہ گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

(۵) فضائل بیان کر کے نیک اعمال کی طرف مائل کرنا' مدنی آقا

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے بھی کبھی طلبِ مغفرت اور کفارۂ ذنوب کی غرض سے اذان دینے کی سعادت حاصل کی؟

(۲) کوئی شرعی عذر نہ ہونے کی صورت میں کیا آپ روزانہ تمام نمازیں جماعت کے ساتھ ادا فرما کر پچیس پچیس (۲۵-۲۵) نمازوں کا ثواب حاصل کرنے کے عادی ہیں؟

(۳) کیا آپ نے بھی کبھی سنّت کی نیت سے اسلامی بھائیوں کو نیک اعمال کی ترغیب دینے کی سعادت حاصل کی؟

دُعا :۔

یاربِ مصطفیٰ (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم)! حضرت شیث علیہ السلام کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں بھی اپنی رضا کی خاطر اذان دینے، نماز کی ادائیگی اور جماعت میں حاضری پر پابندی اختیار کرنے اور دیگر اسلامی بھائیوں کو سنّت کی نیت سے نیک اعمال کی ترغیب دینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (18)

"مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت دُرود و سلام"

حضرت فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنی خود پر) دُرود[1] و سلام[2] بھیجتے[3] اور فرماتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"[4] (اے میرے رب (عزوجل) میرے گناہ بخش دے[5] اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے[6]) اور جب باہر نکلتے تو (بھی) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (یعنی خود پر) دُرود و سلام بھیجتے۔ اور فرماتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ"[7] (اے میرے رب

عزّوجل! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے[8]۔" (ترمذی، ابنِ ماجہ)

رَاوِیَہ :۔

آپ، مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور چہیتی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ سیّدہ خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ماہِ رمضان ۲ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تشریف لائیں اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی۔ آپ سے ۲ صاحبزادے یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور تین صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم اور رُقیّہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے چھ ماہ بعد وصال شریف ہوا، عمر مبارک ۲۸ سال تھی۔

وضاحت :۔

[1] یاد رکھئے کہ دُرود کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے یعنی یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ دُرود بھیجتا ہے۔" تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے۔" اور جب فرشتوں کی طرف نسبت ہو یعنی یوں کہا جائے کہ فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔" تو اس سے "مغفرت کی دعا کرنا" مراد ہوتا ہے۔" اور جب اس کی نسبت بندوں کی طرف کی جائے یعنی یوں کہا جائے کہ بندے دُرود بھیجتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ "وہ رحمت کی دعا کرتے ہیں" اور جب بے جان چیزوں کی طرف نسبت ہو مثلاً کہا جائے شجر و حجر دُرود بھیجتے ہیں تو اس سے تسبیح و تہلیل (یعنی سبحان اللہ عزّوجل اور لا الہ الا اللہ عزّوجل کہنا) مراد ہوتا ہے۔ [2] یعنی سلامتی کی دعا۔ [3] یعنی کبھی تو یوں فرماتے صلی اللہ علی محمد وسلم ط (اللہ تعالیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے)۔" اور کبھی فرماتے صلی اللہ علیَّ وسلم ط (اللہ عزّوجل مجھ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔)" یہ صرف امت کی تعلیم کیلئے تھا تاکہ اس کے صدقے سے امت پر اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات و برکات کا نزول ہو۔ ورنہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کے محتاج نہیں اور نہ ہی آپ پر نازل ہونے والی رحمت و سلامتی میں کچھ کمی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ پوری کائنات میں جس پر بھی جب بھی جتنی بھی رحمت و سلامتی کا نزول ہوتا ہے وہ آپ کے نعلینِ اقدس کے صدقے ہی ہوتا ہے۔ [4] کبھی آپ صرف اتنا فرماتے "اَللّٰھُمَّ افتَح لِی اَبوَابَ رَحمَتِکَ ط (اے اللہ عزّوجل! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)[5] یہ بھی صرف امت

کی تعلیم اور اظہارِ عاجزی کیلئے ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے معصوم ہیں۔[۶] دُخول کے وقت رحمت طلب کرنے میں یہ حکمت ہے کہ داخل ہونے والا جب عبادت کی طرف مُتَوجِّہ ہوگا تو یقیناً اس کے باعث اللہ تعالٰی کی رحمتوں کا نُزول ہوگا چُنانچِہ دُخول کے وقت اسی کا سوال بہتر ہے۔[۷] کبھی یوں فرماتے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ وَرَحۡمَتِكَ ۔ (اے اللہ عزّوجل! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔)[۸] باہَر نکلتے وقت فضل کا سوال کرنے میں حکمت یہ ہے کہ باہَر نکلنے والا دنیاوی اُمور کی جانب مُتَوجِّہ ہوتا ہے چنانچہ اس وقت مناسب یہی ہے کہ اللہ تعالٰی سے اس کے فضل کا سوال کیا جائے۔"

مَدَنی پھول :۔

(۱) مسجد میں داخل ہوتے اور باہَر نکلتے وقت دُرود پڑھنا اور دعا مانگنا سنّت ہے؟ (دُرود و سلام کیلئے جو بھی اَلفاظ مُنتَخب فرمائیں اجازت ہے اگر چاہیں تو یوں کہہ لیا کیجئے "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) (اے اللہ عزّوجل کے رسول (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ پر دُرود اور سلام نازل ہوں۔)

(۲) مَوقع محل کے لحاظ سے حکمت کے ساتھ دعا مانگنا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۳) عاجزی کا اظہار کرنا محبوبِ کبریا صلی الہ علیہ وسلم کی سنّتِ کریمہ ہے۔

(۴) دوسروں کی تعلیم کیلئے نیک عمل کرنا بھی معلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

مُحَاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ سنّت کی ادائیگی کی نیت سے مسجد میں داخل اور اس سے خارج ہوتے وقت دُرود و سلام اور دعا پڑھنے کے عادی ہیں؟

(۲) کیا آپ کو مسجد میں دُخول اور اس سے خُروج کی دعائیں زبانی یاد ہیں؟ (اگر آپ بے شمار سنّتوں کے ساتھ ساتھ بہت ساری دعائیں بھی یاد کرنا چاہیں تو اس کے لئے دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیت کیلئے جانے والے کسی مدنی قافلے میں شرکت فرمانے کی سعادت ضرور

ضرور حاصل کیجئے۔)

(۳) کیا آپ بھی موقع محل کے لحاظ سے سنت کے مطابق، دعا مانگنے کے عادی ہیں؟

(۴) کیا آپ "حقیقی طور پر عاجزی کا اظہار کرنے" کی سنت پر عمل کرتے ہیں؟

(۵) کیا کبھی آپ نے کوئی نیک عمل دوسرے اسلامی بھائیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بھی کیا؟

دُعا:۔

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صدقے میں مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت دُرود و سلام اور دعا پڑھنے، عاجزی کی سنت اپنانے، اور دوسرے اسلامی بھائیوں کی تعلیم کیلئے بھی کچھ اَعمال کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (19)

"سُتُرَہ سنّت ہے"

حضرتِ ابو حُجَیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی اَبطح[1] میں چمڑے کے سرخ خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی پکڑ رکھا تھا[2] اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اس پانی کو حاصل کرنے کی غرض سے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے[3] جس کو اس پانی میں سے کچھ مل جاتا، وہ اسے اپنے بدن پر مل لیتا[4] اور جسے کچھ نہ ملتا، وہ اپنے ساتھی سے تری حاصل کرتا[5] پھر میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک نیزہ لیا اور اسے گاڑ دیا[6]، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سرخ جوڑے[7] میں اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ کا تہبند شریف پنڈلی تک اونچا تھا[8] پھر آپ نے نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ میں نے لوگوں اور جانوروں کو نیزے کے آگے سے گزرتے دیکھا۔[9] (متفق علیہ)

راوی :۔

آپ کا نام وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کم عمر صحابی ہیں۔ وفاتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نابالغ تھے۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثِ پاک سننے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کے بیت المال کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ۷۴ھ میں کوفہ میں ہی انتقال ہوا۔

وضاحت :۔

[1] یہ جنت المعلی (مکۃ المکرمہ کا قبرستان) سے کچھ آگے منیٰ کی جانب واقع ہے' اسے وادی محصّب اور بطحا بھی کہا جاتا ہے۔ (یہ واقعہ حجۃ الوداع یا عمرۃ القضاء کا ہے) [2] مدنی آقا صلی اللہ علیہ نے خیمے میں ایک برتن میں وضو فرمایا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی برتن لے کر باہر تشریف لائے تھے۔ تاکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس پانی سے برکت حاصل کر لیں۔ [3] یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برکات کے حصول میں انتہائی حریص ہونے کی علامت تھی' ان میں سے کوئی بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہونے کیلئے تیار نہ تھا۔ [4] تاکہ اس نورانی پانی کے وسیلے سے حاصل ہونے والی برکات سے ان کے اجسام بھی نورانی ہو جائیں۔ [5] پھول نہ سہی پھول کی پتی ہی سہی۔ [6] اسے سُترے کے طور پر گاڑا گیا تھا۔ سُترہ' شریعت میں وہ چیز ہے کہ جسے نمازی اپنے سامنے رکھ لے تاکہ دورانِ نماز لوگ اس کی دوسری طرف سے گزر سکیں۔ "کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔ ابنِ ماجہ میں ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا" سُترہ کم از کم ایک ہاتھ (یعنی تقریباً ڈیڑھ فٹ) اونچا اور انگلی کے برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (اس کے تفصیلی احکام بہارِ شریعت (تیسرا حصہ) میں ملاحظہ فرمائیں۔) [7] یہ مکمل سرخ نہ تھا بلکہ سرخ دھاریاں تھیں جن کے ساتھ دوسرا رنگ بھی

شامل تھا۔ کیونکہ مکمل سرخ لباس مرد کو پہننا ناجائز ہے اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ناپسندیدگی کا سبب بھی ترمذی اور ابوداوٗد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرے۔ انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں سلام عرض کیا، مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا۔" [8] مسئلہ :۔ مرد کو ایسا پاجامہ یا شلوار پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشتِ قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے کپڑوں میں اِسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ یا جُبّہ یا پاجامہ یا تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے۔ یہ کپڑے آدمی پنڈلی سے لیکر ٹخنے تک رکھنا جائز ہے یعنی ٹخنے نہ چُھپنے پائیں۔ (عالمگیری) ٹخنے ڈھکنے کے بارے میں مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔ (بخاری) اِفسوس کہ عوام تو عوام، خَواص بھی اس مصیبت میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ [9] چونکہ امام کا سُترہ ہی پوری جماعت کیلئے سُترہ ہے لہذا لوگ سُترے اور بقیہ جماعت کے آگے سے بلا جھجک گزر رہے تھے۔

مدنی پھول :۔

(۱) وادی اَبطح میں قِیام سنت ہے۔

(۲) چمڑے کے سرخ خیمے میں قِیام بھی سنت ہے۔

(۳) حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ پُرنور سے لگنے والا پانی بھی برکات سے پُرنور ہو جاتا ہے۔

(۴) بزرگانِ دین کے تبرکات سے برکت و نور حاصل کرنا جائز اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے منع نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ اور محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوش ہیں۔

(۵) جس جگہ کسی کے سامنے سے گزرنے کا خطرہ ہو، وہاں دوسرے اسلامی بھائیوں کو گناہ سے بچانے کیلئے نماز سے پہلے سُترہ قائم کر لینا سنتِ کریمہ ہے۔

(۶) سُترے کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔

(۷) اِمامت کرنا' مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اِقتداء کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنتِ مبارکہ ہے۔
(۸) امام کا سُترہ ہی پوری جماعت کے لئے سُترہ ہے۔
(۹) پائینچے ٹخنوں سے اوپر رکھنا سنت ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے بھی کبھی کسی بزرگ کے تبرک سے فیض حاصل کیا؟
(۲) کبھی آپ نے بھی سُترہ گاڑنے یا قائم کرنے کی سنت پر عمل کیا؟
(۳) کیا آپ نے بھی کبھی سنت کی نیت سے امامت فرمائی؟ (اس کے لئے پہلے بہارِ شریعت سے امامت کی شرائط اور دیگر مسائل ضرور سیکھ اور سمجھ لیجئے)
(۴) اِقتداء کی سعادت حاصل کرنے پر صحابہ کرام کی سنت کی ادائیگی کی نیت کرتے ہیں؟
(۵) آپ پائینچے' ٹخنوں کے اوپر رکھنے کے عادی ہیں یا لوگوں کی خاطر سنت کا خون کر دیتے ہیں؟

دُعا :۔

اے ہمارے رب (عزوجل)! حضرت ہارون علیہ السلام کے صدقے ہمیں تبرکات سے فیضیاب ہونے' سُترہ قائم کرنے' امامت و اقتداء کے وقت سنت کی نیت کو حاضر رکھنے اور پائینچے' ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی توفیق عطا فرما۔
آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث پاک نمبر (20)

"نماز کا طریقہ"

حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں جلوہ افروز تھے۔ اس شخص نے نماز ادا کی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا معلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا "وعلیک السلام" "واپس جا اور نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی [2]" وہ شخص واپس گیا اور (اس نے دوبارہ) نماز پڑھی، پھر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ "وعلیک السلام، جا اور نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔" اس شخص نے تیسری بار یا اس کے بعد کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے (نماز کا طریقہ) سکھا دیجئے [3]۔" (مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا کہ جب تو نماز کا ارادہ کرے تو کامل وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر، پھر تکبیر کہہ، پھر قرآن میں سے جس قدر آسان ہو پڑھ لے [4]، پھر رکوع کر یہاں تک کہ رکوع میں تجھے اِطمینان ہو جائے [5]، پھر اٹھ، یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے [6]، پھر سجدہ کر، یہاں تک کہ سجدے میں تجھے اِطمینان ہو جائے [7]، پھر اٹھ، یہاں تک کہ تجھے بیٹھنے میں اِطمینان ہو جائے [8]، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تو سجدے میں مطمئن ہو جائے، پھر اٹھ، حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اپنی ساری نماز میں یہی کر۔" (مُتَّفَق عَلَیہ)

راوی :۔

ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارُف پہلے گزر چکا ہے۔

وضاحت :۔

[1] غالباً نماز کے بعد ذکرِ الٰہی عزّوجل یا اُخروی مُعاملات میں غور و تفکّر کیلئے۔ [2] یعنی کامل نماز نہ پڑھی" یہ مطلب نہیں کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ اعرابی (رضی اللہ عنہ) تعدیلِ اَرکان (یعنی اَرکان کو اطمینان سے ادا کرنا) ترک فرما رہے تھے اور یہ وَاجِباتِ نماز میں سے ہے اور وَاجِبات کے ترک سے نماز ہو جاتی ہے لیکن ناقص ادا ہوتی ہے، یہ فرمان بالکل اس طرح ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ" (جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں)۔ یہاں بھی کمال ایمان کی نفی ہے نہ کہ نفسِ ایمان کی۔" اور یہی معنی مراد ہونے پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر اس سے " نفسِ نماز" کی نفی مراد لی جائے تو پھر "عبادت فَاسِدہ" کا بار بار حکم دینا لازم آئے گا اور یقیناً یہ شارِع علیہ السلام سے مُحال ہے" [3] آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلی مرتبہ ہی طریقہ ارشاد نہ فرما دیا اس کی دو وُجوہات تھیں۔ (۱) جب ان اعرابی (رضی اللہ عنہ) نے فقط سلام عرض کیا تو واضح ہو گیا کہ وہ خود، اپنی غلطی

پر آگاہ نہیں لہذا معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹ کے طور پر انہیں بار بار نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تاکہ وہ اس ناراضگی کو سمجھ جائیں اور خود غلطی کو منکشف کرنے کے بارے میں عرض کریں' یہی وجہ ہے کہ جب تیسری بار یا چوتھی بار 'انہوں نے طریقے کے بارے میں عرض کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی خواہش کو پورا فرمایا۔ (۲) جو چیز مشقت وانتظار کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ خوب اچھی طرح یاد رہتی ہے چنانچہ "حفظِ مسئلہ" کیلئے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ [۴] یعنی کسی خاص سورت و آیت کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ جو آسان محسوس ہو پڑھنے کی اجازت ہے۔ (لیکن اتنا ضروری ہے کہ الحمد شریف کے بعد کم از کم ایک سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک اتنی بڑی آیت کہ جو' ان تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو' پڑھی جائے۔ کیونکہ ان سے کم پڑھنے کو تلاوتِ قرآن یا قرأتِ قرآن نہیں کہا جاتا۔" یہ بھی یاد رکھنا بہتر ہے کہ الحمد شریف کا نماز میں واجب ہونا اس حدیث پاک سے ثابت ہے۔ "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (فاتحۃ الکتاب یعنی الحمد شریف کے بغیر نماز (کامل نہیں)" اور نماز میں مطلقاً قرأت کا فرض ہونا آیتِ کریمہ "فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھو (یعنی نماز میں)" (ترجمہ کنزالایمان پ۲۹ المزمل۔ ۲۰) اور مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہے)۔ [۵] اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں' یہ رُکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ پیٹھ بالکل سیدھی ہو جائے۔ "اور کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" کہیں۔ یہ تسبیح کا ادنیٰ درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہیں تو افضل ہے لیکن اختتام "طاق عدد" پر ہی ہو"۔ یہاں رُکوع میں اطمینان سے یہی مراد ہے کہ اعلیٰ درجے کا رُکوع کر کے کم از کم ۳ بار تسبیحات ضرور پڑھیں۔" (غالباً وہ اعرابی (رضی اللہ عنہ) ادنیٰ درجے کا رکوع اور تین بار سے کم تسبیحات پڑھ رہے تھے۔) [۶] رُکوع سے سیدھا کھڑا ہونا "قَوْمہ" کہلاتا ہے۔ یہ واجبات نماز میں سے ہے' اس میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا "واجب" ہے۔ منفرد کیلئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہے رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہونے کے بعد "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہیں (دُرِمختار) (غالباً وہ اعرابی (رضی اللہ عنہ) رُکوع سے مکمل سیدھا کھڑا ہونے کے بجائے فوراً ہی سجدے میں چلے جاتے تھے۔) [۷] "سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں میں سے کسی ایک کا پیٹ زمین پر لگنا فرض ہے' ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا اور ان کا قبلہ رُو ہو جانا سنتِ مبارکہ ہے (فتاویٰ رضویہ) اس میں بھی کم از کم تین بار تسبیح پڑھنا ادنیٰ درجہ ہے اور اس سے زیادہ افضل اور اختتام طاق پر ہونا چاہیے۔ (غالباً وہ اعرابی رضی اللہ عنہ مذکورہ کامل شرائط کے ساتھ سجدہ ادا نہ فرما رہے تھے۔) [۸] "دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا "جلسہ" کہلاتا ہے۔ یہ

بھی واجباتِ نماز میں سے ہے اور اس میں بھی کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔ (وہ اعرابی رضی اللہ عنہ غالباً ایک سجدہ کے بعد سدھا بیٹھنے کے بجائے فوراً ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے تھے)

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ سبق آموز مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) نماز کے بعد ذِکرِ الٰہی عزّوجل یا فکرِ امّت و آخرت کیلئے مسجد میں ٹھہرنا سنّت ہے۔

(۲) جوابِ سلام میں "وعلیک السلام" کہنا بھی سنّت ہے۔

(۳) کسی اسلامی بھائی کو غلطی میں مبتلاء دیکھ کر اصلاح کر دینا مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ ہے۔ (بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ "اگر کسی کے بارے میں غالب گمان ہے کہ وہ سمجھانے پر غلطی سے باز آجائے گا تو نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا واجب ہے۔ (عالمگیری) لیکن ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رکھئے کہ "اگر نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے سے فتنہ و فساد پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو پھر اسے ترک کرنا افضل ہے۔ (عالمگیری)۔ "ایسی صورت میں بہتر ہے کہ تحریری اصلاح کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس بھی اسلامی بھائی کو غلطی میں مبتلاء دیکھیں، اس کی غلطی کی تحریری طور پر نشاندہی اور اصلاح لکھ کر اس کے پتے پر پوسٹ کر دیں۔ خط کے آخر میں اپنا نام وغیرہ نہ لکھیں تاکہ آپ کی پہچان بھی نہ ہو۔ اگر بالفرض خطاء کرنے والا اسلامی بھائی آپ کے اندازِ تحریر سے واقف ہے تو پھر پہچان سے بچنے کیلئے کسی اور قابلِ اعتماد اسلامی بھائی سے تحریر کروا کر پوسٹ کر دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اصلاح ہو جائے گی۔)

(۴) بہتر یہ ہے کہ غلطی کرنے والے کو اِبتداءً واضح طور پر اس کی غلطی کے بارے میں نہ بتایا جائے بلکہ کوئی ایسا اشارہ یا طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ

خود اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائے یا پھر خود زبان سے دریافت کرلے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح غلطی کرنے والا خود اپنی غلطی تلاش کرنے کیلئے ذہن کو اِستعمال کرنے کا عادی بنے گا اور یہ ذہن کا استعمال کرنا آئندہ بھی اس کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ چنانچہ اس میں استاد و پیر کے لئے خاص طور پر طریقہ تبلیغ کی تعلیم ہے۔

(۵) نماز میں تعدیلِ ارکان واجب ہے' جان بوجھ کر ترک کرنے پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

(۶) نماز میں کسی خاص سورت و آیت کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ جو آسان لگے پڑھ سکتے ہیں۔

(۷) نماز کا طریقہ سکھانا رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۸) قولی تبلیغ سنت ہے۔

مُحَاسَبَہ :۔

(۱) کیا آپ نماز کے بعد کچھ دیر ذکرِ الٰہی عزوجل یا فکرِ آخرت کیلئے مسجد میں ٹھہرنے کے عادی ہیں ؟

(۲) کبھی آپ نے جوابِ سلام کیلئے "وعلیک السلام" کہنے کی سنت پر بھی عمل کیا؟

(۳) کیا آپ کسی اسلامی بھائی کی غلطی دیکھ کر حکمت کے ساتھ اصلاح کی کوشش شروع کر دیتے ہیں یا لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "شیطان کی خواہش کے عین مطابق" اسے غلطی میں مُبتلاء چھوڑ دیتے ہیں ؟

(۴) آپ غلطی کرنے والے کو فوراً ہی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں یا کوئی ایسا طریقہ اِختیار کرتے ہیں کہ وہ خود ہی اپنی خطاء پر مطلع ہو جائے ؟

(۵) آپ رُکوع کر کے اطمینان سے سیدھا کھڑے ہوئے بغیر فوراً ہی سجدے میں تو نہیں چلے جاتے ؟ اور ایک سجدے کے بعد سیدھا بیٹھنے کے بجائے "مرغے کے دانہ چگنے" کی طرح فوراً اگلے سجدے میں چلے

جانے کے عادی تو نہیں ؟

(٦) کیا آپ نے کسی کو سنت کی نیت سے "نماز کا طریقہ" سکھانے کا شرف حاصل کیا؟ (لیکن اس سعادت کو حاصل کرنے سے پہلے "بہارِ شریعت' تیسرے حصے" میں "نماز کا طریقہ" پڑھ کر پہلے اپنے بارے میں اطمئنان کر لیجئے کہ خود آپ کو بھی سنت کے مطابق نماز آتی ہے یا نہیں ؟)

دُعا :۔

اے ربِ کعبہ عزّ و جل! حضرت خِضر علیہ السلام کے صدقے ہمیں اپنا کچھ وقت مسجد میں بھی گزارنے' اسلامی بھائیوں کی حکمت کے ساتھ اصلاح کرنے' نماز کا سنت کے مطابق طریقہ سیکھنے' سکھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث پاک نمبر (21)

"ذِکر جہر و خفی"

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے[1] تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نماز میں پست آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے' پھر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ (رضی اللہ عنہ) نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب یہ دونوں حضرات (رضی اللہ عنہما) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میں تمہارے پاس سے گزرا تم نماز میں پست آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے ؟" عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں اس ذاتِ پاک کو سنا رہا تھا جس کے حضور مُناجات[2] کر رہا تھا۔" (پھر مدنی آقا صلی اللہ علَیہ وسلم نے) حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا تھا تم نماز میں بلند آواز سے قرأت کررہے تھے؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں اونگھنے والوں کو بیدار کررہا تھا[4] اور شیطان کو دور بھگا رہا تھا[5] (یہ جوابات سُن کر) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنی آواز کچھ بلند کرو[6]۔" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنی آواز کچھ پست کرو[7]" (ابوداؤد۔ترمذی)

راوی :۔

آپ کا اِسم گرامی حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ ہے۔ بَیْعَتِ عُقبہ اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوہ بدر یا غزوء اُحُد میں دشمن کا تیر لگنے کی وجہ سے آپ کی آنکھ باہر نکل آئی تھی، مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ سابقہ مقام پر رکھ کر اپنا لُعَابِ دھنِ اقدس لگا دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں، ۷۰ سال کی عمر میں وصال شریف ہوا۔

وضاحت :۔

[1] اپنے جان نثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے شب کے اَحوال دریافت فرمانے کیلئے۔ [2] یہ سوال فرمانا اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدنی سوچ کو اُمت تک پہنچانے کیلئے تھا ورنہ ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اللہ تعالیٰ کی عطا و فضل و کرم سے دلوں کے خطرات کے ساتھ ساتھ کائنات کا ذرہ ذرہ منکشف و ظاہر ہے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

[3] مناجات کا مطلب ہے "سرگوشی کرنا" مطلب یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک پست سے پست آواز بھی سننے پر قادر ہے اور میرا مقصود بھی فقط اللہ تعالیٰ کی رِضا و خوشنودی ہی تھی لہذا میں نے آہستہ آواز کو بلند پر ترجیح دی۔ [4] یعنی تہجد گزاروں کو ہوشیار و بیدار کرنا بھی میرا مقصود تھا۔ [5] کیونکہ ذکرِ الٰہی عزوجل کی برکت سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔ (آپ کا یہ فرمانا یا تو اظہارِ عاجزی کیلئے ہے۔ یا صرف اس بات کو بیان کرنے کیلئے کہ بلند آواز سے تلاوتِ

قرآن یا ذکرِ الٰہی عزّ وجل کی برکت سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ شیطان کو سونے یا اونگھنے والوں سے دور کر رہا تھا ۔ "کیونکہ بخاری شریف میں ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جس راستے سے تم گزرتے ہو اس راستے سے شیطان نہیں گزرتا بلکہ وہ دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔ "تو جب شیطان آپ کے سائے سے بھی گھبراتا ہے تو وسوسہ ڈالنے کیا قریب آئے گا؟)[۶] تاکہ سننے والے نفع اور ہدایت پانے والے نصیحت حاصل کریں (کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عربی جانتے تھے لہٰذا ان کے لیے قرآن پاک کا مطلب و مفہوم سمجھنا مشکل نہ تھا)[۷] تاکہ سننے والے معذور اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

(دراصل مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ دونوں کو میانہ روی کا درس دیا کیونکہ "خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا (کاموں میں بہتر میانہ روی ہے)۔" اور یہ عین اللہ (عزّ وجل) کے فرمانِ عالیشان اور رضا کے مطابق ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ○ (اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو)۔(ترجمہ کنزالایمان ۱۵پ بنی اسرائیل ۱۱۰)

مدنی پھول :۔

اس روایت سے درجِ ذیل خوشنما پھول حاصل ہوئے۔

(۱) کسی دینی رہنما و استاد و پیر و مرشد کا اپنے ماتحتوں کی اِصلاح و تربیت کیلئے، ان کے اَحوال کی جُستجو رکھنا سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۲) قُربِ خداوندی اور درجات میں بلندی کیلئے، رات میں عبادت اختیار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۳) ذکرِ جَہر یعنی (بلند آواز سے ذکر کرنا) اور ذکرِ خفی (یعنی پست آواز میں ذکر کرنا)، دونوں ہی طریقے جائز اور سنتِ اصحابِ رسول رضی اللہ عنھم ہیں۔

(۴) استاد و شیخ کے دریافت کرنے پر اپنے عمل اور نیت کو ظاہر کر دینا جائز

ہے' یہ ریاوسُمعَہ (یعنی دکھلاوا اور سنانا) میں داخل نہیں۔

(۵) تلاوتِ قرآن پاک اور ذکرِ الٰہی عزّوجل کی برکت سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔

(٦) ذرا بلند آواز میں قرأت کرنا (نماز یا غیر نماز میں) تاکہ سننے والے نفع اور ہدایت کے مُتلاشی نصیحت حاصل کریں جائز اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب و مطلوب ہے۔ (ہمارے مُعاشرے میں یہ فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ جب تلاوت کے ساتھ ساتھ (غیر نماز میں) آیات کا ترجَمَہ بھی پڑھا جائے۔ (ترجَمہ کے لیے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہم کا ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف لیجئے یہ ایک بہترین ترجمہ قرآن ہے) ہاں اگر صرف حصول برکت ورحمت کیلئے پڑھا جائے تو پھر فقط تلاوت بھی کافی ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی چند مسئلے ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔ مَسئلہ (۱) :۔ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع سننے کی غرض سے ہی حاضر ہوا ہو ورنہ ایک کا سننا بھی کافی ہے اگرچہ دوسرے اپنے کاموں میں مشغول ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ مَسئلہ (۲) : مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے (اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے) اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں (درِّمختار) مَسئلہ (۳) :۔ بازاروں اور وہ مقامات کہ جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں' بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے' لوگ اگر نہ سنیں گے۔ تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔ (غنیہ)۔ مَسئلہ (۴) :۔ اگر کوئی مَقام کام وغیرہ کیلئے مقرّر نہ ہو' وہاں کوئی بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے اور کچھ لوگ کام میں مشغول ہوں تو اب اگر تلاوت ان کے کام میں مشغول ہونے سے پہلے شروع کی تھی اور لوگ نہیں سنتے تو لوگ گناہ گار ہوں گے اور اگر بعد میں شروع کی اور وہ نہیں سنتے تو اب پڑھنے

والا گناہ گار ہے۔(غُنیہ)۔مَسْئلہ (۵) :۔جہاں کوئی علمِ دین پڑھارہاہے یا طالبِ علمِ دین، علم کی تکرار کررہے ہوں یامُطَالَعہ وغیرہ تو وہاں بھی بلند آواز سے تلاوت ناجائز ہے۔(غنیہ)

(۷) کسی کے اَعمال کی اِصلاح کرنا رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۸) اتنی بلند آواز سے ذکرِ الٰہی (عزّوجل) کرنا کہ جواپنے یاکسی نمازی یاسونے والے کیلئے تکلیف کا سبب بنے جائز نہیں' ایسی صورت میں آواز پست رکھنی چاہیئے۔

(۹) اَعمال میں میانہ روی اختیار کرنا شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ کریمہ ہے۔

(۱۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ نیک اَعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رِضا کے حُصُول کی نیّت کے ساتھ ساتھ دیگر اُخروی فوائد کی نیت کرنا بھی درست وجائز ہے۔

مُحَاسَبَہ :۔

(۱) کیا آپ نے کسی رات میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کی ؟

(۲) کیا آپ بلند وپست' دونوں طریقوں سے ذکر کرنے کی سنت پر عامل ہیں ؟

(۳) کیا آپ نے کبھی ذکرِ الٰہی عزّوجل کے ذریعے شیطان کو دور بھگانے کی نیت کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کیا ؟

(۴) کیا آپ بلند آواز سے ذکر کرتے ہوئے کسی نمازی یاسونے والے یا قرآنِ پاک وعلمِ دین پڑھنے والے کی تکلیف کو پیشِ نظر رکھنے کے عادی ہیں ؟

(۵) کیا آپ تمام اَعمال واَفعال میں میانہ روی اختیار فرماتے ہیں یا اِفراط وتفریط (کمی وزیادتی) کا شکار ہیں ؟

(۶) کیا آپ نیک اعمال کرتے وقت اللہ تعالٰی کی رِضا کے حصول کی نیت کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر اچھی اچھی نیتیں کرنے کے بھی عادی ہیں؟

(۷) کیا آپ سنت کی نیت سے دیگر اسلامی بھائیوں کی اِصلاح کا بھی جذبہ رکھتے ہیں یا صرف اپنی ہی فکر میں لگے رہتے ہیں؟

دُعا:۔

یارب العلمین عزّوجل! ہمیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کے وسیلۂ کریمہ کے صدقے اپنے ماتحتوں کے احوال کی اِصلاح کی غرض سے جستجو رکھنے' راتوں میں نیند و آرام کی قربانی دیکر تیری بارگاہ میں حاضر ہونے' ذکرِ خفی و جلی کرنے' ان کی برکت سے شیطان کو دور بھگانے' تلاوتِ کلامِ پاک کے آداب کا خیال رکھنے' میانہ روی اختیار کرنے' اچھی اچھی نیتیں کرنے اور اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (22)

"جنّتی عورت"

حضرت عطاء ابن رِباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اِرشاد فرمایا "کیا میں تمہیں اہل جنّت میں سے ایک عورت[1] نہ دکھاؤں؟" میں نے عرض کی ہاں کیوں نہیں؟ "فرمایا یہ سیاہ رنگ کی عورت[2]' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور عرض کی تھی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے مِرگی کا دورہ پڑتا ہے[3] اور (اس حالت میں) میرا سِتر ظاہر ہو جاتا ہے[4]' پس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے اللہ تعالٰی سے دعا فرمایئے[5]" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر تو چاہے تو صبر کر اور تیرے لئے (اس صبر کے بدلے میں) جنّت ہوگی اور اگر تُو چاہے تَو میں اللہ تعالٰی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ

تجھے عافیت و تندرستی عطا فرمائے۔" اس نے عرض کی میں صبر کروں گی[1]" پھر عرض کی (دورے کی حالت میں) میرا ستر ظاہر ہو جاتا ہے' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمادیجئے کہ یہ ظاہر نہ ہوا کرے[2]۔" تو (یہ سنکر) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔" (مُتفق" علیہ)

راوی :۔

آپ جلیل القدر تابعی ہیں۔ بہت بڑے عالم و فقیہ تھے۔ امام اعظم ابو حَنِیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فاضل شخص نہیں دیکھا۔ آپ سیاہ فام تھے۔ پہلے ایک آنکھ خراب تھی بعد میں نابینا ہو گئے تھے۔ امام اَوْزَاعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات پر فرمایا "آج زمین بہترین مومن سے خالی ہو گئی۔"

وضاحت :۔

[1] ان خاتون کا نام سُقَرہ یا سُکَیرہ یا شُعَیرہ تھا' آپ بی بی خدِیجہ رضی اللہ عنہا کے بال بنایا کرتی تھیں[2] غالباً وہ اتنی ضعیف خاتون تھیں کہ جنہیں دیکھ کر شہوت پیدا ہونے کا بالکل اندیشہ نہ تھا تبھی آپ نے ان کی زیارت کروائی کیونکہ اس قسم کی اسلامی بہن کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ ہدایہ شریف میں ہے "اگر عورت بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محلِ شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں۔" (جب مصافحہ جائز تو دیکھنا تو بدرجہ اولی جائز ہو گا۔) اس سلسلے میں اعلحضرت رضی اللہ عنہ سے دریافت شدہ ایک مسئلہ اور اس کا جواب بھی حاضرِ خدمت ہے۔ مسئلہ :۔ اگر کوئی عورت جوان یا بڑھیا کسی عالم شریعت' واقفِ طریقت' جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیض حاصل کرے حجاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا لیکن حجابِ عرفی نہ ہو یعنی صرف چہرہ کھلا ہو' تو یہ بیعت کرنا اور اس طریقے سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے) الجواب :۔ پردہ کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے' جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔ اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

[3] اس میں مریض کو دورے پڑتے ہیں جن میں اسکے اعضاء اکڑ جاتے ہیں اور وہ کھڑا نہیں رہ سکتا بلکہ گر جاتا ہے، بعض اوقات منہ سے جھاگ بھی ظاہر ہوتے ہیں، ہوش و حواس

منقطع ہو جاتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ دورے میں چمڑے کا جوتا وغیرہ سنگھایا جائے تو افاقہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اَطِبَّاء نے اسکا انکار فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) ؂ یا تو انہیں کسی نے دورے کے دوران اس قسم کی حالت کے طاری ہونے کے بارے میں اطلاع دی تھی یا پھر مطلب یہ ہے کہ مجھے خوف ہے کہ دورے کے دوران بے شعوری کے عالم میں برہنہ نہ ہو جاؤں۔ "(اس سبب کے بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کا فریاد کرنا شکایت کے طور پر نہ تھا۔) ؂ کہ اس مرض کو دور کر دے اور جب تک مرض قائم رہے ستر کی حفاظت بھی فرمائے۔ ؂ تاکہ اس مرض کی معمولی تکلیف کو مختصر سی زندگی میں برداشت کرنے کے بدلے میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راحت وسکون و آرام حاصل ہو جائے۔ ؂ یعنی آپ کے حکم پر صبر کیلئے تیار ہوں' اب ستر کی حفاظت کا مُعاملہ باقی رہ گیا' اس کے لئے دعا ارشاد فرما دیجئے۔

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ پاک سے یہ مسحور کن مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے نیک و اِنعام یافتہ بندوں کی زیارت کرنا اور کروانا صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔ (امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی جو بلا مبالغہ بہت بڑے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہونے والے بے شمار انعامات کے حامل ہیں' کراچی میں سبزی منڈی میں واقع' دعوتِ اسلامی کے عالمی مرکز۔ فیضانِ مدینہ میں' ہر اتوار کو ملاقات وزیارت کا شرف بخشتے ہیں' اگر آپ ان کی زیارت کیلئے جاتے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو اس کی ترغیب دیتے وقت' مندرجہ بالا سنّت کی ادائیگی کی نیت بھی کر لی جائے تو ان شاءاللہ عزوجل ڈھیروں ثواب ہاتھ آئے گا)

(۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اس عورت کو اہلِ جنّت میں سے قرار دیا' جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا یہ عقیدہ تھا کہ جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے جنّت کا وعدہ فرمالیں وہ ضرور جنتی ہے۔ "اور کسی کا جنتی ہونا" غیبی امور سے ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا کیا گیا ہے اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے اس نعمت کے حصول کا عقیدہ رکھتے تھے۔

(۳) اگر کسی کا عیب صرف معرفت و پہچان کیلئے بیان کیا جائے، برائی کی نیت نہ ہو تو یہ غیبت جائز ہے۔ جیسا کہ ردّ المختار (فتاویٰ شامی) میں ہے "غیبت کے جواز کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود، کسی کی برائی نہ ہو بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہو، مثلاً بعض اوقات محض پہچاننے کیلئے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے یہ غیبت میں داخل نہیں۔ (یعنی اس میں گناہ نہیں)۔"

(۴) اپنی حاجات کے پورا کرنے کیلئے بزرگانِ دین کو وسیلہ بنانا جائز اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے، اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے منع نہ فرمانا اس کے حق و جائز و دُرست ہونے کی قوی دلیل ہے۔"

(۵) بیماری کا علاج کروانا جائز لیکن صبر کرنا بے حد افضل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ (حتی کہ اگر مریض نے علاج نہ کروایا اور مر گیا تو گناہ گار نہ ہو گا جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری میں ہے "بیماری میں علاج نہ کروایا اور مر گیا تو گناہ گار نہ ہو گا۔)

(۶) صبر کا بدلہ "جنت" ہے۔

(۷) جنت کی تمنا و حرص رکھنا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی آزمائش کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہنا اصحابِ سرکارِ نامدار رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

(۸) دعا کی درخواست کرنے والے کو مایوس نہ کرنا، غمخوارِ امت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۹) سِتر کی حفاظت کا دھیان رکھنا حیاء کی علامت اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

محاسبہ:۔

(۱) کیا آپ نے کبھی سنّت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی زیارت کی یا کروائی؟

(۲) آپ کسی کا عیب خدانخواستہ برائی کی نیت سے بیان کرنے کے عادی تو نہیں؟(اس طرح عیب بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے۔اس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضاً ط اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتاً فَکَرِ هْتُمُوْهُ ط"(اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا)(ترجمہ کنزالایمان پ۲۶۔الحجرات۔۱۲)

(۳) کیا آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنّت کے مطابق اپنی پریشانیوں کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو وسیلہ بنانے کے عادی ہیں؟

(۴) کیا آپ بیمار ہونے پر صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں؟یا شکوے شکایتوں کا ڈھیر لگانے کے ساتھ ساتھ خوب شور شرابا کر کے اپنے گھر والوں کا سکون بھی برباد کر دیتے ہیں؟

(۵) کیا آپ اپنے دل میں جنّت کی حرص موجود پاتے ہیں اور کیا اس کے لئے آپ آزمائشوں پر پورا اترنے کیلئے تیار رہتے ہیں؟

(۶) آپ کسی دعا کی درخواست کرنے والے کو مایوس تو نہیں کر دیتے؟

(۷) آپ بھی ستر کی حفاظت کا دھیان رکھتے ہیں یا بے حیاؤں کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھر والوں اور باہر سینکڑوں لوگوں کے سامنے نیکر پہن کر ستر ظاہر کر کے خود کو اور دیگر اسلامی بھائیوں کو گناہ گار کرنے کے عادی ہیں؟

دُعا:۔

اے ربِ کریم!ہمیں حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے وسیلے

سے اپنے محبوب بندوں کی زیارت کرنے 'اس کی ترغیب دینے' عیب جوئی سے بچنے' حاجات کے حل کیلئے بزرگوں کو وسیلہ بنانے' مصائب پر صبر و تحمل سے کام لینے اور جنت کے حصول کیلئے آزمائشوں پر پورا اترنے کی توفیق مرحمت فرما۔

آمین بجاہ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث پاک نمبر (23)

"قبر میں تبرکات رکھنا سنت"

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی[1] کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا "انکو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو[2]۔ تین بار یا پانچ بار[3] یا اس سے زیادہ بار اگر تم ضرورت محسوس کرو[4] اور آخر میں کافور یا کافور میں سے کچھ ڈال دو[5]' پھر جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا" جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی اطلاع دی' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا اور فرمایا "اسے ان کے جسم کے ساتھ لگا دو[6]۔ (متفق علیہ)

راویہ :۔

آپ کا نام نُسَیبہ بنتِ کعب رضی اللہ عنہا ہے۔ انصاریہ اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے ہیں' مدنی داتا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں' آپ کے ذمے زخمیوں کا علاج معالجہ اور بیماروں کی تیمار داری کرنا تھا۔

وضاحت :۔

[1] ان کے بارے میں دو قول ہیں۔ (i) یہ حضرت زینب زوجہ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہا تھیں۔ اولادِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے بڑی تھیں۔ ۸ھ میں وفات پائی۔" (ii) یہ سیدہ امِ کلثوم زوجہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما تھیں

جن کی وفات ۹ھ میں ہوئی۔ "قولِ اوّل زیادہ قوی ہے۔ [۲] یعنی "بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیکر اس پانی سے غسل دو۔" کیونکہ ایسا کرنے سے میل نکل جاتا ہے، میت کی جلد پھٹنے سے محفوظ رہتی ہے اور جوئیں وغیرہ دور ہو جاتی ہیں۔ [۳] یعنی طاق عدد میں غسل دو۔ یاد رکھیے کہ میت پر ایک بار پانی بہانا فرض، تین بار سنت اور ضرورت کی صورت میں تین سے زیادہ بار جائز ہے۔ [۴] کیونکہ بلا ضرورت پانی بہانا اِسراف و حرام ہے۔ [۵] یہ رَاوِیَہ کو شک ہے کہ "صرف کافور" فرمایا تھا یا "کافور میں سے کوئی چیز فرمایا تھا" چنانچہ انہوں نے دونوں ہی باتیں بیان فرمادیں۔ مطلب یہ ہے کہ بیری والا پانی تین بار بہانے کے بعد آخر میں ایک مرتبہ کافور ملا پانی مَیِّت کے پورے بدن پر بہانا چاہیے۔ [۶] تاکہ اس کی برکت سے ان پر اللہ عزّوجل کی رحمتیں نازل ہوں اور قبر کے مُعاملات آسان ہو جائیں۔

مدنی پھول :۔

مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے یہ خوبصورت مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) مَیِّت کو غسل دینا صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۲) غسل کا طریقہ سکھانا سنت ہے۔

(۳) مَیِّت پر طاق عدد میں پانی بہانا سنت ہے۔

(۴) مَیِّت پر کم از کم تین بار پانی بہانا سنت اور ضرورت کے وقت زیادہ بار بھی جائز ہے۔

(۵) تین بار سے زائد بلا ضرورت پانی بہانا اِسراف و حرام ہے۔

(۶) بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے نیم گرم پانی سے غسل دینا سنت ہے۔

(۷) آخر میں ایک بار کافور ملا پانی بہانا سنت ہے۔

(۸) قبر میں حصولِ برکت کیلئے، بزرگانِ دین کے تبرّکات رکھنا سنتِ مبارکہ ہے۔

(۹) جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے مُقرّب و محبوب بندوں سے نسبت ہو جائے

اس سے دوسروں کو نفع پہنچنے کا عقیدہ رکھنا درست و حق ہے۔ (جب منسوب چیزیں نفع پہنچاتی ہیں تو یقیناً محبوب بندوں سے بھی ضرور نفع پہنچتا ہوگا' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے نفع کے حصول کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہونا جائز و درست ہے)

مدنی عرض :۔

غسلِ میت اور قبر میں تبرکات وغیرہ رکھنے کے طریقے جاننے کیلئے امیرِ دعوت اسلامی کے رسالہ مدنی وصیت نامہ کا ضرور ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر فتاویٰ رضویہ جلد نہم (جدید) سے دو دعائیں بمع فضائل نقل کر دی جائیں تاکہ دنیا سے پردہ فرما جانے والے اپنے دوست احباب کو بلکہ اپنے بارے میں وصیّت کرنے کی صورت میں خود کو بھی' بے شمار فیوض و برکات حاصل ہو جائیں۔ چنانچہ

(۱) امام ترمذی حکیم الٰہی سیدّی محمد بن علی مُعاصِر (یعنی ہم زمانہ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضورِ پرنور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو یہ دُعا کسی پرچے پر لکھ کر میّت کے سینے پر' کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذابِ قبر نہ ہوگا اور نہ ہی منکر نکیر نظر آئیں گے۔ اور وہ دعا یہ ہے'

"لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے حمد ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (نیکی کرنے کی) طاقت اور (گناہ سے بچنے کی) قوت نہیں ہے مگر اللہ (عزوجل) کی توفیق سے جو بلند و بالا و عظیم ہے۔"

(۲) حضرت امام فقیہ ابن عجیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو یہ دعا میّت کے کفن میں لکھے' اللہ تعالٰی قیامت تک اس سے عذاب اٹھالے اور وہ یہ ہے' "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَاعَالِمَ السِّرِّ یَا عَظِیْمَ الْخَطَرِ یَاخَالِقَ الْبَشَرِ یَامَوْقِعَ الظَّفَرِ یَا مَعْرُوْفَ الْاَثَرِ یَا ذَاالطَّوْلِ وَالْمَنِّ یَاکَاشِفَ الضُّرِّ وَالْمِحَنِ یَااِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فَرِّجْ عَنِّیْ ھُمُوْمِیْ وَاکْشِفْ عَنِّیْ غُمُوْمِیْ وَصَلِّ اَللّٰھُمَّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ۔ "اے اللہ (عزوجل) بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' اے راز کے جاننے والے' اے عظیم بزرگی و شرافت والے' اے انسان کو پیدا فرمانے والے' اے کامیابی کے واقع ہونے کے مقام' اے احسان و بخشش والے' اے تنگی و مشقت کے کھولنے والے' اے اگلوں پچھلوں کے معبود' مجھ سے میرے غم دور فرمادے' اور مجھ سے میرے حزن زائل فرمادے' اور اے اللہ (عزوجل) ہمارے سردار یعنی محمد پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔"

مُحاسبہ :۔

(۱) کیا آپ کو سنت و مُستحبات کے مطابق مَیّت کو غسل دینے کا طریقہ آتا ہے؟

(۲) کیا آپ نے کبھی مَیّت کو غسل دینے کی سنت پر عمل کیا؟

(۳) کیا آپ حصولِ برکت کیلئے اپنے مُردوں کی قبور میں تبرکات رکھنے کی سنت پر عامل ہیں؟

(۴) کیا آپ نے کسی کو غسلِ میت سکھاتے ہوئے سنت کی نیت حاضر کی؟

دُعا :۔

اے ہمارے پیارے رب کریم! ہمیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صدقے میں غسل کا سنت کے مطابق طریقہ سیکھنے' مُردوں کو غسل دینے' غسلِ میت سکھانے اور تبرکات' قبور میں رکھنے کی سنت پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرما۔

(آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث پاک نمبر (24)

"بیماری میں حمد وثناء کی فضیلت"

حضرت شدادؓ بن اَوس اور صُنابحیؒ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات کسی مریض کی بیمار پُرسی کیلئے گئے' انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کس حال میں صبح کی؟" اس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت میں ہوں[1]" حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تو گناہوں[2] اور خطاؤں کے مٹ جانے کی خوشخبری لے' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو بیماری وغیرہ میں مُبتلاء کرتا ہوں اور وہ اس آزمائش پر میری حمد وثناء کرتا ہے تو وہ اپنے بستر سے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف اٹھے گا کہ جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔" اور اللہ عزّوجل (اعمال لکھنے ولے فرشتوں سے) فرماتا ہے۔ "میں نے اس بندے کو بیماری میں مُقیّد کیا اور اسے آزمایا' اس کے لئے وہی اجر وثواب لکھو جو تندرستی کی حالت میں لکھا کرتے تھے[3] (مُسندِ امام احمد)

راوی :۔

حضرت شدادؓ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شداد رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم وحکمت عطا کیا گیا ہے۔"

حضرت صُنابحِی رضی اللہ عنہ کا نام یا تو عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ قبیلہ مراد کے "صُنابح بن زاہر" کے خاندان کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے "صنابحی" کہلاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ صحابی ہیں۔ "یا پھر آپ کا نام ابو عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے اور آپ تابعی ہیں۔" دوسرا قول زیادہ قوی ہے۔

وضاحت :۔

[1] یعنی میں نے ایک نعمتِ عظیمہ میں صبح کی ہے اور وہ نعمت' اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے اور معصیت سے محفوظ رہنے کی نعمت ہے۔ [2] مراد صغیرہ گناہ ہیں (یہ نعمت صرف مومن کے لیے ہے) [3] یعنی نیک اعمال کا اجر و ثواب لکھتے رہو کہ جنہیں یہ تندرستی کی حالت میں سرانجام دیا کرتا تھا لیکن اب بیماری کی وجہ سے ان کی ادائیگی پر قادر نہیں 'گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندۂ بیمار و شکر گزار کے لئے پینشن ہوتی ہے۔

مدنی پھول :۔

اس روایت سے درجِ ذیل پیارے پیارے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) مریض کی عیادت کیلئے جانا سنتِ صحابہ رضی اللہ عنھم ہے۔

(۲) صبح کے وقت عیادت کیلئے جانا افضل ہے۔ (کیونکہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کے ہر عمل میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے' چنانچہ عیادت کیلئے وقت کا انتخاب بھی حکمت سے خالی نہ ہوگا۔")

(۳) حالتِ مرض میں اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہنا' اس کی حمد و ثناء کرنا اور شکوہ شکایت کا قلب و زبان پر جاری نہ ہونا' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سنت ہے۔

(۴) جو شخص بیماری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء زبان پر جاری رکھے' تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

(۵) حالتِ بیماری میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی برکت سے' تندرستی میں کئے جانے والے ان تمام نیک اعمال کا ثواب بھی حاصل ہوتا رہتا ہے کہ مریض جن کو ادا کرنے پر قادر نہیں رہتا۔

(۶) مریض کے پاس دل خوش کرنے والی باتیں کرنا سنتِ اصحابِ رسول رضی اللہ عنھم ہے۔

(۷) بیماری "اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ" بہت بڑی نعمت ہے۔

مُحَاسَبَہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر کسی مریض کی عِیادت کی؟

(۲) کیا آپ حالتِ بیماری میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں؟ کیا اس حالت میں بھی اس کی حمد و ثناء آپ کی زبان پر جاری رہتی ہے یا ....؟

(۳) آپ مریض کے پاس خوش کن باتیں کرتے ہیں یا مایوس کر دینے والی؟

(۴) آپ کبھی صبح کے وقت عِیادت کیلئے گئے؟ (بشرطیکہ مریض کو اس وقت آمد گراں نہ گزرے)

دُعا :۔

اے مالکِ کائنات عزّوجل! حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے صدقے ہمیں افضل اوقات میں عِیادت کرنے، ہر مصیبت میں صبر و تحمُّل سے کام لینے اور مریض کے پاس اچھی اچھی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (25)

"مَسئلۂ تقدیر میں جھگڑا"

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم مسئلہ تقدیر میں جھگڑ رہے تھے[۱] تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جلال میں تشریف لے آئے حتی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ انور سرخ ہو گیا گویا کہ رخساروں میں انار کے دانے نچوڑ دئے گئے ہیں[۲] پھر ارشاد فرمایا "کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے[۳] یا میں اسی کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں[۴]؟ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلے میں جھگڑے کئے تو ہلاک ہی ہو گئے[۵]، میں تم پر لازم کرتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں[۶] کہ اس مسئلے میں جھگڑا مت کرو[۷] (ترمذی)

راوی :۔

ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پہلے گزر گیا ہے۔

وضاحت :۔

[1] یعنی مسئلہ تقدیر میں بحث چل رہی تھی چنانچہ بعض کہہ رہے تھے کہ جب سب کچھ تقدیر کی وجہ سے ہے تو پھر ثواب وعذاب کا سلسلہ کیوں ہوگا؟" کچھ کہہ رہے تھے کہ بعض کیلئے جنّت اور بعض کے لئے دوزخ مقرر کرنے میں کیا حکمت ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ [2] یعنی اس بحث کو سن کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ناراض ہوئے جس کے آثار رُخِ انور پر نمایاں ہو گئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ناراض ہونا اس لئے تھا کہ تقدیر کا مُعاملہ' اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے' اور اللہ تعالیٰ کے رازوں پر بغیر اس کے اذن کے مطّلع ہونے کی کوشش کرنا ممنوع ہے۔" دوسری وجہ یہ تھی کہ اس بحث کے نتیجے میں مَعاذَاللہ گمراہ ہونے کا قوی اندیشہ تھا۔ اسی بحث و جھگڑے کے نتیجے میں مُرجِئہ اور قَدرِیہ فرقے وجود میں آئے۔ جنکے بارے میں مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" میری امت کے دو گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں مُرجِئہ اور قَدرِیہ (ترمذی)

(مُرجِئہ کہتے ہیں کہ جیسے کافر کو نیک اعمال کچھ بھی نفع نہیں دیتے اسی طرح مسلمان کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ "اور" قَدرِیہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں' ہم اپنے اعمال کے خالق اور مختار ہیں۔") یہ دونوں عقیدے باطلِ محض ہیں ہمارے نزدیک درست عقیدہ یہ ہے کہ'

عقیدہ :۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر بے جان چیزوں کی مثل بے حس وحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اسے ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مُہیا کر دئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے' اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بناء پر اس کی پکڑ بھی ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (بہارِ شریعت) [3] یہاں سوال' نفی بیان کرنے کیلئے ہے' مطلب یہ ہے کہ "تمہیں اس جھگڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔" [4] یہاں بھی سوال' انکار کیلئے ہے یعنی" نہ ہی میں اس کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔" [5] یہود و نصاریٰ کی بعض جماعتیں یا دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتیں' جو اس مسئلے میں بحث کرنے کے باعث گمراہ ہو گئیں اور ان پر عذابِ الٰہی عزّوجل نازل ہوا۔ [6] دو مرتبہ ان الفاظ کا ذکر کرنا تاکید واہمیّت پیدا کرنے کیلئے ہے۔

مَدَنی پھول :۔

اس حدیثِ کریمہ سے یہ عبرت کے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر غصّے کا اظہار کرنا، مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۲) استاد کا شاگردوں اور شیخ کا مریدوں پر ناراض ہونا جائز ہے۔

(۳) ہر اس مَسئَلے میں بحث و جھگڑا کرنا ناجائز و ممنوع ہے کہ جسے مُبہَم رکھنا ہی شریعت کو مطلوب ہے خصوصاً مَسئَلہ تقدیر میں جھگڑنا کہ باعثِ ہلاکت ہے۔

(۴) سابقہ قوموں کی ہلاکت و تباہی کا ایک سبب مَسئَلۂ تقدیر میں جھگڑا کرنا بھی تھا۔

(۵) مُعلِّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کے مَسئَلے میں جھگڑنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (اس سے اسکول و کالج میں جدید علوم حاصل کرنے والے اسلامی بھائی خاص طور پر سبق حاصل کریں کیونکہ اسکول و کالج کے ماحول میں اس قسم کے بحث و مُناظرَہ کے مَناظِر اکثر نظر آتے ہیں۔ "یاد رکھئے کہ اس مسئلے کے حق و درست ہونے پر دلائل قائم کرنا اور اعتراض کرنے والوں کا رد کرنا، اس مسئلے میں جھگڑا کرنا نہیں بلکہ یہ تبلیغِ دین میں داخل ہے، مگر یہ کام علماءِ کرام ہی کر سکتے ہیں، عوام الناس کے لئے جائز نہیں۔)

مُحاسَبَہ :۔

(۱) کیا آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر اور ناقص دینی معلومات کے باوجود "مَسئَلۂ تقدیر" میں دوسروں کے ساتھ جھگڑا تو نہیں کرتے؟

(۲) آپ نے بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصّے کا اِظہار کیا؟

(۳) آپ اپنے کلام میں تکرار کسی درست مقصد کیلئے کرتے ہیں یا......؟

دُعا:۔

اے پیارے اللہ عزّوجل! ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے مسئلۂ تقدیر میں جھگڑنے سے بچنے' صرف تیری ہی خاطر غصّے میں آنے اور فضول گوئی سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (26)

"مُشرِکین کو عذابِ قبر"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'بنی نجار[۱] کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا خچر بدکا[۲]' قریب تھا کہ آپ کو گرادے' ناگاہ وہاں پانچ چھ قبریں تھیں۔ رحمتِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کوئی پہچانتا ہے؟" ایک شخص نے عرض کی۔ "میں" مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "یہ کب مرے؟" عرض کی زمانہ شرک میں[۳]۔ (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا یہ گروہ[۴] اپنی قبروں[۵] میں عذاب دئے جاتے ہیں۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے[۶] تو میں اللہ عزّوجل سے دعا کرتا کہ اس عذاب میں سے تمہیں بھی کچھ سنا دے جو میں سن رہا ہوں[۷]" پھر ہماری طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا "دوزخ کے عذاب سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگو۔" سب نے عرض کی کہ ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔" پھر فرمایا عذابِ قبر سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگو۔" سب نے عرض کی ہم عذابِ قبر سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔" پھر فرمایا کھلے چھپے فتنوں سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگو۔[۸] سب نے عرض کی ہم کھلے چھپے فتنوں سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔" پھر فرمایا دجّال کے فتنے سے اللہ عزّوجل کی پناہ مانگو۔[۹]" سب نے عرض کی ہم دجّال کے فتنے سے اللہ عزّوجل

کی پناہ مانگتے ہیں۔" (مسلم)

راوی :۔

آپ انصاری ہیں کاتبِ وحی ہیں۔ فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔ علمِ وراثت کے بہت بڑے عالم تھے۔ قرآنِ پاک جمع کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں آپ نے قرآنِ پاک کو لکھا اور حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارکہ میں مصحفوں میں قرآنِ پاک کے نقل کرنے والوں میں سے آپ بھی ہیں۔ آپ سے خلقِ کثیر نے احادیث روایت کیں۔ مدینہ منورہ میں چھپن (۵۶) سال کی عمر میں ۴۵ھ میں وفات پائی۔

وضاحت :۔

[۱] یہ انصار کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ [۲] کیونکہ غیب جاننے والے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی برکت سے اس کی آنکھوں سے غیبی حجابات اٹھ گئے تھے اور اس نے وہاں موجود قبروں میں ہونے والا عذاب دیکھ لیا تھا۔ [۳] یعنی وہ مشرکین کی قبریں تھیں۔ [۴] یعنی جماعتِ مشرکین۔ [۵] قبروں سے مراد عالمِ بَرزخ ہے (بَرزخ 'مرنے کے بعد سے قیامت تک کے زمانے کو کہتے ہیں) یعنی مشرکین وغیرہ کو مرنے کے بعد سے لیکر قیامت تک کے عرصے میں عذاب ہوتا رہے گا' چاہے وہ قبروں میں دفن کئے گئے ہوں یا جلائے جائیں یا انہیں کوئی جانور وغیرہ کھا جائے۔

سوال :۔ اگر جانور کے پیٹ میں عذاب ہوگا تو یقیناً جانور بھی ہلاک ہو جائے گا' اس بے چارے کا کیا قصور ہے؟

جواب :۔ اس عذاب سے جانور کو کچھ بھی نقصان نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے اسے صرف مشرک ہی محسوس کرے گا جانور کو تو احساس بھی نہ ہوگا کہ اس کے پیٹ میں عذاب ہو رہا ہے' یہ بالکل اس طرح ہے جیسے ایک شخص خواب کی حالت میں خوشی یا غم یا عذاب محسوس کر رہا ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے جاگے شخص کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔[۶]

سوال :۔ جب قبر سے مراد عالمِ بَرزخ ہے اور عذابِ قبر عالمِ بَرزخ میں ہوگا تو معلوم ہوا کہ عذاب کا تعلق بَرزخ سے ہے نہ کہ دفن کرنے سے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اسے جانتے بھی تھے تو پھر اگر انہیں عذاب "دکھا" یا "سنا" بھی دیا جاتا تو ترکِ دفن کی گنجائش کہاں تھی؟ پھر یہ کیوں فرمایا گیا کہ "تم دفن کرنا چھوڑ دو گے"؟
جواب :۔اس کے چند جوابات ہیں۔(i) مطلب یہ ہے کہ اگر تم عذابِ قبر سن لو تو تم پر ایسا خوف و دہشت طاری ہو گی' جو تمہیں ہوش و حواس سے بے گانہ کر دے گی اور تمہاری عقلیں ختم ہو جائیں گی۔ پھر تمہیں دفن کرنے کی قوت و ہمت و فرصت ہی نہ رہے گی۔ "(ii) مطلب یہ ہے کہ اگر تم عذاب دیکھ لو تو تمہیں مُردوں کے مشاہدے سے ایسا خوف لاحق ہو گا کہ تم ان کی تجہیز و تکفین کیلئے ان کے نزدیک بھی نہ آسکو گے۔ چنانچہ دفن بھی نہ کر سکو گے۔(iii) یہ فطرتِ انسانی ہے کہ اپنے مُردے کے عیب چھپائے جاتے ہیں تو اگر عذاب ظاہر ہونے لگ جائے تو کوئی بھی قبرستان میں اپنے مُردے کو دفن نہ کرے گا کیونکہ وہاں لوگوں کی آمدَ و رَفت رہتی ہے بلکہ کہیں دور صحرا و جنگل میں پھینک آئے گا۔ تاکہ کوئی بھی ان کے عذاب کو نہ سن سکے اور ان کے عذاب پر مُطّلع نہ ہو۔"[7] یہ خطاب بظاہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے لیکن حقیقت میں مخاطب' قیامت تک آنے والے عام مسلمان ہیں' کیونکہ کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء امت رحمۃ اللہ علیہم سے عذابِ قبر کا دیکھنا اور سننا ثابت ہے۔[8] کھلے فتنوں سے ظاہری اعضاء کے گناہ اور چھپے فتنوں سے دل کے گناہ مراد ہیں مثلاً بد عقیدگیاں' حسد و کینہ و تکبر وغیرہ مطلب یہ ہے کہ ان تمام برائیوں سے پناہ طلب کرو کہ جو عذابِ دوزخ و قبر کا سبب بن سکتی ہیں۔[9] حدیثِ پاک نمبر (۴) کے تحت اس کا مُفصّل بیان گزر چکا۔

مدنی پھول :۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل ہدایت کے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) خچر پر سوار ہونا بھی سنت ہے۔

(۲) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قُربِ مبارک کی برکت اور اِذنِ الٰہی عزوجل سے بعض اوقات جانوروں تک پر غیبی اُمور مُنکَشِف ہو جاتے ہیں۔(تو پھر محبوبِ خدا عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر مُطّلع ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے)

(۳) مشرکین کو عذابِ قبر میں مُبتلاء کیا جاتا ہے۔

(۴) عذابِ قبر حق ہے اور بے حد دہشت ناک ہے۔

(۵) مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم غیبی امور کے ظاہر کرنے پر قادر ہیں لیکن بعض مصلحتوں کی بناء پر بعض اوقات اپنی اس قدرت کا اظہار نہیں فرماتے۔

(۶) عذابِ دوزخ، عذابِ قبر، ظاہری باطنی گناہوں میں مبتلاء ہونے اور فتنۂ دجال سے پناہ مانگنا سنتِ سرکار و صحابہ (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم) ہے۔

(۷) مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہے کہ آپ کی امت ان چیزوں سے پناہ طلب کرے۔

(۸) اجتماعی دُعا مانگنا سنتِ مبارکہ ہے۔

(۹) استاد و شیخ و عالم دین کا شاگرد و مرید و عوام سے ان چیزوں سے پناہ طلب کرنے کیلئے کہنا سنت ہے۔

(الحمد اللہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کی برکت سے اجتماعی دعا اور مندرجہ بالا چیزوں سے پناہ طلب کرنے کی سنت پر عمل کرنا اور ایسے اعمال پر قادر و عامل ہو جانا بے حد آسان و ممکن ہے کہ جو دوزخ و عذابِ قبر سے نجات دلوانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں، جیسا کہ عموماً مشاہدہ کیا جاسکتا ہے)

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی خچر پر سواری کی سنت بھی ادا کی؟

(۲) کیا آپ عذابِ نار و قبر اور فتنۂ گناہ و دجال سے پناہ طلب کرتے ہیں؟

(۳) کیا آپ نے قبر و نار کے عذاب سے بچنے کیلئے ظاہری باطنی گناہوں سے پرہیز کیا؟ یا گناہ کر کر کے 'ان دہشتناک و خوفناک اور عقلوں کو سلب کر لینے والے عذابوں کیلئے خود کو تیار کیا ہوا ہے؟

(۴) کیا آپ اجتماعی دعا میں سنت کی ادیگی کی نیت سے شرکت فرماتے

ہیں؟

دُعا :۔

اے مالک و مولیٰ عزوجل! ہمیں عَشَرَہ مُبَشَّرہ رضی اللہ عنہم کے صدقے موت سے پہلے پہلے' عذابِ قبر و نار سے بچانے والے اعمال اختیار کرنے' اجتماعی دعا میں شریک ہونے اور مندرجہ بالا چیزوں سے بار بار پناہ مانگنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ و سلم

حدیث پاک نمبر (27)

" تَورَیت کا نُسخَہ "

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں توریت کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و سلم! یہ توریت کا نسخہ ہے [1] حضورِ انور (صلی اللہ علیہ و سلم) خاموش رہے [2] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھنا شروع کر دیا [3] رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کے چہرۂ انور (کا رنگ غضب کی وجہ سے) بدلنے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے فرمایا تمہیں رونے والی روئیں [4] تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے چہرۂ مبارک کا حال نہیں دیکھتے [5] ؟" (یہ سُنکر) حضرت عمر فاروق نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے رخِ پُر نور کی طرف دیکھا تو عرض کی "میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے غضب سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ عزوجل کے ربّ ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے نبی ہونے سے راضی ہیں [6] " تب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا "اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی جان ہے' اگر موسیٰ علیہ السلام آج ظاہر ہو جائیں اور

تم ان کی پَیرَوِی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے ۷، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے ۸ اور میرا زمانہ نُبوت پاتے تو ضرور میری پَیرَوِی کرتے ۹۔ (دارمی)

راوی :۔

آپ کی کُنیت ابو عبداللہ ہے' آپ انصاری ہیں۔ مشہور صحابی اور بہت بڑے مُحدِّث ہیں' بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے' تقریباً ۱۸ غزوات میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ آخری عمر میں شام و مِصر میں قیام رہا' آپ سے خلقِ کثیر نے احادیث روایت کیں۔ مدینہ منورہ میں ۹۴ سال کی عمر میں ۷۴ ھ میں اِنتِقال ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے مدینے میں سب سے آخر میں آپ ہی کا وصال شریف ہوا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

وضاحت :۔

۱ عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ہمیں اسکے مطالعے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں تاکہ سابقہ امتوں کی خبروں اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر مطلع ہو جائیں۔ ۲ یہ خاموشی ناراضگی کی تھی نہ کہ اجازت دینے کی۔ ۳ یہ گمان کر کہ یہ سکوت 'اجازت اور رضا کی علامت ہے۔ ۴ حقیقت میں یہ موت کی دعا ہے، لیکن اہل عرب اسے اپنے محاورات میں صرف اظہارِ غضب کے لیے استعمال کرتے ہیں، اسکے حقیقی معنیٰ کا قصد نہیں کیا جاتا۔ ۵ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ کاغذوں کی جانب تھی، جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، چہرۂ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ رہے تھے۔ ۶ یہ الفاظ جلال مبارک کو کم کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لیے تھے۔ ۷ یعنی گمراہ ہو جاؤ گے کیونکہ اب ہدایت صرف اور صرف ھادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں منحصر ہے۔ ۸ یعنی ظاہری دنیا میں کیونکہ تمام انبیاء علیھم السلام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں جیسا کہ "ابن ماجہ" میں ہے کہ "ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیھم السلام کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے، لہٰذا اللہ عزوجل کے نبی علیھم السلام زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔" ۹ کیونکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا ہے۔ "اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیھم السلام سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا وعدہ لیا ہوا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے " وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط اور یاد کرو کہ جب اللہ (عزوجل)

نے پیغمبروں سے انکا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا۔ (ترجمہ کنز الایمان پ۳ ال عمران ۸۱) یہی وجہ ہے کہ شبِ معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے' آپ ہی کے طریقے کے مطابق نماز ادا فرمائی۔

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ کریمہ سے یہ بابرکت مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) ہر ایسی تحریر کا پڑھنا کہ جس سے گمراہی اور خرابیٔ ایمان کا اندیشہ ہو' سخت ممنوع اور اللہ عزّوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ناراضگی کا سبب ہے۔ (یہی حکم ہر اس شخص کی صحبت اختیار کرنے کا ہے کہ جو گمراہی کی طرف لے جانے والا ہو۔ یونہی ہر وہ اجتماع وجلسہ کہ جو بربادیٔ ایمان کا باعث بنے' اس میں شرکت حرام ہے۔ اس سے وہ اسلامی بھائی عبرت حاصل کریں کہ جو اپنے نفس پر اعتماد کر کے ہر قسم کی تحریر پڑھتے' کیسٹیں سنتے اور اجتماعات میں شرکت کرتے نظر آتے ہیں اور جب انہیں سمجھایا جائے تو کہتے ہیں کہ 'جی ہمیں تو خود پر بہت اعتماد ہے ہمارا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔" وہ غور کریں کہ جب مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رہنے والے ایک چہیتے صحابی (رضی اللہ عنہ) کو توریت پڑھنے سے سختی سے منع فرمایا تو آپ اور میں کس شمار میں ہیں اور ہمیں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔" ایسے اسلامی بھائی اپنے اطراف میں سرسری طور پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ بے شمار بدمذہب و مُرتدین ایسے ہیں کہ جو پہلے یہی جملے کہا کرتے تھے' لیکن پھر آہستہ آہستہ بری صحبت نے ان کے ارادے کی مضبوطی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور آج' وہی غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے اور نامِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر گردن کٹوانے کیلئے تیار رہنے والے' ہر وقت معاذ اللہ (عزّوجل) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات وصفات میں نقائص تلاش کرنے میں مشغول ہیں اور ان کی زبانیں ہر گھڑی صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے کمالات وکرامات

کاانکار کرتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ بھولے سے بھی نہ توکسی گمراہ کی تحریر پڑھیں، نہ کیسٹ سنیں اور نہ ہی ان کے اجتماعات میں شرکت کریں۔ اگر آپ تحریر پڑھنا ہی چاہیں تو امیر دعوتِ اسلامی اور علماءِ اہلسنّت رحمھم اللہ علیھم کی کتابیں اور رسالے پڑھیے۔ کیسٹیں سننا چاہتے ہیں تو تقریباً سینکڑوں موضوعات پر امیر دعوتِ اسلامی مدّظلّہُ العالی کے بیانات کی کیسٹیں موجود ہیں، انہیں سنیئے اور اگر اجتماع میں شرکت کو دل چاہے تو اپنے شہر میں منعقد ہونے والے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں شرکت فرمایئے اور اگر کسی بڑے اجتماع میں جانا پسند فرمائیں تو ہر سال ملتان شریف میں منعقد ہونے والے دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع میں تشریف لایئے، ان شاء اللہ (عزوجل) آپ کو ایمان کی حفاظت و مضبوطی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت وافر مقدار میں حاصل ہوگی۔)

(۲) اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غضب ناک ہونا شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۳) گفتگو میں مُحاوَرات کا اِستعمال، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنتِ کریمہ ہے۔

(۴) مُحاوَرات سے ان کے ظاہری معنیٰ کا قصد نہیں کیا جاتا۔

(۵) اَصحابِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اور اس کی ناراضگی، اِن کی ناراضگی میں پوشیدہ ہے۔

(۶) استاد یا شیخ کے ناراض ہوجانے پر ایسے کلمات ادا کرنا کہ جن سے ان کا جلال کم ہوجائے اور وہ راضی ہوجائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

(۷) سردارُ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۸) اب تا قیامت مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیروی کرنی ہوگی اسی

میں نجات ہے۔ چنانچہ اب اگر اصلی توریت و انجیل مل جائیں (کیونکہ موجودہ توریت و انجیل میں بے شمار تحریفیں ہو چکی ہیں) بلکہ خود توریت و انجیل کو حاصل فرمانے والے نبی علیہم السلام (یعنی حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام) بھی تشریف لے آئیں تب بھی ہدایت کا حصول صرف اور صرف مُرشدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہی ہو گا۔

(۹) پچھلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ بھی ممنوع ہے۔ (اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کتابوں کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں کیا گیا تھا چنانچہ اب یہ کتابیں بعینہ اس شکل میں موجود نہیں کہ جس طرح اللہ (عزوجل) نے انہیں نازل فرمایا تھا بلکہ ان میں فاسد اغراض کیلئے بے شمار تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ توریت کے بارے میں قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ؕ تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اسکے عوض تھوڑے دام حاصل کریں۔"

(ترجمہ کنزالایمان پ البقرہ ۷۹)

شانِ نزول: ۔جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت اور رؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہو گیا کہ ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائے گی کیونکہ توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں، جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مطابق پائیں گے فوراً ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء و رؤساء کو چھوڑ دیں گے، اس اندیشے سے انہوں نے توریت میں تحریف و تغیر کر ڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا۔ مثلاً توریت میں آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوبرو ہیں، بال خوبصورت، آنکھیں سُرمگیں، قد درمیانہ ہے۔" اس کو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ "وہ بہت دراز قامت ہیں آنکھیں کنجی نیلی بال الجھے ہیں۔" یہی عوام کو سناتے، یہی کتابِ الٰہی (عزوجل) کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس

کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے، ہمارے گرویدہ رہیں گے، ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔" (تفسیر خزائن العرفان)

اور انجیل بھی جسے بائیبل بھی کہتے ہیں، تحریف سے محفوظ نہ رہی۔ اس میں تحریفات کے وجود کا اندازہ اس بات سے لگانا بے حد آسان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اصل کتاب میں تحریفات کا سلسلہ شروع ہوا اور اس طرح تقریباً ۳۳ اناجیل معرضِ وجود میں آگئیں جن کے نام یہ ہیں (۱) انجیل طفولیت جو متی نے لکھی۔ (۲) انجیل اول و دوم طفولیت نوشتہ توما، (۳) انجیل متی آز (۴) انجیل فلپ (۵) انجیل بارتھامی لوسی (۶) انجیل توما (۷) انجیل مرقس (مصریوں کی) (۸) انجیل برناباس (۹) انجیل لوقا (۱۰) انجیل میت (۱۱) انجیل تھیڈائس (۱۲) انجیل پال (۱۳) انجیل بی لیڈس (۱۴) انجیل یہودیہ (۱۵) انجیل ناصرین (۱۶) انجیل جوڈاس (۱۷) انجیل ٹاٹیاں (۱۸) انجیل ولن ٹینس (۱۹) انجیل اپلس (۲۰) انجیل سی تھینس (۲۱) انجیل ولادتِ مریم۔ (۲۲) انجیل کاملیٹ (۲۳) انجیل مارشین (۲۴) انجیل سرنتھس (۲۵) انجیل جوڈ (۲۶) انجیل پطرس۔ (۲۷) انجیل اندریاہ (۲۸) انجیل یعقوب (۲۹) انجیل نیوتودیمیا۔ (۳۰) انجیل ایبانی (۳۱) انجیل الکارٹیٹس (۳۲) انجیل یوحنا (۳۳) انجیل دوم یوحنا۔ اب موجودہ دور میں ۴ اناجیل موجود ہیں باقی سب کو مسترد کر دیا گیا۔ (۱) متی کی انجیل (۲) مرقس کی انجیل (۳) لوقا کی انجیل (۴) یوحنا کی انجیل۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں کتابیں تبدیلی سے محفوظ نہیں چنانچہ عقلمندی اور دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ اب ہدایت کسی ایسی کتاب سے ہی حاصل کی جائے کہ جو ہر قسم کی خرابی سے پاک و صاف ہو اور وہ کتاب صرف و صرف قرآنِ پاک ہے۔ اس کے بعینہ سابقہ شکل پر اب تک موجود ہونے پر قوی ترین دلیل یہ ہے کہ اس کی حفاظت کا وعدہ، خود اللہ عزّوجل کی جانب سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان پ۱۴)

الحجر'۹) تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ پاک کے تحت ہے "یعنی تحریف و تبدیل و زیادتی و کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں' تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغییر و تبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے' اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن پاک ہی کی ہے' دوسری کسی کتاب کو یہ باتِ میسّر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے' ایک یہ کہ قرآنِ کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے' ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو' ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفّار باوجود کمال عداوت کے اس مقدس کتاب کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

مُحاسبہ :۔

(۱) آپ اللہ (عزوجل) اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر ممنوع قسم کی تحریریں تو نہیں پڑھتے ؟ ایسی کیسٹیں تو نہیں سنتے ؟ ممنوع اِجتماعات میں شرکت کر کے دُشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں اضافے کا سبب تو نہیں بنتے ؟

(۲) کیا کبھی آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بھی اظہارِ غضب کیا ؟

(۳) حکیمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور منع کرنے کے باوجود آپ سابقہ کُتبِ سَماوِیہ (یعنی پچھلی آسمانی کتابوں) کا مطالعہ تو نہیں کرتے ؟

(۴) دورانِ گفتگو کبھی آپ نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت کی نیت سے محاورات کا استعمال کیا ؟

دُعا :۔

اے ہمارے پیارے ربّ (عزوجل) ! ہمیں بَیعتِ رضوان میں حاضر ہونے والے جاں نثار اَصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے صدقے ممنوع تحریریں

پڑھنے سے بچنے، پچھلی کتابوں کے مطالعے کا شوق تک اپنے دلوں سے دور کرنے، تیری رضا کی خاطر غصہ کرنے اور کبھی کبھی دورانِ گفتگو سنّت کی نیت سے محاورات کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاهِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (28)

"بکری کے بازو"

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک بکری ھدِیۃً بھیجی گئی۔ آپ نے اسے (پکانے کیلئے) ہانڈی میں ڈال دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اے ابورافع (رضی اللہ عنہ)! یہ کیا ہے؟" عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یہ بکری ہے جو ہمیں ھدِیۃً ملی تھی میں نے اسے ہانڈی میں پکالیا ہے[1]" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے (کھانے کیلئے اس کا) بازو دے دے[2]" (فرماتے ہیں) میں نے بازو پیش کر دیا۔ (آپ نے اسے تناول فرما کر) پھر ارشاد فرمایا کہ دوسرا بازو بھی دے دے۔" میں نے دوسرا بھی پیش کر دیا۔" پھر فرمایا "مجھے اور بازو بھی دے۔" میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بکری کے تو دو ہی بازو ہوتے ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ اگر تو خاموش رہتا تو جب تک خاموش رہتا، مجھے بازو کے بعد بازو دیتا ہی رہتا[3]" پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی اور اپنی انگلیوں کے کنارے دھوئے[4]، پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی، پھر واپس تشریف لائے تو ان کے پاس ٹھنڈا گوشت پایا، آپ نے کھایا، پھر مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی[5] اور آپ نے اس (مرتبہ) پانی کو چھوا بھی نہیں[6]" (مسندِ امام احمد)

راوی :۔

قولِ مشہور کے مطابق آپ کا نام اسلم ہے۔ آپ کی کُنیت (ابورافع) آپ کے نام پر غالب ہے۔ آپ قبطی ہیں۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، پھر انہوں نے

آپ کو مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا۔ جب آپ نے مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی تو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کر دیا تھا۔ آپ غزوۂ اُحُد اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔

وضاحت :۔

[1] پوری تفصیل اس لئے بیان فرمائی کہ ہو سکتا ہے مدنی داتا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بارے میں دریافت فرمانا کسی مسئلے کے سمجھانے کے لئے ہو۔ چنانچہ تمام تفصیل سے آگاہ کرنا مناسب سمجھا۔ [2] یہ سوال ناجائز نہیں' سوال وہی ناجائز ہے کہ جس میں ذلت ہو۔ "بازو کا گوشت آپ کو اس لئے پسند تھا کہ یہ جلدی پک جاتا ہے اور نرم و لذیذ ہوتا ہے۔ [3] یعنی مُعجزے کے طور پر عالم غیب سے بازو آتے ہی چلے جاتے۔ [4] تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ کھانے کے بعد پورے ہاتھ دھونا واجب و ضروری نہیں اگر صرف انگلیوں کے آلودہ کنارے ہی دھو لئے جائیں تو بھی کافی ہے' یعنی یہ عمل بیانِ جواز کیلئے ہے ورنہ کھانے کے اوّل و آخر دونوں ہاتھ دھونا سنت ہے۔" [5] غالباً پہلے نفل تھے' دوسری مرتبہ فرض۔ "یا دونوں نفل نمازیں تھیں اور آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کے حصول کے شکرانے کے طور پر ادا فرمایا تھا۔ [6] نہ ہاتھ اور منہ دھونے کیلئے نہ وضو کیلئے۔" یہ بھی بیانِ جواز کیلئے ہے۔

مدنی پھول :۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل بیش قیمت مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) هَدِيَّہ قبول کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنت ہے۔

(۲) غلاموں' دوستوں' شاگردوں یا مریدوں سے بے تکلفی سے سوال کرنا جائز اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ (سگِ عطار نے امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ' العالی کو اس سنت پر بارہا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ویسے تو آپ حتی الامکان سُوال سے گُریز فرماتے ہیں اور اس مُعاملے میں بے حد محتاط ہیں اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہی رہتے ہیں' یہاں تک کہ اگر کبھی بیان کیلئے تشریف لے جانا چاہیں تو اپنی ہی سواری پر جاتے ہیں' کسی سے اس کا مُطالَبہ نہیں فرماتے اور ہر مقام پر اپنی پانی کی بوتل بھی پاس ہی رکھتے ہیں

تا کہ پانی کیلئے بھی سُوال نہ کرنا پڑے۔ لیکن کبھی کبھی غالباً اس سنت کی ادائیگی اور سامنے والے اسلامی بھائی کا دل خوش کرنے کیلئے کسی چیز کی فرمائش بھی کر دیتے ہیں' دیکھا گیا ہے کہ آپ کی فرمائش سن کر اسلامی بھائی بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور اسے فوراً پورا کرنے کو اپنے لئے بہت بڑی سعادت تصور کیا جاتا ہے۔)

(۳) بکری کے بازو کا گوشت مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور اسے کھانا سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۴) جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ عزوجل کی عطا سے اس بات پر قادر ہیں کہ جب چاہیں' جو چاہیں' جتنی مقدار میں چاہیں' غیب کے خزانوں سے حاصل فرمالیں۔

(۵) جب بزرگوں کا دریائے فیض جوش پر ہو تو ایسے مَوقع پر انکار یا شک و شبہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بغیر سوچے سمجھے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے' ورنہ سلسلہ فیضِ مُنقطع ہو جاتا ہے۔

(۶) کھانے کے شُروع و آخِر میں ہاتھ دھونا سنّت ہے' لیکن کبھی کبھی صرف آلودہ مقام دھونا بھی جائز ہے۔

(۷) کھانے کے بعد کلی کرنا سنّت ہے۔

(۸) گرم و ٹھنڈا کھانا کھانا سنّت ہے۔ (گرم و ٹھنڈے سے مراد ایسا نہیں کہ جو نقصان کا سبب بنے)

(۹) اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کے حُصُول کے بعد زبان سے اس کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ' کبھی کبھی شکرانے کے طور پر کچھ عبادت بھی کر لینا سنّت ہے۔

(۱۰) کوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی کھانے کے بعد تازہ وضو کرنا ضروری ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی سنت کی نیت سے ہدیۂ قبول کیا؟

(۲) کیا آپ نے کبھی کسی دوست وماتحت سے بے تکلفی سے فرمائش کر کے سنت پر عمل کی سعادت حاصل کی؟

(۳) کیا کبھی آپ نے جانور کے بازو کا گوشت سنت کی نیت سے کھایا؟

(۴) آپ بزرگوں کی خدمت میں زبان ودل سنبھال کر بیٹھتے ہیں' یا بے موقع کلام کر کے دروازہ فیض بند کر دیتے ہیں؟

(۵) کیا آپ کھانے کے اول وآخر ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کی سنت پر عامل ہیں؟

(۶) کیا گرم یا ٹھنڈا کھانا کھاتے وقت آپ نے کبھی سنت کی ادائیگی کی نیت کی؟

(۷) کیا آپ نے کسی نعمت کا شکر' عبادت کے ذریعے بھی ادا کیا؟

دُعا :۔

اے ربِ سرکار عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کرام کے صدقے میں ہدیۂ قبول کرنے' کبھی کبھی فرمائش کرنے بازو کا گوشت اور گرم ٹھنڈا کھانا کھانے' بزرگوں کے سامنے بولنے میں احتیاط کرنے' کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونے کلی کرنے اور کبھی کبھی عبادت کے ذریعے شکر ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (29)

"اِسلامی بہنوں کا اِجتماع"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مرد آپ کی اَحادیث لے گئے[1] ہمیں بھی اپنی

ذات مبارک سے ایک دن عطا کیجئے[2] کہ ہم اس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں تاکہ آپ ہمیں اس میں سے کچھ سکھائیں جو اللہ عزوجل نے آپ کو سکھایا[3]۔" مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم فُلاں فُلاں دن فُلاں فُلاں مقام پر جمع ہو جایا کرو[4]۔" چُنانچہ عورتیں اس جگہ جمع ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم میں سے انہیں بھی سکھایا۔ پھر فرمایا تم میں سے جو بھی عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے[5] تو وہ بچے اس کے لئے آتشِ دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے[6]۔" (یہ سنکر) ان میں سے ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! یا دو بچے آگے بھیجے ہوں؟" یہ سوال اس نے دو مرتبہ دہرایا، تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا! (ہاں) دو بھی، دو بھی، دو بھی[7]۔" (بخاری)

راوی:

ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حدیث پاک نمبر ۷ ۳ کے تحت موجود ہیں۔

وضاحت:۔

[1] یعنی وہ تو ہر وقت آپ کی صحبتِ پاک میں موجود رہنے کی وجہ سے، آپ کے کلامِ پاک سے فیوض وبرکات حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ہم لوگ گھریلو مصروفیات کی بناء پر خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے سے قاصر ہیں۔ [2] مہینے میں یا ہفتے میں۔ [3] یعنی علم دین۔ [4] یعنی کسی کے گھر وغیرہ میں۔ [5] یعنی اس کے سامنے اس کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی موت پر صابر وشاکر رہے، یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے بچوں کو قتل کر دے۔ [6] یعنی وہ بچے بروز قیامت اپنے ماں باپ کیلئے سفارش کریں گے، جیسا کہ ابنِ ماجہ میں ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کچا بچہ اپنے ربّ (عزوجل) سے جھگڑے گا، جبکہ اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کو آگ میں داخل کرے گا تو فرمایا جائے گا کہ اے اپنے ربّ (عزوجل) سے جھگڑنے والے بچے! اپنے ماں باپ کو جنّت میں لے جا۔" تو وہ انہیں اپنی نارو (نال جس کو دائی جنائی ولادت کے وقت بچے کی ناف سے کاٹتی ہے) سے کھینچے گا حتی کہ انہیں جنّت میں داخل کر دے گا۔" [7] بعض احادیثِ مبارکہ میں ایک بچے کیلئے بھی یہی فضیلت بیان کی گئی ہے۔" آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تین مرتبہ کلمات کو ادا فرمانا اپنی بات کو اچھی طرح سمجھانے،

حفظ کروانے اور تاکید کیلئے ہے۔

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ کریمہ سے یہ پیارے پیارے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) عالم واستاد و شیخ کی خدمت میں حصولِ علم کی خواہش کا اظہار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

(۲) نیکیوں اور آخرت کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش رکھنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

(۳) علم دین و تبلیغ وغیرہ کیلئے کوئی دن مقرّر کرنا سنتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف، بارہویں شریف، تیجہ، دسواں، چالیسواں اور بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ کیلئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ان میں بھی تبلیغِ دین ہوتی ہے۔")

(۴) صرف اسلامی بہنوں کیلئے ہی وعظ و نصیحت کرنا جائز و سنت ہے۔ (بشرطیکہ پردے میں رہ کر کی جائے) (دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع میں اسلامی بہنوں کیلئے ایک خصوصی بیان کیا جاتا ہے، جس کی برکت سے مندرجہ بالا سنت بھی ادا ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ عزوجل)

(۵) اسلامی بہنوں کا سنتیں سیکھنے کیلئے کسی مخصوص دن میں کسی مخصوص مقام پر جمع ہونا جائز اور صحابیاتِ رسول رضی اللہ عنہن کی سنتِ مبارکہ ہے۔ (الحمد للہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول میں اس سنت پر بھی استقامت سے عمل کیا جاتا ہے، جس کے لئے کراچی سطح پر اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار اجتماع ہر اتوار کے دن سبزی منڈی پر واقع دعوتِ اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ میں منعقد ہوتا ہے، اس کے علاوہ پاکستان بھر کے تقریباً ہر شہر میں مختلف مقامات پر اسی قسم کے اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں۔)"

(۶) عاجزی و انکساری و اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کبھی کبھی استاد کا

اپنے شاگردوں کے پاس جاکر انہیں علمی دولت سے سیراب کرنا بھی سنّت ہے۔(ویسے ادب یہی ہے کہ طالبِ علم خود چل کر استاد کے پاس آئے۔اس کے بارے میں تفصیل سے جاننے کیلئے سگِ عطّار کی تصنیف "اَلمتعلِّم" کا مطالعہ ضرور فرمایئے)

(۷) جس اسلامی بہن کے تین یا دو بچے (اور بعض روایات کے مطابق ایک بھی) فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر و شکر سے کام لے تو ان شاءَ اللہ عزّوجل اسے جہنّم سے آزادی اور جنّت میں داخلہ عطا کیا جائے گا۔

(۸) اللہ عزّوجل کی عطا سے ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مُختار ہیں، جس فَرَعی حکم میں چاہیں، جتنی چاہیں ترمیم و تبدیلی فرما سکتے ہیں۔

(۹) کبھی کبھی اپنی بات کو اچھی طرح ذہن نشین کروانے کیلئے تین مرتبہ دُہرا دینا بھی سنت کریمہ ہے۔

(۱۰) کسی مناسب فائدے کے حصُول کی نیت سے کسی بات کو ایک سے زیادہ بار بیان کرنا فضُول گوئی میں داخل نہیں۔

(۱۱) اسلامی بہنوں کا پردے میں رہ کر کسی اسلامی بھائی کا بیان سننا جائز اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی سنّتِ مبارکہ ہے۔ (ماحول سے وابستہ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس سلسلے میں مرکز کی ہدایات کے مطابق عمل فرمائیں)

مُحَاسَبَہ :۔

(۱) کبھی آپ نے کسی صاحبِ علم اسلامی بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر علمِ دین کے حصُول کی خواہش کا اظہار کیا؟ یا خواہش کا اظہار کرتے ہوئے سنّت کی ادائیگی کی نیت کی؟

(۲) کیا آپ دوسرے اسلامی بھائیوں سے نیکی کے کاموں میں آگے بڑھ جانے کی خواہش رکھتے ہیں؟ کیا اس کے لئے کوئی عملی کوشش کی؟

(۳) اگر کچھ اسلامی بہنیں پردے میں رہ کر آپ کا بیان سن رہی ہوں (مثلاً

چوک اجتماع کے مَوقع پر یا جمعہ کی نماز سے پہلے بیان یا سالانہ اجتماع وغیرہ میں) تو کیا آپ سنّت کی نیت کو حاضر رکھتے ہیں؟

(۴) کیا آپ نے اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کا ذہن بنایا کہ وہ کسی اسلامی بھائی کا بیان سنتے ہوئے سنّت کی نیت کر لیا کریں؟

(۵) کیا آپ کے گھر کی اسلامی بہنیں' دعوتِ اسلامی کے اِجتماعات میں صحابیاتِ معظّمہ رضی اللہ عنہن کی سنّت کی ادائیگی کی نیت سے شرکت فرماتی ہیں؟ (فی زمانہ جبکہ بدمذہبوں نے اس طرز پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے' اس کی اہمیّت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔)"

(۶) کیا کبھی آپ نے اعلٰی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی بظاہر کم تر اسلامی بھائی کے پاس جاکر اسے علمِ دین سکھایا؟

(۷) کیا آپ نے (بالفرض) اپنے کسی بچے کے مرنے پر صبر و تحمل کے ذریعے جنّت میں داخلے کیلئے عملی کوشش کی؟ اگر خدانخواستہ بے صبری و شکوہ شکایت کا اظہار کیا تھا تو کیا اس سے خلوصِ دِل کے ساتھ توبہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں؟

دُعا :۔

اے ہمارے مالکِ کریم عزّوجل! ہمیں بَیعتِ عُقبہ میں حاضر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے میں علمِ دین سیکھنے کیلئے خواہش کا اظہار کرنے' نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے کا جذبہ دل میں پیدا کرنے' اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں لے جانے' کبھی کبھی عاجزی میں اضافے کیلئے خود جاکر علمِ دین سکھانے اور (بالفرض) بچّوں کے وفات پا جانے پر صبر و تحمل سے کام لینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (30)

"شیطانی آواز"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو عورتیں رونے لگیں [1]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے [2] تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ سے ہٹادیا اور فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) (انہیں) چھوڑ دو [3]"۔ پھر عورتوں سے فرمایا "تم شیطانی آواز سے بچنا [4]"۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے [5] اور جو "ہاتھ اور زبان" سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے [6]۔" (مُسندِ امام احمد)

راوی :۔

آپ کا ذکرِ پاک 'حدیثِ پاک نمبر (۱۴) کے تحت گزر گیا۔

وضاحت :۔

[1] غم کی وجہ سے۔ [2] یعنی مارنے کا ارادہ فرمایا (جیسا کہ ایک دوسری حدیثِ پاک سے ثابت ہے) اور یہ ارادہ اس لئے فرمایا کہ یا تو اس وقت تک آپ کو بکاء (یعنی بغیر آواز کے رونے) اور نَوحہ (تعریف آگے آرہی ہے) کا فرق معلوم نہ تھا چنانچہ آپ نے بکاء کو نَوحہ کی طرح حرام گمان کر کے منع فرمانا چاہا "یا پھر یہ مسئلہ تو آپ کو معلوم تھا لیکن صرف یہ سوچ کر منع کرنے کا ارادہ فرمایا کہ ابھی تو صرف رو رہی ہیں' کچھ دیر بعد نوحہ بھی شروع کر دیں گی لہذا انہیں پہلے ہی روک لینا مناسب ہے۔" [3] یعنی نہ روکو کیونکہ صرف آنسوؤں سے رونا جائز اور فطرتی تقاضا ہے' نیا نیا صدمہ ہے' آہستہ آہستہ خود بخود صبر آجائے گا۔ [4] یعنی مَیّت کی خوبیاں خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور بلند آواز سے رونا۔ [5] یعنی دل کا غمگین ہونا اور اس غم کے باعث بغیر آواز کے صرف آنسوؤں سے رونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور رحمت و رقتِ قلبی کی علامت ہے۔ [6] "ہاتھ سے ہو" کا مطلب ہے کہ گریبان پھاڑنا' منہ نوچنا' بال کھولنا' سر پر خاک ڈالنا' سینہ پیٹنا' ران پر ہاتھ مارنا وغیرہ۔ (کیونکہ یہ سب اَفعال حرام و ممنوع ہیں)۔ "اور "زبان سے ہو" کا مطلب وہی ہے جو پہلے گزرا۔

مدنی پھول :۔

اس حدیث پاک سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) کسی برائی کو "طاقت و قوت سے روکنے پر قدرت حاصل ہونے کی صورت میں" ہاتھ سے روکنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

(۲) کسی کے مرنے پر غم کی وجہ سے بغیر آواز کے صرف آنسوؤں سے رونا جائز اور علامتِ رحمت ہے۔

(۳) مَیّت پر نَوحہ کرنا حرام اور شیطان کو مُداخلت کی بِناء پر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "نَوحہ یعنی مَیّت کی خوبیاں خوب مُبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز کے ساتھ رونا بالا جماع (یعنی علماء کے اتفاق کے ساتھ) حرام ہے۔"

(۴) غم شدید کے باوجود شرعی احکام پر توجہ رکھنا غمخوارِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (وہ اسلامی بھائی اور بہنیں درسِ عبرت حاصل فرمائیں کہ جو ایسے مواقع پر اپنے آپ کو شرعی پابندیوں سے بالکل آزاد تصور کرتی ہیں لہذا دیکھا گیا ہے کہ نہ تو نمازوں کی کچھ فکر ہوتی ہے نہ ہی پردے کا کچھ خیال۔ اور نوحہ کرنا تو معاذ اللہ خود پر لازم تصور کیا جاتا ہے اور اس پر المیہ یہ کہ اگر کوئی بے چارہ انہیں سمجھانے کی کوشش کرے تو سب کے سب اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور بعض اوقات تو کلماتِ کفر بکنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

مُحاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی قدرت پاتے ہوئے کسی کو برائی سے بذریعۂ قوت، منع کرنے کی کوشش کی؟

(۲) آپ نے کسی عزیز و رشتہ دار کے مرنے پر نوحہ تو نہیں کیا؟ (اگر کیا ہو تو فوراً توبہ کر لیں کیونکہ نہ معلوم کب موت آجائے' اگر خدانخواستہ توبہ سے پہلے ہی موت آگئی تو انجام بڑا دردناک ہے جیسا کہ (i) مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر ایک لباس قطِران (یعنی تارکول) کا ہوگا اور ایک خارِش (یعنی کھجلی) کا۔ (مسلم) (ii) مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (کسی کے مرنے پر) منہ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری مسلم) (iii) رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (کسی کے مرنے پر) سر منڈائے اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بَرِی ہوں۔ (مسلم)

(۳) کیا آپ نے اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو نوحہ سے منع کیا؟

(۴) کیا غم کے وقت آپ شرعی احکام ملحوظ رکھتے ہیں یا ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر "خلافِ شرع کام کرنا" "اور سمجھانے والے کو برا بھلا کہنا" شروع کر دیتے ہیں؟

دُعا:۔

اے ہمارے خالق و مالک عزّوجل! ہمیں غزوۂ اُحُد میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے وسیلے سے برائی کو مٹانے' نوحہ سے بچنے اور اس پر توبہ کرنے اور شدید غم میں بھی تیری اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (31)

"بارش میں برَکت"

حضرت انَس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ا کہ بارش برسنا شروع ہو گئی تو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے جسمِ اَطہر سے کپڑا ہٹا لیا[2]' یہانتک کہ آپ کے بدنِ اَقدس پر کچھ بارش پہنچ گئی۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے یہ کیوں کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "اس لئے کہ یہ ابھی ابھی اپنے ربّ عزّوجل کے پاس سے آرہی ہے[3]" (مسلم)

راوی :۔

حضرت اَنَس بن مالک بن نَضر انصاری خَزرَجی نجّاری' مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے میں آمد کے بعد' ۱۰ سال تک خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ آپ کی والدہ نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اپنے اس چھوٹے خادم کیلئے اللہ تعالٰی سے دعا فرمایئے "محبوبِ ربّ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ عزّوجل! اس کے مال و اولاد میں برکت عطا فرما' اس کی عمر طویل کردے اور اس کے گناہ بخش دے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری نسل میں سے اٹھانوے (۹۸) افراد میرے سامنے دفن کیئے گئے' میرے باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل آتا تھا' میں اتنا عرصہ زندہ رہا کہ زندگی سے اُکتا گیا ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ چوتھی دعا بھی قبول ہو گی۔" آپ کی عمرِ مبارک سو سال سے زائد تھی' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں بصرہ میں ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لوگوں کو فقہ سکھانے کے لئے بصرہ منتقل ہوئے تھے۔

وضاحت :۔

[1] حصولِ برکت و فیض و علم دین کی غرض سے۔ [2] یعنی سینہ مبارک سے یا جسمِ مُطَہّرہ سے [3] یعنی اپنے ربّ عزّوجل کے حکم سے نئی نئی نازل ہوئی ہے اور ابھی کسی بھی دنیاوی گندگی سے آلودہ بھی نہیں لہٰذا یہ پانی بابرکت ہے۔ (یہ فعل اُمت کی ترغیب کیلئے تھا تاکہ وہ اس سنت پر عمل کریں اور اس طرح بارش کے پانی سے خیر و برکت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں)۔

مدنی پھول :۔

(۱) بارش میں نہانا سنت ہے۔(بشرطیکہ نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً بخار کی حالت میں یا سخت سردی میں نہانا۔ اگر کسی ایسے مَوقع پر بارش ہو جائے تو کسی برتن میں یہ پانی محفوظ فرمالیں' عذر کے بعد استعمال کر کے برکات حاصل فرمائیں)۔

(۲) بزرگوں کے اَفعال میں موجود حکمت سے فیضیاب ہونے کیلئے اس کے بارے میں سوال کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ کریمہ ہے۔ (بشرطیکہ مَوقع محل کے مطابق ہو ورنہ خاموشی بہتر ہے)

(۳) بارش کے پانی میں خیر و برکت رکھی گئی ہے لہذا اس سے فیض حاصل کرنا چاہیئے۔

(۴) استاد و شیخ و عالم دین کی صحبت میں حصولِ فیض و علمِ دین کیلئے اکثر حاضر رہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ معظّمہ ہے۔

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ بھی کبھی بارش میں "سنت کی نیت" سے نہائے۔؟

(۲) کیا آپ نے بھی کسی بزرگ سے کوئی نیا فعل سرزد ہو تا دیکھ کر اس میں موجود حکمت کے بارے میں سوال فرمایا؟

(۳) کیا آپ نے بارش کے پانی سے خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے کوئی طریقہ اختیار فرمایا؟

(۴) کیا آپ نے اپنے استاد و شیخ کی خدمت میں اکثر حاضر رہنے کے عادی ہیں؟

دُعا :۔

اے ربِ کائنات عزّ و جل! ہمیں اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے صدقے میں سنت کی نیت سے بارش میں نہانے' بزرگوں کے اَفعال میں موجود حکمت

کے بارے میں سوال کرنے ان کی خدمت میں اکثر حاضر رہنے اور بارش کے پانی سے برکات لوٹنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (32)

"چیونٹی کی دُعا"

حضرت ابوھُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی[۱] (علیہ السلام)، لوگوں کو بارش کی دعا کیلئے باہر لے گئے[۲]، تو انہوں نے ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنے کچھ پاؤں[۳] آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے۔ (یہ دیکھ کر انہوں نے) فرمایا واپس لوٹ چلو کیونکہ تمہاری دعا اس چیونٹی کی وجہ سے قبول کرلی گئی ہے[۴]" (دارقطنی)

راوی:۔

ان راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

وضاحت:۔

[۱] آپ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ [۲] کسی میدان یا جنگل وغیرہ میں۔ [۳] یعنی اگلے پاؤں جو اس کے ہاتھوں کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ [۴] یعنی اس چیونٹی کی دعا کی وجہ سے قبول کرلی گئی ہے۔ "روایت میں ہے کہ وہ ان الفاظ میں دعا مانگ رہی تھی کہ "اے اللہ عزوجل! بے شک ہم تیری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں، تو ہمیں اپنے رِزق میں سے عطا فرما اور ہمیں "انسانوں کے گناہوں" کی وجہ سے ہلاک مت کر۔" (مرقات)

مدنی پھول:۔

اس روایت سے یہ مُنَوَّر مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) سابقہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنا سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۲) بارش و قحط کیلئے اِجتماعی دعا مانگنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

(۳) اس دعا کیلئے آبادی سے باہر جانا بھی سنت ہے۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کو تمام جانوروں کی بولیوں کا علم حاصل تھا۔ اسی کی برکت سے آپ نے چیونٹی کی دعا سمجھ لی تھی۔ "اور اس کی ننھی اور باریک ترین آواز کا اتنے فاصلہ سے سن لینا بھی آپ کے نبوت کے کمالات میں سے ہے۔ نیز آپ کو یہ معلوم ہو جانا کہ چیونٹی کی دعا کی برکت سے حاضرین کی دعا قبول کرلی گئی ہے' آپ کی علمی وسعت اور آپ پر اللہ عزّوجل کی عنایات کی قوی دلیل ہے۔ (جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ شان ہے تو پھر ہمارے آقا مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کا عالم کیا ہوگا؟)

(۵) جانور بھی اللہ تعالیٰ کے ربّ عزّوجل ہونے کو جانتے ہیں اور انہیں بھی یہ شعور حاصل ہے کہ مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ دعا کرنی مفید ہے۔

(۶) اللہ عزّوجل کی عطا سے جانور بھی یہ جانتے ہیں کہ بارش کا نہ ہونا اور قحط سالی "انسانوں کے گناہوں کی نحوست" کی وجہ سے ہے۔

(۷) بعض اوقات اللہ تعالیٰ جانوروں کی دعا کی برکت سے انسانوں کی مصیبتیں دور فرمادیتا ہے۔ (جب جانوروں کی دعا کی یہ برکت ہے تو غور کیجئے کہ پھر انبیاء علیہم السلام' صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ نے کتنی برکت رکھی ہوگی۔)

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے بھی کبھی سنت کی نیت سے دعائے اِستسقاء (یعنی پانی طلب کرنے کی دعا) مانگی؟

(۲) کیا کبھی آپ نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنے کی سنت پر عمل کیا؟

(۳) کیا آپ بھی اپنے گناہوں کی وجہ سے مخلوقِ خدا (عزّوجل) کیلئے قحط سالی کی شکل میں تنگی ودشواری کا سبب تو نہیں بنتے؟

دُعا :۔

اے غفور رحیم رب عزوجل! ہمیں حجۃ الوداع میں شریک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے وسیلہ مبارکہ سے دعائے اِستِسقاء مانگنے' انبیاء علیہم السلام کے ایمان افروز واقعات بیان کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (33)

"تکبُّر کا اَنجام"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ "والنجم" پڑھی تو آپ نے اس میں سجدہ کیا[1] اور ان تمام نے بھی جو آپ کے ساتھ تھے[2] سوائے ایک قریشی بڈھے کے[3] اس نے ایک مٹھی کنکریا مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی سے لگالیا اور بولا میرے لئے یہی کافی ہے[4] "حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعد میں اس بڈھے کو دیکھا کہ "کافر" مارا گیا[5]" (متفق علیہ)

راوی :۔

آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ہذلی اور پرانے مومنین سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ پہلے ایمان لائے۔ مدنی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے' سفر میں آپ کی نعلینِ اقدس' مسواک شریف اور وضو کا برتن مبارک' انہیں کے پاس رہتا تھا۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ اخلاق و عادات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتے جلتے تھے۔ دبلے' دراز قد' گندمی رنگ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت بلکہ خلافتِ عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے پھر بیت المال کے محافظ کی حیثیت

سے مدینہ منوہ تشریف لائے وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات ہوئی، ۶۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔

وضاحت :۔

۱؎ یعنی آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدۂ تلاوت ادا فرمایا۔ ۲؎ یعنی مومنین، مشرکین جن و اِنس وغیرہ نے جیسا کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سورۂ والنجم" میں سجدہ فرمایا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن و انس نے بھی سجدہ کیا۔ (بخاری)" یہاں مسلمانوں نے تو آیتِ سن کر سجدہ کیا اور مشرکوں کے سجدہ کرنے میں کئی اِحتمال ہیں۔ (i) سورۂ نجم میں موجود اپنے بتوں کا ذکر سن کر تعظیماً سجدے میں چلے گئے تھے۔ (سورۂ نجم میں ارشاد ہوا "اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ۝ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ۝ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزّیٰ اور اس تیسری منات کو۔ (ترجمہ کنزالایمان پ۲۸، النجم ۲۱) لات و عزّیٰ و منات بتوں کے نام تھے۔) (ii) اس وقت شیطان نے بتوں کی تعریف کی، مسلمان تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازِ مبارک پر سجدے میں گئے اور کفار شیطان لعین کی آوازِ مکروہ پر" (iii) محبوبِ ربّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ پُر اَثر میں اتنی ہیبت تھی کہ جس سے مرعوب ہو کر تمام کفار فی الفور سجدے میں گر گئے۔ (یہی قول، اگلے مضمون کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے) ۳؎ یہ اُمیّہ بن خلف تھا۔ ۴؎ یعنی غرور و تکبر کی وجہ سے سب کے ساتھ سجدہ کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ ۵؎ یعنی جتنے مشرکین نے اس دن سجدہ کیا ان سب کو دولتِ ایمان سے نوازا گیا جبکہ وہ بوڑھا غرور و تکبر کے باعث اس عظیم نعمت سے محروم رہا اور حالتِ کفر میں ہی غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بیدردی کے ساتھ مارا گیا۔

مدنی پھول :۔

(۱) سورۂ نجم کی تلاوت اور آیتِ سجدہ پر پہنچ کر سجدۂ تلاوت ادا کرنا سنّت ہے۔ (یہاں سجدۂ تلاوت کو سنّت کہنا صرف مندرجہ بالا حدیثِ پاک کی نسبت سے ہے ورنہ دیگر دلائل کی روشنی میں آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے پر سجدۂ تلاوت ادا کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "فَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْھِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ۔ (تو کیا ہوا انہیں (کہ) ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے) (ترجمہ کنزالایمان پ۳۰۔ الانشقاق آیت نمبر ۲۰۔۲۱) (تفسیرِ خزائن

العرفان میں اس آیتِ کریمہ کے تحت ہے "مراد اس سے (یعنی آیت پاک میں مذکور سجدے سے) سجدۂ تلاوت ہے۔ شانِ نزول :۔ جب "سورۂ اِقراء" میں "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" (اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ) نازل ہوا تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا، مومنین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور کفار قریش نے سجدہ نہ کیا، ان کے اس فعل کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی کہ "کفار پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدۂ تلاوت نہیں کرتے۔" مسئلہ :۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ پڑھنے والے، سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے)"

دُرِّ مختار میں ہے "آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سُن سکے۔ سننے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلکہ بلا قصد و ارادہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (سجدۂ تلاوت کے بالتفصیل مسائل جاننے کیلئے بہارِ شریعت کے چوتھے حصے کا مطالعہ فرمایئے)

(۳) اللہ تعالٰی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جِنّوں کو ملاحظہ فرمانے کی قدرت عطا فرمائی تھی۔

(۴) غرور و تکبر کے باعث بعض اوقات انسان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنّم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

مُحَاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کبھی "سورۂ والنجم" کو صحت کی نیت سے پڑھا؟

(۲) کیا آپ آیتِ سجدہ سن کر سجدہ کرتے ہیں؟

(۳) آپ بھی غرور و تکبر کی لعنت میں گرفتار تو نہیں؟

دُعا :۔

اے مالک و مولیٰ عزّوجل ! ہمیں تمام اُمّھاتُ المُؤمنین رضی اللہ عنہن کے صدقے میں سنّت کی نیت سے سورۂ وَالنّجم پڑھنے' آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت ادا کرنے اور غرور وتکبُّر سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (34)

"دُعا کی قَبُولِیَت کا راز"

حضرت فضالہ بن عُبید رضی اللہ عنہما سے راویت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے[1] کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر دعا کی الٰہی عزّوجل ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما[2]" (یہ دعا سن کر) مُعلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے نمازی تو نے جلدی کی' جب تو نماز پڑھ کے بیٹھے تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد کر کہ جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر دُرودِپاک پڑھ پھر اس کے بعد دعا مانگ[3] " پھر اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی پھر (فارغ ہو کر) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرودِپاک پڑھا[4] تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی ! تُو دعا مانگ' قبول کی جائے گی[5]" (ترمذی۔ ابوداؤد)

راوی :۔

آپ صحابی وانصاری ہیں۔ کُنیت ابو محمد ہے۔ آپ سب سے پہلے غزوۂ اُحُد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ خیبر میں بھی شرکت فرمائی۔ بَیعتِ رضوان میں بھی موجود تھے۔ حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے دِمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ ۵۳ھ میں وہیں وفات پائی۔

وضاحت :۔

[1] غالباً نماز ادا فرمانے کے بعد ذکرِ الٰہی عزّوجل کیلئے یا صحابہ کرام رضی اللہ

شخص کو شرعی احکام سکھانے کے لیے ۲؎ یعنی نماز پڑھتے ہی بغیر حمد و صلوٰۃ کے۔ ۳؎ "تاکہ تیری دعا کو درجۂ مقبولیت حاصل ہو جائے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث پاک میں ہے کہ "دعا زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے، اس (دعا) میں سے کوئی بھی چیز (اوپر) بلند نہیں ہوتی حتیٰ کہ تم اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجو" (ترمذی)۔ (آپ کا یہ فرمان اپنی جانب سے نہیں بلکہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں صرف رائے سے نہیں کی جاتیں)" یہاں خطاب بظاہر ایک سے ہے لیکن حقیقت میں مخاطب پوری امت ہے" ۴؎ لیکن دعا نہ مانگی۔ ۵؎ کیونکہ حمد و صلوٰۃ کے ذریعے دعا کی مقبولیت کا سامان تو ہو چکا، اب دعا نہ مانگنا یا مانگنے میں دیر کرنا مناسب نہیں۔ (یہاں یہ بات بھی یاد رکھئے کہ صرف ابتداء ہی درود پاک پڑھنا کافی نہیں بلکہ دعا کے اختتام پر بھی درود پاک پڑھنا چاہئے جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ مرقات میں ہے کہ "حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک سے ابتداء کر پھر جو کچھ چاہے مانگ، پھر ان پر درود پاک بھیجنے کے ساتھ ہی دعا کا اختتام کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے دونوں دُرودیں قبول فرمالے گا تو اسکی رحمت سے بعید ہے کہ ان دونوں کے درمیان والی چیز کو چھوڑ دے (چنانچہ ان کے صدقے دعا بھی مقبول ہو جائے گی)"

مدنی پھول :۔

(۱) نماز کے بعد ذکر و دعا و اصلاح و شرعی احکام سکھانے کی نیت سے کچھ دیر مسجد میں ٹھہرنا سنت ہے۔ (ماحول سے وابستہ خوش نصیب اسلامی بھائی اپنی مسجد میں درس دینے سے پہلے اس سنت کی ادائیگی کی نیت بھی کر لیں تو ڈھیروں ثواب ہاتھ آئے گا بلکہ جو اسلامی بھائی ان کے درس میں بیٹھیں انہیں بھی روزانہ یاد دلا دیا کریں تو ان شاء اللہ عزوجل مزید

برکت ہو گی۔)

(۲) استاد و شیخ و عالم کیلئے بغرضِ اِصلاح شاگرد یا مرید یا عوام النّاس کے اَعمال کا مُشاہَدہ کرتے رہنا سنّت ہے۔

(۳) کسی کی اصلاح کرنا' اسے اچھی بات بتانا' اچھا مشورہ دینا' دعا کی سنتیں آدابِ سِکھانا سنّت ہے۔

(۴) کسی ایک سے گفتگو کرتے ہوئے کثیر سے خِطاب کی نیت کرنا سنّت ہے۔

(۵) اول و آخر دُرودِ پاک کی برکت سے دعا مقبول ہو جاتی ہے۔

(۶) دُرودِ پاک نہ پڑھنے کی صورت میں دعا' زمین و آسمان کے درمیان مُعلَّق رہتی ہے۔

(۷) نماز کے بعد دعا مانگنا سنّتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ (قرآن پاک میں ہے کہ "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان ۳۰ الم نشرح ۷)

(۸) نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور دُرودِ پاک پڑھنا سنّتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔"

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ نماز کے بعد ذکر و دعا و دینی باتیں سیکھنے سِکھانے کیلئے کچھ دیر مَسجِد میں ٹھہرنے کے عادی ہیں؟

(۲) کیا آپ اصلاح کی غرض سے دیگر اسلامی بھائیوں کے اعمال کا مُشاہَدہ فرماتے ہیں؟ (اپنے اوپر بھی غور کرتے رہنا چاہیئے)

(۳) کیا آپ نے کبھی حکمت کے ساتھ کسی اسلامی بھائی کی اصلاح کی؟ کسی کو سنّت کی نیت سے اچھا دینی مشورہ دیا؟

(۴) کیا آپ نے کسی کو سنّت کی نیت سے دعا کے آداب سکھائے؟

(۵) کیا آپ نے کبھی کسی ایک اسلامی بھائی سے خطاب کے ذریعے کثیر سے مُخاطِب ہونے کی سنّت پر بھی عمل کیا؟

(اساتذۂ کرام اس سنت پر بآسانی عامل ہو سکتے ہیں۔)

(۶) کیا آپ دعا کے اول و آخر حمد و صلوۃ کے پابند ہیں؟

دُعا:۔

اے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں اہلِ بیتِ اطہار اور آلِ پاک سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں نماز کے بعد مسجد میں کچھ دیر نیک مقاصد کیلئے بیٹھنے 'اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنے 'اچھا مشورہ دینے 'دعا کے آداب سکھانے اور دعا سے پہلے اور بعد میں حمد و صلوۃ پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (35)

"فرضوں کے بعد بغیر فاصلے کے نماز پڑھنا"

حضرت ازرق بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہمیں ہمارے امام نے نماز پڑھائی جن کی کنیت [۱] ابو رمثہ [۲] تھی انہوں نے (یعنی ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے) ارشاد فرمایا کہ میں نے یہی نماز یا اس کی مثل کوئی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اگلی صف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کھڑے ہوتے تھے [۳] ایک شخص نماز کی پہلی تکبیر میں شامل ہوا تھا [۴] شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمانے کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرا حتیٰ کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی کو دیکھا [۵] 'پھر آپ میری طرف پھرے تو وہ شخص کہ جس نے نماز کی پہلی تکبیر پائی تھی [۶] 'نفل پڑھنے کھڑا ہو گیا [۷] 'تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیزی سے اٹھے اور اس کے کندھے پکڑ کر ہلائے اور فرمایا بیٹھ جا [۸] کیوں کہ اہلِ کتاب صرف اسی لئے ہلاک ہوئے کہ اُن کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ تھا [۹] " رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ [۱۰] اٹھا کر فرمایا اے ابنِ خطاب [۱۱] (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ تمہیں دُرستگی پر قائم رکھے [۱۲]۔" (ابوداؤد)

راوی :۔

آپ تابعی ہیں بصرہ میں پیدا ہوئے' کوفہ میں قیام رہا۔ بہت عالم باعمل تھے۔ ۱۲۱ھ میں وفات پائی۔

وضاحت :۔

[1] کنیت وہ نام ہے جو کسی تعظیم یا علامت کیلئے بولا جائے" یا "وہ نام ہے جو باپ' ماں' بیٹا' بیٹی یا کسی اور چیز سے تعلق کی وجہ سے بولا جائے۔" یا "وہ نام ہے کہ جو "اب" "اُمّ" یا "بنت" سے شروع کیا جائے۔" [2] آپ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' آپ نے تابعین کو نماز ظہر وغیرہ پڑھا کر یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ ہم نے ایک بار مدنی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہی نماز یا کوئی دوسری نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی تو اس وقت یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ [3] اگلی صف میں سیدھی جانب کھڑے ہونے کی ایک وجہ تو فضیلت و انعام کے حصول کی نیت تھی (جیسا کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کیا ہے (یعنی کیا انعامات و برکات و درجات پوشیدہ ہیں) پھر (اگر) بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے تو اس پر قرعہ اندازی ہی کرتے (بخاری)" اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف کے سیدھی جانب والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔ (ابو داؤد۔ ابنِ ماجہ)" اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف میں صرف ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کی اجازت مرحمت فرماتے کہ جو فرعی احکام کے زیادہ جاننے والے تھے تاکہ بوقتِ ضرورتِ امامت کے فرائض سرانجام دے سکیں (جیسا کہ "مسلم شریف" میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تم میں سے عقلمند (یعنی صاحبِ علم) لوگ (نمازِ باجماعت ادا کرتے وقت) میرے قریب ہوں پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں۔ [4] یعنی تکبیر تحریمہ میں مطلب یہ کہ وہ شروع ہی سے جماعت کے ساتھ تھا' بعد میں آکر شامل نہ ہوا تھا۔ [5] سیدھی جانب والوں نے دائیں رخسار کی الٹی جانب والوں نے بائیں رخسار کی۔ مطلب یہ کہ آپ نے دائیں بائیں سلام میں اتنا چہرۂ انور پھیرا کہ دونوں جانب والوں کو آپ کے رخسارِ مبارک کی زیارت نصیب ہو گئی۔ [6] دوبارہ یہ بات اس لئے دُہرائی تاکہ یاد رہے کہ وہ شخص شروع سے جماعت میں شامل تھا لہٰذا اب جو نماز پڑھنے کھڑا ہوا وہ اس کی بقیہ نماز نہ تھی بلکہ نئی نماز یعنی سنتِ مؤکدہ وغیرہ تھی۔ [7] یعنی دعا و ذکرِ الٰہی عزوجل کے بغیر ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ [8] یعنی جلدی نہ کر بلکہ مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کی طرح پہلے ذکر و دعا سے فارغ ہو اس کے بعد مزید نماز پڑھنا۔ [9] یعنی انہیں نمازوں کے درمیان ذکر و دعا کے ذریعے فاصلہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا' مگر انہوں

نے اس پر عمل نہ کیا چنانچہ اس بے عملی کے باعث قلبی سختی میں مبتلاء ہو گئے اور اس سنگ دلی نے انہیں بارگاہِ الٰہی عزّ وجل سے دور کر دیا اور وہ اللہ تعالٰی کے دیگر احکام پر عمل کرنے میں بھی سستی کرنے لگے اور یوں ہلاکت کا شکار ہو گئے۔ [10] کیونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہیں جھکا کر ہی رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً جب کسی سے کلام فرماتے۔ [11] یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ [12] "یعنی اللہ تعالٰی تجھے ہمیشہ دُرستگی کے راستے پر لے جائے اور دُرستگی کی بات ہی تیرے دل میں ڈالے۔" یہ بات ارشاد فرمانے کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس فعل میں حق پر ہیں۔ یہ دعا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے فعل سے خوش ہو کر ارشاد فرمائی۔ "آپ نے خود اس شخص کو نہ روکا" اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ آپ کی توجۂ مبارکہ ذکر و اذکار کی جانب تھی "یا پھر" آپ نے اپنے غلاموں کو "اصلاح کرنے کی سنت پر" عمل کرنے کی سعادت عطا کرنا پسند فرمائی۔"

مدنی پھول :۔

اِس حدیث پاک سے یہ نورانی مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) کنیت رکھنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ (یہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے آپ کی کنیت "ابوالقاسم" تھی۔ امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی نے اسی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے لئے "اَبُو البِلال" کنیت منتخب فرمائی ہے۔ محمد بلال قادری آپ کے چھوٹے صاحبزادے کا اسم گرامی ہے)

(۲) پہلی صف میں داہنی جانب کھڑا ہونا افضل اور شَیخَین کریمَین (یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق) رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ نیز نیک اعمال میں اَفضلیّت کو اختیار کرنا بھی سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

(۳) اِمامت کرنا مدنی آقا اور صحابہ کرام (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم) کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۴) مُقتدِی بننا صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) کی سنت ہے۔

(۵) سلام میں اتنا چہرہ پھیرنا کہ پیچھے سے دیکھنے والے کو رخسار نظر آجائے'

سنّت ہے۔

(۶) اِمام کیلئے سنّت ہے کہ نماز کے بعد دائیں یا بائیں پھر جائے۔

(۷) بُرائی کو قُدرت موجود ہونے پر ہاتھ و زبان سے دور کرنا سنّت ہے۔

(۸) فرض و سنّت کے درمیان فاصلہ نہ کرنا خلافِ سنّت اور پچھلی قوموں کی ہلاکت و بربادی کا ایک سبب ہے۔

(۹) ضَرورت کے علاوہ نگاہیں جھکا کر رکھنا سنّت ہے۔ (سگِ عطّار نے امیرِ دعوتِ اسلامی مدَّظِلُّہُ العالی کو اس سنّتِ کریمہ پر بہت سختی اور اِستِقامت کے ساتھ عَمل کرتے ہوئے پایا ہے' افسوس کہ اب یہ سنّت بھی چھوڑ دی گئی)

(۱۰) کسی کو اس کی کُنیَت کے ساتھ مخاطب کرنا بھی سنّت ہے۔

(۱۱) اگر کوئی علمی و عملی لحاظ سے کم تر اسلامی بھائی کسی اپنے سے افضل اسلامی بھائی کی موجودگی میں کسی کی اصلاح کر دے تو افضل اسلامی بھائی کا اِس کا برا نہ ماننا بلکہ اس سے خوش ہونا اور دعا دینا سنّت ہے۔

(۱۲) اگر افضل کی توجہ کسی اور جانب ہو تو ان کی موجوگی میں کم تر اسلامی بھائی کسی غلطی کرنے والے کی اصلاح کر سکتا ہے۔ (ورنہ ادب یہی ہے کہ افضل کے سامنے کسی کو نصیحت کرنے میں جلدی نہ کی جائے' بلکہ ان کی طرف سے اصلاح فرمانے کا انتظار کیا جائے)۔"

(۱۳) فرضوں کے بعد دعا یا ذکر کرنا سنّت ہے۔ چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

مُحاسَبَہ :۔

(۱) کیا آپ نے اپنے لئے کسی کُنیَت کا اِنتخاب فرمایا؟

(۲) کیا آپ پہلی صف میں دائیں جانب نماز ادا فرمانے کی سنّت پر عامل ہیں؟

(۳) کیا آپ نے کبھی اِمامت کرتے ہوئے سنّت کی نیت کی نیز کسی کی اِقتداء کرتے ہوئے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی سنّت کی ادائیگی کی نیت

دل میں حاضر کی ؟

(۴) کیا آپ سلام میں اپنا چہرہ دائیں بائیں اس حد تک پھیرتے ہیں کہ پیچھے والے کو آپ کا رخسار نظر آجائے ؟

(۵) کیا آپ نماز پڑھانے کے بعد دائیں یا بائیں پھرتے وقت سنت کی نیت حاضر رکھتے ہیں ؟

(۶) کبھی آپ نے بھی کسی برائی کو ہاتھ وزبان سے دور کیا ؟

(۷) کیا آپ فرائض کے بعد بغیر ذکر ودعا کے فوراً سنتیں شروع فرما دیتے ہیں ؟۔جماعت کے علاوہ اکیلے نماز پڑھتے ہوئے بھی اس کا خیال رکھتے ہیں ؟

(۸) کیا آپ ضرورت کے علاوہ نگاہیں نیچی رکھنے کے عادی ہیں ؟

(۹) کیا آپ نے سنت کی نیت سے کسی کو اس کی کنیت سے پکارنے کی سنت پر بھی عمل کیا ؟

(۱۰) اگر آپ کی موجودگی میں کوئی بظاہر کم تر اسلامی بھائی کسی کی اصلاح کی کوشش کرے تو آپ خوش ہو کر دعا دینے کی سنت پر عامل ہیں یا اسے اپنی بے عزتی تصور کر کے ناراض ہو جاتے ہیں ؟

(۱۱) آپ اُخروی معاملات میں اَفضلیّت کو اِختیار کرتے ہیں یا معمولی نیکیوں پر راضی ہو جاتے ہیں ؟

دُعا :۔

اے پیارے پروردگار ! ہمیں غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے صدقے میں کوئی کنیت اختیار کرنے' پہلی صف میں سیدھی جانب کھڑے ہونے' سنت کی نیت سے اِمامت واِقتداء کرنے' سنت کے مطابق سلام پھیرنے' برائی کو دور کرنے' فرائض کے بعد ذکر ودعا کرنے' نگاہیں اکثر نیچی رکھنے' کسی کو کنیت کے ذریعے پکارنے اور کسی کو اصلاح کرتے دیکھ کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (36)

"جمعہ کے دن کی فضیلت"

حضرت ابوھُرَیرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں کوہِ طور[1] کی طرف گیا تو حضرت کَعب اَحبار[2] رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا' انہوں نے مجھے تَورَیت کی باتیں سنائیں[3] اور میں نے انہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیثِ مبارکہ۔ جو اَحادیث کریمہ میں نے انہیں سنائیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جُمعہ کا دن ہے[4]' اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی میں زمین پر اتارے گئے' اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی' اسی میں ان کی وفات ہوئی[5]' اسی میں قِیامت قائم ہوگی' جن وانس کے علاوہ اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جو جمعہ کے دن سورج نکلنے تک قِیامت کا ڈرتے ہوئے منتظر نہ ہو[6]' اس میں ہی ایک ساعت ایسی ہے کہ جسے انسان نماز پڑھتے ہوئے پاتا ہے (اگر) اس ساعت میں وہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرمادیتا ہے[7]۔" کَعب احبار (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ یہ ساعت ہر سال میں ایک بار آتی ہے"۔ میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ میں"۔[8] (یہ سن کر) کَعب اَحبار (رضی اللہ عنہ) نے تَورَیت پڑھی تو کہا کہ ہاں' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا[9]" حضرت ابوہُرَیرَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ[10] سے ملا اور انہیں کَعب اَحبار (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھنے اور جمعہ سے متعلق جو بھی گفتگو ان سے ہوئی' اس کے بارے میں بتایا۔ پھر میں نے کہا کَعب اَحبار (رضی اللہ عنہ) نے کہا تھا کہ وہ ساعت ہر سال میں ایک بار ہے"؟ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَعب (رضی اللہ عنہ) نے غَلَط کہا[11]" تب میں نے کہا پھر کَعب (رضی اللہ عنہ) نے توریت پڑھی تو کہا تھا کہا (ہاں) بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے۔" عبد اللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا (ہاں اب) کعب (رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا"۔ پھر فرمایا کہ میں

جانتا ہوں کہ وہ کون سی ساعت ہے۔" میں نے کہا وہ ساعت مجھے بھی بتا دیجئے اور بخل نہ فرمایئے [۲]۔" آپ نے فرمایا وہ جمعہ کے دن کے آخری گھڑی ہے [۳]۔" میں نے کہا وہ جمعہ کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مسلمان بندہ اسے نماز پڑھتے ہوئے پائے۔" آپ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھے، وہ نماز پڑھنے تک نمازی ہی میں ہے [۴]؟" میں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بس وہ یہی ہے [۵]۔"

(مؤطا امام مالک۔ ابو داؤد ترمذی نسائی)

راوی :۔

ان راوی رضی اللہ عنہ کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

وضاحت :۔

[۱] غالباً یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں موسیٰ علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ [۲] آپ کا نام کعب بن ماتع اور کنیت ابو اسحٰق تھی۔ یہودیوں کے بہت بڑے اور مشہور عالم تھے۔ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارکہ پایا مگر شرفِ ملاقات حاصل نہ کر سکے۔ عہدِ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعتِ اسلام کا شرف حاصل کیا لہٰذا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ خلافتِ عثمانی میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی "احبار حبر کی جمع ہے بمعنی یہود کا دانشمند۔ [۳] یعنی وہ آیات کہ جن میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کی گئی تھی تاکہ اس سے ایمان و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ ہو۔ حدیثِ پاک نمبر (۲۷) میں شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو توریت پڑھنے سے منع فرمایا اس سے توریت کی وہ آیات مراد تھیں کہ جن میں بیان کردہ احکام، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے ٹکراتے ہوں یا پھر ان سے ہدایت حاصل کرنے کا قصد کیا جائے، کیونکہ اب ہدایت و فلاح صرف قرآن و حدیث میں منحصر ہے۔ [۴] سوائے پیر کے۔ کیونکہ جمعہ کو جن انعامات و واقعات کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے ان میں سے کوئی بھی ولادتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں۔ "اگر فضیلت کی علت کو دیکھا جائے تو حدیثِ پاک سے پیر کے دن کا استغناء خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے۔" مولانا حسن خاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

قربان اے دَوْ شَنْبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ شرف تو نے پایا صبحِ شبِ ولادت (ذوقِ نعت)

(دَوْشَنْبَہ فارسی میں پیر کے دن کو کہتے ہیں)۔ [5] وفات کی وجہ سے جمعہ کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ موت مومن کے لئے تحفہ ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ عزوجل سے وصل کا سبب اور دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارے کا وسیلہ ہے۔ [6] یعنی چونکہ قیامت جمعہ کے دن صبح اور طلوعِ آفتاب کے درمیانی وقفے میں قائم ہوگی۔ چنانچہ اس وقت میں ہر جانور قیامت کے اِنتظار میں خوفزدہ ہوتا ہے۔ غالباً اللہ تعالٰی کی طرف سے اِلہام کے باعث جانوروں کو معلوم ہے کہ اسی دن اور اسی وقت میں قیامت قائم ہوگی اور اللہ عزوجل نے اس دن کی عظمت اور خوف بھی ان کے دلوں میں پیدا فرمادیا ہے' لیکن انسان و جن کی اکثریت اپنی غفلت کے باعث اس دن کی ہولناکی کو یاد کرنے سے دور ہے۔ [7] بشرطیکہ وہ دعا مکمل شرائط و آداب کے ساتھ ہو [8] یعنی میں نے کَعب اَحبار رضی اللہ عنہ کی تردید کی کہ وہ گھڑی سال میں ایک بار نہیں بلکہ ہر جمعہ میں آتی ہے۔ [9] یعنی توریت میں بھی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اِطلاع کے مُوافق ہی بات لکھی ہوئی تھی۔" (یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ نے گزشتہ کتاب کی وہ خبر بیان فرمائی جو اہلِ کتاب کے بہت بڑے عالم پر بھی مخفی رہی تھی۔) [10] آپ صحابی ہیں۔ اسلام سے قبل عُلمائے یہود میں سے تھے۔ [11] کیونکہ ابھی حضرت ابوہُرَیرہ رضی اللہ عنہ نے اُدھوری بات بیان فرمائی تھی چنانچہ آپ نے تردید فرمائی۔ جب پوری بات سنی تو تصدیق کی۔ [12] کیونکہ علم چھپانا بغیر کسی عذر کے ممنوع ہے جیسا کہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہ بتائی تو بروزِ قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام چڑھادی جائے گی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) [13] یعنی مغرب سے کچھ پہلے۔ جیسا کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ ساعت جس کی جمعہ کے دن میں امید کی جاتی ہے اسے عصر کے بعد سے آفتاب ڈوبنے تک ڈھونڈو۔ (ترمذی) [14] یعنی حکمی طور پر وہ نماز ہی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے نماز کا سا ہی ثواب عطا کیا جائے گا۔ چونکہ مُستحب یہی ہے کہ اذان سے کچھ پہلے ہی وضو وغیرہ کر کے نماز کے اِنتظار میں بیٹھ جایا جائے چنانچہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ [15] یعنی معلّم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کا مطلب یہی ہے۔

مدنی پھول :۔

(۱) پچھلی کتابوں میں صرف مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و

توصیف پر مشتمل آیات پڑھنا سننا جائز ہے۔

(۲) اہلِ علم کے پاس ملاقات وزیارت کیلئے جانا اور ان سے علمی مذاکرہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

(۳) جمعہ کا دن بقیہ دنوں سے افضل ہے سوائے پیر کے۔ کیونکہ پیر کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہے۔

(۴) جس دن میں خاص واقعات رونما ہوں اسے تا قیامت فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ (ولادتِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم واقعہ کیا ہو سکتا ہے؟)

(۵) جمعہ کے دن میں آدم علیہ السلام کی پیدائش' وفات' دنیا میں تشریف لانا' توبہ قبول ہونا وغیرہ اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے اور قیامت بھی اسی دن' صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان واقع ہو گی۔

(۶) جانوروں کو بھی قیامت کے وقوع کا دن اور وقت معلوم ہے۔ (جب جانوروں کو اللہ عزوجل کی عطا سے اتنی معلومات حاصل ہیں تو "بالا تفاق تمام مخلوقات سے زیادہ علم رکھنے والے مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی وسعت کا عالم کیا ہو گا؟)

(۷) جانور بھی قیامت کی ہولناکی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (حالانکہ انہیں جہنم سے بے خوفی ہے)

(۸) انسانوں اور جنوں کی اکثریت پر غفلت طاری ہے یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے گا۔

(۹) جمعہ کے دن نمازِ مغرب سے قبل وقت میں جو بھی دعا مانگی جائے' ان شاء اللہ (عزوجل) درجۂ مقبولیت حاصل کرے گی (بشرطیکہ مکمل آداب وشرائط کے ساتھ ہو)

(۱۰) ایک عالم کے لئے دوسرے عالم کی علمی غلطی کی نشاندہی کرنا جائز ہے۔

(۱۱) افضل اوقات کی جستجو رکھنا تاکہ بڑے بڑے اُخروی فائدے کم وقت

میں حاصل کیئے جاسکیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّتِ مبارکہ ہے

(۱۲) اپنے مسلمان بھائی کے اُخروی فائدے کیلیئے علمی دولت نہ چھپانا بھی اصحابِ کریمہ رضی اللہ عنھم کی سنت ہے۔

(۱۳) اگر کسی عالم کی بیان کردہ بات میں کسی قسم کا شُبہ پیدا ہو جائے تو اس کے اِزالے کیلیئے سوال کرنا جائز اور برا مانے بغیر نرمی سے دلیل کے ساتھ جواب دینا بھی سنّتِ صحابہ (رضی اللہ عنھم) ہے۔

(۱۴) نماز کے اِنتظار میں بیٹھنے والے کیلیئے اتنا ہی ثواب ہے جتنا نماز پڑھنے کا۔

مُحاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے اہلِ علم سے ملاقات وزیارت اور علمی مذاکرہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سنّت کی نیت کی؟

(۲) کیا آپ قیامت کی ہولناکی کو قصداً یاد رکھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف میں اضافے کیلیئے عملی کوشش کرتے رہتے ہیں؟

(۳) کیا آپ بھی فضیلت سے بھرپور اوقات کی تلاش و جُستجو میں مشغول رہتے ہیں؟

(۴) کیا آپ نے بھی دعا کی مقبولیّت کیلیئے اپنی زندگی کے کسی جمعے میں غروبِ آفتاب سے کچھ پہلے دعا مانگنے کی سعادت حاصل کی؟

(۵) کیا آپ کو دعا کی سنتیں، آداب اور شرائط معلوم ہیں؟

(۶) آپ کسی غرضِ صحیح کے بغیر علمی بات دوسرے اسلامی بھائیوں سے چھپا کر اپنے آپ کو آخرت کے عذاب کیلیئے تیار تو نہیں کر رہے؟

(۷) اگر آپ کی بیان کردہ علمی گفتگو پر کوئی اعتراض کر بیٹھے تو نرمی سے سمجھاتے ہیں یا سیخ پا ہو کر، اپنی بے عزتی محسوس کر کے، حقارت کے ساتھ جھاڑ پلا دیتے ہیں؟

(۸) کیا آپ کبھی کبھی نماز کے انتظار میں بیٹھ کر بھی نماز کا ثواب حاصل

کرنے کی کوشش فرماتے ہیں؟

دُعا:۔

اے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں علمی مذاکرے کرنے' قیامت کی تیاری کرنے' افضل اوقات کی جستجو کرنے' جمعہ کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے' علمی دولت عام کرنے' اور معترض کو نرمی سے جواب دینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (37)

"تبلیغِ دین کیلئے وُفود کی تیاری"

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحٰی کے دن عید گاہ کی طرف شریف لے جاتے تھے[1] تو پہلی چیز جس سے اِبتداء فرماتے وہ نماز ہوتی۔ فارغ ہو جانے کے بعد' آپ صفوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے[2] پھر انہیں نصیحت[3] اور وصیت[4] اور احکام ارشاد فرماتے[5] اگر لشکر مرتب کرنے کا ارادہ ہوتا[6] تو وہاں ہی چھانٹ لیتے[7] یا کسی چیز کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے[8] پھر واپس تشریف لے آتے[9]" (متفق علیہ)

راوی:۔

آپ کا اسم گرامی سعد ابن مالک (رضی اللہ عنہ) ہے۔ انصاری خُدری ہیں۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ حافظ قرآن تھے۔ کثیر احادیث کے راوی ہیں۔ ۷۴ھ میں وفات ہوئی۔ ۸۴ سال عمر پائی۔ جنت البقیع سے باہر' حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا کی قبر کے برابر آپ کی قبر شریف ہے۔

وضاحت:۔

[1] یہ مدینے شریف سے باہر تھی۔ [2] زمین پر خطبہ کیلئے۔ (یاد رکھیے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں خطبۂ عید ارشاد فرمانے کیلئے نہ تو کبھی عید گاہ میں کوئی منبر تعمیر فرمایا اور

نہ ہی مسجدِ نبوی شریف سے اٹھا کر وہاں تک پہنچایا گیا بلکہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ سب سے پہلے مروان بن حکم نے منبر پر عید کا خطبہ دیا۔ یہ ۲ھ میں یا غزوۂ خندق والے سال میں پیدا ہوا تھا' مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکا' چنانچہ صحابی نہیں' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے کا حاکم تھا۔ جب مسلمان کثیر ہو گئے تو منبر کو اختیار کیا گیا کیونکہ یہ تبلیغ کیلئے زیادہ معاوِن ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ منبر کی ایجاد "بدعتِ حَسَنہ" ہے۔ (ہر وہ اچھا کام جو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے بعد ایجاد ہوا اور قرآن و حدیث میں اس کی مُمانَعت بھی نہیں' بدعتِ حَسَنہ ہے)۔ چنانچہ اب منبر پر خطبہ دینے میں حرج نہیں ردالمحتار (فتاویٰ شامی) میں ہے "عید گاہ میں نماز کیلئے جانا سنتِ مبارکہ ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عید گاہ میں منبر بنانے یا منبر ساتھ لے جانے میں حرج نہیں۔" ضمناً عرض ہے کہ اگر منبر پر خطبہ دیں تو یہ بات یاد رکھئے کہ "دوسرے خطبے کے بعد اور منبر سے اترنے سے پہلے "۱۴بار" اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ (عالمگیری)۔ لیکن علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "عید گاہ میں زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا' منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے سے اولیٰ ہے۔" (فتح الباری شرح صحیح البخاری)" [۳] یعنی انہیں آخرت کے بارے میں تلقین فرماتے' چنانچہ کبھی تو بِشارتیں ارشاد فرماتے' کبھی برے انجام سے خبردار فرماتے اور کبھی دنیا سے بے رغبتی کی نصیحت فرماتے" اس کی وجہ یہ تھی کہ عموماً خوشیوں کے لمحات میں انسان پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ربِّ قہار کی بے نیازی اور سخت گرفت کو بھول جاتا ہے جس کے باعث معصیت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے' لہٰذا ایسے موقع پر آخرت اور اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلانا بہت ضروری اور مفید ہے۔ (فی زمانہ "غیر مسلموں سے مُتأثِرہ شدہ" ہمارے اس معاشرے میں بھی عیدین کے موقع پر مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا بازار خوب گرم ہوتا ہے لہٰذا مبلغین کو چاہیے کہ عید کی نماز سے پہلے بیان میں پر اثر طریقے سے لوگوں کو گناہوں سے بچنے اور ان دنوں کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنے کیلئے تلقین ارشاد فرمائیں' ہو سکتا ہے کہ آپ کے پر خلوص طریقے سے سمجھانے کی برکت سے کسی اسلامی بھائی کا دل چوٹ کھا جائے اور وہ شیطان کی اطاعت سے منہ موڑ لے" ویسے بھی یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وعظ و نصیحت فرمانا ہماری ہی تعلیم کیلئے تھا' ورنہ وہ نُفوسِ قُدسِیَّہ تو گناہوں سے محفوظ و مامون تھے۔) [۴] یعنی عیدُ الفطر میں فطرہ وغیرہ کے اور عیدُ الاضحیٰ میں قربانی وغیرہ کے۔ [۵] دین کی تبلیغ و ترقی کیلئے۔ [۶] کیونکہ اس موقع پر کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہوتے تھے لہٰذا لشکر و وفود مُرتَّب کرنے میں آسانی رہتی تھی۔ [۷] یعنی ان وفود و لشکر کے بارے میں۔ [۸] یعنی گھر کی طرف۔

مدنی پھول :۔

اس روایت سے یہ مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) عید کی نماز' عید گاہ میں بھی ادا کرنا سنت ہے۔ (مسجد میں بھی عید کی نماز لوا فرمانا ثابت ہے۔)

(۲) عید میں نماز پہلے ہے' خطبہ بعد میں (عید میں دو خطبے ہیں۔ اوّل سے پہلے نو بار اور دوسرے سے پہلے سات بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے)

(۳) عید گاہ میں خطبہ' زمین پر کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہے۔

(۴) خطبہ پڑھتے وقت' نمازیوں کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔

(۵) خطبہ میں (فی زمانہ نماز سے پہلے بیان میں بھی) عیدُالفِطر و عیدُالاَضحٰی کے احکام کے ساتھ ساتھ غفلت سے جگانے اور معصیت سے بچانے کیلئے بشارتیں اور وعیدیں بیان کرنا بھی سنت ہے۔

(۶) کثیر اسلامی بھائیوں کے ایک مقام پر جمع ہو جانے کی صورت میں دین کی تبلیغ واشاعت و تقویت وترقی کیلئے وفود و لشکر مُرتَّب کرنا سنتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان وفود میں شرکت کرنا جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ (الحمد للہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول میں سالانہ اجتماع کے موقع پر ان سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی حاصل کی جاتی ہے۔ دنیا بھر کے بے شمار مقامات سے آئے ہوئے کثیر اسلامی بھائی اِجتماع کے اِختتام پر' امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کی ترغیب پر مختلف علاقوں میں سنتوں کی تربیت کیلئے روانہ ہونے والے مدَنی قافلوں میں شرکت فرمانے کیلئے ذوق و شوق کے ساتھ اپنے نام لکھواتے ہیں' پھر قافِلے مُرتَّب کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد یہ قافِلے نفس اور برائیوں کے خلاف جہاد کیلئے ایک لشکر کی شکل میں مختلف شہروں میں جا کر تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔)

(۷) عید کی نماز پڑھانا سنّت ہے۔

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا کبھی آپ نے بھی عید کی نماز سنّت کی نیت سے عید گاہ میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی؟

(۲) آپ بھی نمازِ عید سے پہلے بیان میں فکرِ آخرت کی طرف مُتوجّہ فرماتے ہیں یا..........؟

(۳) کیا آپ نے بھی کبھی دین کی تقوِیَت و ترقی کیلئے روانہ ہونے والے وفود میں شرکت فرمائی؟

(۴) کیا آپ نے بھی کبھی سنّت کی نیت سے عید کی نماز پڑھائی؟

دُعا :۔

اے ربِ غفار! ہمیں خواجہ بہاءُ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں عید گاہ میں بھی نمازِ عید ادا کرنے' عید سے پہلے سنّت کے مطابق بیان کرنے اور سنّتوں کی تربیت کے لئے "دعوتِ اسلامی" کے مدنی قافلوں میں شرکت کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ پاک نمبر (38)

"نماز میں کلام"

حضرت مَعَاوِیہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک کو چھینک آئی تو میں نے یَرْحَمُکَ اللہ [1] (یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے' اس پر) لوگوں نے مجھے تیز نگاہوں سے دیکھا [2]' میں نے کہا ہائے میری ماں کا رونا [3]' تمہیں کیا ہوا کہ مجھے دیکھتے ہو۔" (یہ سن کر) وہ لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے [4]' جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کر رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو میرے ماں باپ ان پر قربان کہ "میں نے ایسا اچھا سکھانے والا معلّم نہ تو آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ خُدا عزّوجل کی قسم! نہ مجھے ڈانٹا' نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا (بلکہ) ارشاد فرمایا کہ ان نمازوں میں انسانی کلام کرنا مناسب نہیں۔ ان میں تو صرف تسبیح 'تکبیر اور تلاوتِ قرآن ہے [۵] "یا جیسا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [۶] "میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا زمانہ' جاہلیت سے قریب ہے [۷]' اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام عطا فرمایا بے شک ہم میں سے بعض کاہنوں کے پاس جاتے ہیں [۸]؟" فرمایا تم ان کے پاس نہ جاؤ [۹] "میں نے عرض کی ہم میں سے بعض پرندے اڑاتے ہیں [۱۰]؟" فرمایا یہ ایسی بات ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں' انھیں یہ عمل کاموں سے نہ روکے [۱۱] "پھر میں نے عرض کی ہم میں سے بعض لکیریں کھینچتے ہیں [۱۲]؟" فرمایا ایک پیغمبر علیہ السلام [۱۳] (ایسی لکیریں) کھینچتے تھے' جس کی لکیر ان کے موافق ہو گی' تو درست ہے [۱۴]۔" (مسلم)

راوی :۔

آپ قبیلہ سلیم سے تعلق رکھتے تھے' مدینہ منورہ میں قیام رہا چنانچہ اہلِ مدینہ میں سے شمار کیے جاتے ہیں' کہا جاتا ہے کہ آپ سے صرف یہی ایک حدیثِ پاک مروی ہے ۷۰ھ میں وصال شریف ہوا۔

وضاحت :۔

[۱] سنت یہ ہے کہ چھینکنے والا الحمد اللہ (عزّوجل) کہے اور سننے والے پر واجب ہے کہ جواب میں اتنی آواز سے یرحمك اللہ (عزّوجل) کہے کہ چھینکنے والے کو سن جائے' ابتداءً نماز میں سلام وکلام سب جائز تھا لیکن جب آیاتِ پاک "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (اور کھڑے ہو اللہ (عزّوجل) کے حضور ادب سے) (ترجمہ کنزالایمان پ۲ ۔ البقرہ ۔ ۲۳۸)' نازل ہوئی تو سلام وکلام سب ممنوع ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے چنانچہ اس مسئلے سے ناواقف تھے اسی لئے چھینکنے والے کو جواب دے دیا۔ (غالباً چھینکنے والے نے الحمد اللہ عزّوجل اتنی آواز سے کہا ہو گا جو آپ نے سن لیا تھا۔ چونکہ خود چھینکنے پر الحمد اللہ عزّوجل کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ان صحابی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کچھ نہ کہا۔ [۲]

یعنی مسائلِ نماز سے واقف دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے انہیں تیز نظروں سے گھور کر خاموش کروانے کی کوشش کی ۔[۳] یعنی اپنا ہاتھ اپنی اپنی ران پر ایک مرتبہ مارا تاکہ مجھے خاموش کر سکیں۔ "کیونکہ اگر دونوں ہاتھ مارتے یا ایک ہاتھ لگاتار تین مرتبہ مارتے تو ان کی نمازیں فاسد ہو جاتیں۔ اس لئے کہ یہ عملِ کثیر ہے اور عملِ کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (یعنی ٹوٹ جاتی ہے)۔ جبکہ صرف ایک بار ران پر ہاتھ مارنا عملِ قلیل ہے۔ اور عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یہ بلا ضرورت مکروہ اور ضرورتاً جائز ہے۔ (عملِ کثیر یہ ہے کہ نمازی کوئی ایسا فعل کرے کہ جس کی وجہ سے دیکھنے والا یہ گمان کرے کہ یہ نماز میں نہیں۔" اور عملِ قلیل یہ ہے کہ نمازی کوئی ایسا فعل کرے کہ دیکھنے والا شک میں پڑ جائے کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں۔ (دُرِ مختار) [۵] یعنی تمہارا چھینک کا جواب دینا انسانی کلام ہے جس کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ نماز میں صرف مذکورہ چیزیں جائز ہیں۔ [۶] یہ راوی کو شک ہے کہ مذکورہ الفاظ ہی ارشاد فرمائے تھے یا ان کی مثل کچھ اور الفاظ تھے۔ "(بہر حال مفہوم یہی تھا جو بیان ہوا) [۷] یہ اپنی غلطی کیلئے عذر بیان فرمایا۔ [۸] (رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی و شفقت نے آپ میں مزید ہمت پیدا فرما دی چنانچہ آپ سوالات کرنا شروع ہو گئے۔ کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو جنات و شیاطین سے مناسبت و تعلق قائم کر لیتے تھے پھر وہ شیاطین و جن انہیں جھوٹی سچی پوشیدہ باتیں بتاتے جس کی بناء پر یہ لوگ غیب جاننے کا دعویٰ کر کے لوگوں کو مستقبل کی خبریں سناتے۔ (آجکل بھی چند لوگوں نے اسی قسم کے دعوے کر کے لوگوں کی جیبیں خالی کروانے کا دھندا خوب دیدہ دلیری کے ساتھ شروع کیا ہوا ہے۔ ان کے پاس جانے سے پرہیز کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے) [۹] کیونکہ ان کے پاس جانا گناہ و حرام ہے۔ (مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کاہنوں سے غیبی خبریں پوچھنا گناہِ کبیرہ بلکہ کفر کے قریب قریب ہے "اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ فرمائے۔ آمین) [۱۰] یعنی ہم میں سے بعض بَدفالی اور بد شگونی کے قائل ہیں چنانچہ ہم کام سے پہلے پرندے اڑاتے ہیں اگر پرندہ سیدھی جانب اڑ جائے تو یہ کام میں کامیابی کی علامت سمجھی جاتی ہے اور اگر بائیں طرف اڑے تو سمجھتے ہیں کہ ناکامی ہو گی اور اگر سیدھا اڑے تو کام میں دیر کی علامت تصوّر ہوتی ہے۔ [۱۱] یعنی یہ وہم وسوسہ ہے جو ان کے دلوں میں آتا ہے چنانچہ چاہئے کہ بدفالی کا گمان کر کے ان کاموں سے نہ رکیں کیونکہ تمام کام اللہ عزوجل کی قدرت کے تحت ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اس وسوسے کو دور کریں اور جو کام کرنا ہے کر گزریں۔ [۱۲] لکیر کھینچنے سے مراد علم رَمَل ہے اس میں لکیروں کے ذریعے غیبی خبریں معلوم کی جاتی ہیں۔ [۱۳] ان پیغمبر علیہ السلام سے مراد یا تو حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ یا حضرت دانیال علیہ السلام۔ لکیروں کے ذریعے غیبی چیزیں معلوم کرنا آپ کا معجزہ تھا۔ [۱۴] یہ اصل میں ممانعت

ہے کیونکہ مطلب یہ ہے کہ کسی کی لکیر ان کی لکیر کے موافق نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا لکیر سے غیبی چیز معلوم کرنا معجزہ تھا اور غیر نبی سے معجزہ ظاہر ہونا محال ہے اور پھر یہ بھی کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارا خط ان کے مطابق ہو چکا ہے؟ کیونکہ اس کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ و علم موجود نہیں۔ چنانچہ جب کسی لکیر کی ان کی لکیر کے ساتھ مطابقت کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی تو غیبی باتیں جاننے کیلئے لکیریں کھینچنا بھی ممنوع ہوگا۔ "مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں پہلی دو باتوں کی طرح واضح طور پر اس لئے ممانعت نہ فرمائی کہ اس عمل کو اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر علیہ السلام سے نسبت حاصل تھی چنانچہ احترامِ نبوت میں امت کی تعلیم کیلئے صراحۃً نفی نہ فرمائی۔

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ پاک سے یہ مہکے مہکے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) مقتدی ہونا صحابہ کرام کی اور امامت فرمانا سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ ہے۔

(۲) حالتِ نماز میں چھینک آنے پر الحمد للہ (عزوجل) کہہ لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی' فتاویٰ عالمگیری میں ہے "نماز میں چھینک آئے تو خاموش رہے اور اگر الحمد للہ (عزوجل) کہہ لیا تو بھی حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔"

(۳) نماز میں انسانی کلام ممنوع ہے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۴) نماز میں ضرورۃً کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھنا جائز ہے۔ (بلا ضرورت مکروہِ تنزیہی ہے)

(۵) دورانِ نماز کسی ایسے فعل سے اصلاح کرنا جائز ہے کہ جو نماز کے فاسد ہونے کا سبب نہ بنے۔

(۶) محاورات کا استعمال صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

(۷) ضرورۃً نماز میں عملِ قلیل جائز ہے۔

(۸) نو مسلم اگر مسائل سے ناواقفی کی بناء پر کوئی غلطی کرے تو اسے معذور تصور کیا جائے گا بشرطیکہ وہ مسائل سیکھنے کیلئے رات دن کوشش کر رہا

ہو۔ (لیکن اگر بالکل ہی کوشش نہ کرے یا کوئی شخص ابتداء سے ہی مسلمان ہو اور سستی کی بناء پر مسائل نہ سیکھے تو ان کے لئے جہالت عُذر نہیں۔ کم علمی کی بناء پر جتنی خطائیں سرزد ہوں گی، آخرت میں ان سب پر گرفت ہو گی۔)

(۹) غلطی کرنے والے اسلامی بھائی کو نرمی و شفقت سے سمجھانا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ خصوصاً مسائل سے ناواقف اسلامی بھائی کو۔

(۱۰) حدیث پاک کے بیان کے بعد احتیاطاً "او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا)" کہہ دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

(۱۱) استاد یا شیخ یا عالم دین سے دینی مسائل دریافت کرنا سنتِ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم ہے۔

(۱۲) آئندہ کے حالات و واقعات سے آگاہ کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کے پاس اسی مقصد کے لئے جانا ممنوع اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

(۱۳) بدفالی و بدشگونی کا قائل ہونا ممنوع ہے۔ (فی زمانہ ہمارے معاشرے میں بھی ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے جو مختلف چیزوں کی وجہ سے بدشگونی کے عادی ہیں مثلاً بعض کہتے ہیں کہ اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو نقصان ہوگا" بعض اس بات کے قائل ہیں کہ اگر گھر میں خالی قینچی چلائی جائے تو لڑائی ہو جاتی ہے" وغیرہ۔ خلیفۂ اعلحضرت علامہ مولانا محمد امجد علی خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گُریز (یعنی پرہیز) کرتے ہیں خصوصاً ماہِ صفر کی

ابتدائی تیرہ (۱۳) تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو "تیرہ تیزی" کہتے ہیں یہ سب "جہالت" کی باتیں ہیں حدیث پاک میں فرمایا "لَا صَفَرَ" "صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔" اسی طرح ذیقعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی "غلط" ہے۔" اور ہر ماہ میں ۳۔ ۱۳۔ ۲۳۔ ۸۔ ۱۸۔ ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لَغْوِیات (یعنی بے ہودہ باتیں) ہیں" قمر دَرْ عَقْرَب یعنی چاند جب بُرجِ عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نُجُومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب بُرجِ[1] اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کروانے اور سلوانے کو برا سمجھتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں "خلافِ شرع" اور "نُجومیوں کے ڈھکوسلے (یعنی فریب۔ دھوکے) ہیں۔ "نُجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع ہوگا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی "خلافِ شرع" ہے۔ (بہار شریعت۔ سولہواں حصہ)

— (یاد رکھئے کہ "نیک شگونی" کا قائل ہونا جائز اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ مدارج النبوت وغیرہ "سیرتِ پاک کی کتابوں میں ہجرت کا یہ واقعہ درج ہے کہ "جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت فرما کر مدینے کے قریب پہنچے تو "بریدہ اسلمی" اپنے ۷۰ ساتھیوں کے ساتھ حصولِ انعام کی امید پر شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے حاضر ہوا۔ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہے؟" عرض کی میں بریدہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے نیک شگون لیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! ہمارا کام خوش و خنک (یعنی ٹھنڈا) اور درست ہو

---

[1] یعنی ستارے کا مقام۔ آسمانی برج "۱۲" ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) حَمَل (۲) ثور (۳) جَوزا (۴) سَرطان (۵) اَسَد (۶) سُنبلہ (۷) میزان (۸) عَقرب (۹) قوس (۱۰) جَدی (۱۱) دَلو (۱۲) حُوت

گیا۔ (یہ اس لئے فرمایا کہ "لفظ بریدہ" میں ٹھنڈک والے معنی پائے جاتے ہیں) پھر پوچھا تو کس قبیلے سے ہے؟" عرض کی بنو اسلم سے۔ "آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "ہمارے لئے خیر و سلامتی ہے۔ (کیونکہ "لفظ اسلم" میں سلامتی والے معنی موجود ہیں)۔ پھر پوچھا "کون سے بنُو اسلم سے؟" عرض کی بنو سَہْم سے۔ "آپ نے ارشاد فرمایا "تو نے (اسلام سے) اپنا حصہ پالیا۔" (کیونکہ سَہْم کا مطلب "حصہ" ہے)۔ بعد میں بریدہ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "میں اللہ عزّ و جل کا رسول محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔" نام پاک سنتے ہی بریدہ اپنے ۷۰ ساتھیوں سمیت اسلام لے آئے)

(۱۴) کسی کی دینی الجھن دور کرنا مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔

(۱۵) عملِ رَمَل بھی ممنوع ہے۔

(۱۶) انبیاء علیہم السلام کی طرف کسی چیز کی نسبت کرتے ہوئے ادب ملحوظ رکھنا سنّت ہے۔

(۱۷) معلّمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے حد وسیع علم عطا فرمایا یہی وجہ ہے کہ آپ سے جب بھی جس نے بھی جس بھی چیز کے بارے میں سوال پوچھا آپ نے کامل طریقہ سے اسے علمی دولت سے سیراب فرمایا۔ مولانا امجد علی خاں رحمۃ اللہ علیہ بہارِ شریعت حصّہ اول میں عقیدہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) افضلِ جمیع مخلوقِ الٰہی (عزّ و جل) (یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے سب سے افضل) ہیں کہ اوروں (یعنی دوسروں) کو فرداً فرداً (یعنی علیحدہ علیحدہ) جو کمالات عطا ہوئے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ سب جمع کر دئے گئے اور ان کے علاوہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ کمالات سے ملے جن میں کسی کا حصّہ نہیں بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل میں بلکہ آپ کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ آپ کی صِفت ہے اور

آپ اپنے ربّ (عزوجل) کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل واکمل ہیں۔ آپ کا کمال کسی وصف سے نہیں (یعنی آپ کا باکمال ہونا کسی وصف کا محتاج نہیں) بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال وکامل ومکمل ہو گیا کہ جس میں بھی پایا جائے اسے بھی کامل بنادے۔"

محاسبہ :۔

(۱) کیا آپ نے کسی کی اقتداء کرتے ہوئے سنّت کی نیت کی ؟

(۲) آپ نماز میں عملِ کثیر کے عادی تو نہیں ؟ (اس مسئلے پر خوب غور کیجئے۔ مسئلہ :۔ ایک رکن (یعنی قیام یا رکوع یا سجود وغیرہ) میں تین بار کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی اس طرح کہ ایک مرتبہ کھجا کر ہاتھ بدن سے اٹھالیا' پھر دوبارہ کھجایا پھر بدن سے اٹھالیا اور پھر تیسری مرتبہ کھجایا اور پھر بدن سے ہٹالیا۔ (عالمگیری)۔

(۳) کیا آپ سنّت کی ادائیگی کی نیت سے روز مرہ گفتگو میں مُحاورات کا اِستعمال فرماتے ہیں ؟

(۴) کسی اسلامی بھائی کو سمجھاتے ہوئے نرمی و شفقت سے سمجھاتے ہیں یا سختی اور جھڑکنے کے ساتھ سمجھانے کی کوشش میں دل آزاری جیسے گناہ کے مُرتکِب ہو جاتے ہیں ؟

(۵) کیا آپ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمانے کے بعد اِحتیاطاً کبھی کبھی "او کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " کہنے کا خیال رکھتے ہیں ؟

(۶) کیا آپ سنی سنائی باتوں پر عمل کرتے ہیں یا ہر وضاحت طلب اور غیر مُستَنَد باتوں کیلئے اہلِ علم اسلامی بھائیوں سے رُجوع فرماتے ہیں ؟

(۷) کیا آپ بھی خوشدلی کے ساتھ اسلامی بھائیوں کی دینی الجھنیں دور کرنے کے عادی ہیں ؟

(۸) کیا آپ بھی کاہنوں' نُجومیوں سے غیبی باتیں (مثلاً مستقبل کے حالات

وغیرہ) معلوم کر کے گناہ گار تو نہیں ہوتے ؟

(۹) آپ مختلف چیزوں سے بد فالی اور بد شگونی کے قائل تو نہیں ؟

(۱۰) کیا آپ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے اور ان کی جانب منسوب چیزوں کو بیان کرتے ہوئے آداب کا خیال رکھتے ہیں ؟

(۱۱) کیا آپ کو معلوم ہے کہ نماز کن کن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے ؟(اس کے لئے بہار شریعت (تیسرا حصہ) کا مُطالَعہ فرمائیے)

دُعا :۔

اے ربِ انبیاء علیہم السلام ! ہمیں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جلیلہ سے اِقتداء کرتے ہوئے سنت کی نیت حاضر رکھنے ' نماز کے مسائل سیکھنے ' کبھی کبھی محاورات کا استعمال کرنے ' نرمی و شفقت سے اصلاح کرنے ' حدیثِ پاک بیان کرنے کے بعد کبھی کبھی او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے ' نجومیوں سے دور رہنے اور بد فالی و بد شگونی کا قائل نہ ہونے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (39)

"اَولاد کی تربِیَت"

حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سنا "اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے جنت کی سیدھی جانب سفید محل کا سُوال کرتا ہوں۔" (یہ سنکر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے ! اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کر اور اس سے دوزخ سے پناہ مانگ[۱] کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس امت[۲] میں ایک قوم ہوگی جو وضو و دعا میں حد سے بڑھے گی[۳]۔" (ابوداؤد۔ ابنِ ماجہ)

راوی :۔

آپ مشہور صحابی ہیں۔ قبیلہ مزنیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ عہدِ فاروقی میں لوگوں کو علم سکھانے کی غرض سے آپ کو بصرہ بھیجا گیا۔ ۶۰ ھ میں انتقال فرمایا۔

وضاحت :۔

[1] جنت کے حصول کیلئے دعا میں سیدھی جانب کی اور محل کیلئے سفید ہونے کی قید لگانا زائد اور لغو کام تھا' چنانچہ آپ نے صاحبزادے کو بے فائدہ تکلف اور ضرورت سے زیادہ گفتگو کرنے سے منع فرمایا اور مختصر و جامع دعا تلقین فرمائی۔ [2] یعنی مسلمانوں میں۔ [3] وضو میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ اعضاء کو تین بار سے زیادہ دھویا جائے' پانی میں اِسراف کیا جائے حتیٰ کہ وسوسے کی حد تک مُبالغہ کیا جائے یا اَعضاءِ وضو کو ان کی حُدود سے زیادہ دھونا کہ پیر گھٹنوں تک اور ہاتھ بغل تک بغیر نیت حُسن کے دھوئے جائیں۔ "اور دعا میں حد سے بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ مطلوبہ چیز کو کسی خاص وصف و خوبی کے ساتھ مخصوص کر کے طلب کیا جائے جیسا کہ صاحبزادے نے جنت کی سیدھی جانب اور محل کے سفید ہونے کا مطالبہ کیا۔" یا پھر کسی شے کو مُعیّن کر کے اسی کے بارے میں سوال میں مُبالغہ کیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دعا کرنے والے کے مُقدّر میں اس کا غیر لکھا ہو۔ "یا پھر اِفراط و تفریط (یعنی کمی زیادتی) کی طرف مائل ہو جائے۔" یا پھر اِمکان و عادت سے خارج چیز کے حصول کی دعا کے سبب دائرہ ادب سے باہر نکل جایا جائے مثلاً کوئی یہ دعا کرے کہ میرا تمام گھر سونے کا بنا دے (یہ عادت سے خارج ہے) یا یوں دعا کی کہ (مَعَاذَ اللہ) مجھے انبیاء علیہم السلام جیسا درجہ عطا فرما۔ (یہ اِمکان سے خارج ہے یعنی ایسا ممکن ہی نہیں) یاد رکھئے کہ دُرِ مختار میں ہے کہ "مُحالاتِ عادِیَہ اور مُحالاتِ فرعِیَہ کی دعا "حرام" ہے۔" (مُحالاتِ عادِیَہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کا حصول عادۃً مُحال ہو۔ "اور مُحالات فرعِیَہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کا حصول فرعاً مُحال ہو۔)

مدنی پھول :۔

مندرجہ بالا روایت سے درج ذیل قیمتی مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) آپ کے صاحبزادے کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُخروی نعمت کا سوال کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کے دل و دماغ پر دنیا کے مقابلے میں آخرت کی محبت کا غلبہ تھا ورنہ شائد دنیا کی کسی نعمت کے بارے میں عرض گزار ہوتے

اور اس میں یقیناً حضرت عبد اللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کی طرف سے دی گئی دینی و اَخلاقی تربیت کا بہت بڑا کردار ہے۔ جیسا کہ کچھ ہی آگے ایک سادہ لیکن جامع دعا تلقین فرمانے سے بخوبی ظاہر ہے۔ (ہمارے بُزرگانِ دین رضی اللہ عنہم کی ہمیشہ سے یہی عادت رہی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی ظاہری وباطنی تربیت پر گہری نگاہ رکھا کرتے تھے کیونکہ ان کے پیشِ نظر ہر وقت وہ آیاتِ مبارکہ اور اَحادیثِ کریمہ رہا کرتی تھیں کہ جس میں اولاد کی اَخلاقی و دینی تربیت کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ۔ اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان پ۲۸۔ التحریم۔ ۶) "خود کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اختیار کی جائے' عبادات ادا کر کے گناہوں سے بچا جائے اور گھر والوں کو نیکی کا حکم دیا جائے' گناہوں سے روکا جائے اور انہیں علم اور ادب سکھایا جائے۔" اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی اولاد کا اِکرام کرو اور انہیں آداب سکھاؤ۔ (ابنِ ماجہ) اور ارشاد فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔ (ترمذی)

لیکن افسوس کہ اب ان بزرگانِ دین کے طریقوں پر چلنے اور قرآن و حدیث میں موجودہ اَحکام کی فرمانبرداری کرنے کیلئے ہمارے مسلمان بھائی بالکل تیار نظر نہیں آتے۔ جس کا نتیجہ مُعاشرے کی بگڑی ہوئی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اَلمیہ تو یہ ہے کہ عوام تو عوام 'خواص بھی اس مصیبت میں مکمل طور پر گرفتار نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواص کے صاحبزادگان کی اکثریت بے عملی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا نظر آتی ہے۔ لیکن اب بھی بہت سے ایسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بندے موجود ہیں کہ جو اپنی اولاد کی آخرت کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے اور اس کی بہتری کیلئے عملی کوششیں کرنے میں ہمہ وقت مصروف نظر آتے ہیں۔ الحمد للہ (عزوجل) ان ہی نفوسِ قدسیہ میں سے ایک شخصیت امیر دعوتِ اسلامی مدظلہٗ العالی کی بھی ہے آپ اپنے صاحبزادگان کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے دونوں صاحبزادے سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے ہیں۔ اسی ضمن میں دو واقعے جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں پیش خدمت ہیں۔

(i) یہ تقریباً سات یا آٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ سابقہ کتاب گھر (جہاں حضرت صاحب موجودہ گھر میں شفٹ ہونے سے پہلے مطالعہ وغیرہ فرمایا کرتے تھے) میں آپ کے بڑے صاحبزادے "لکنِ عطار احمد رضا قادری" سوئے ہوئے تھے سحری کا وقت تھا۔ (رمضان المبارک کا مہینہ نہیں تھا) سگِ عطار بھی وہاں حاضر تھا آپ نے بغرض ادائیگی تہجد مدنی منے کو شفقت سے اٹھانا شروع فرمایا (اس وقت صاحبزادے کی عمر شریف تقریباً ۸ یا ۹ سال ہو گی) غلبۂ نیند کی وجہ سے مدنی منے نے اٹھنے میں مزاحمت فرمائی' آپ نے انہیں گود میں اٹھالیا اور صحن میں لے آئے' چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا' آپ نے مدنی منے کو اس کی طرف متوجہ فرماتے ہوئے پوچھا "چاند اس وقت کیا چوم رہا ہے؟" متوجہ فرمانے اور سوال کرنے کی وجہ سے مدنی منے کی نیند کافی حد تک دور ہو چکی تھی' جواب دیا "سبز سبز گنبد" (یقیناً جو چاند ہمیں نظر آرہا ہے وہی اس وقت پوری کائنات کے ہر مقدس مقام کو اپنی کرنوں کے ذریعے چومنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے)۔ اتنی دیر میں

غَلَبہ نیند بے حد کم ہو چکا تھا' آپ نے انہیں وضو خانے پر بٹھادیا۔ مدنی منّے نے وضو فرمایااور نماز تہجّد میں مشغول ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

(ii) ایک مرتبہ آپ فیضانِ مدینہ سے پیدل (موجودہ) گھر کی طرف تشریف لے جارہے تھے' چھوٹے صاحبزادے محمد بلال قادری بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ سگِ عطار کو بھی شَرَفِ حاضری حاصل تھا' فٹ پاتھ پر چلتے چلتے آپ اور مدنی منّے کے درمیان ایک لوہے کا پائپ آگیا جس پر ایک سائن بورڈ لگا ہوا تھا' جب آپ اس پائپ سے آگے بڑھے تو مدنی منے نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ جواب دے کر مسکرائے اور مجھ سے دریافت فرمایا "معلوم ہے کہ بلال نے سلام کیوں کیا ہے؟" سگِ عطار نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ فرمایا اس لئے کہ حدیثِ پاک میں ہے "مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت' دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔ (ابوداؤد) سبحان اللہ۔ (اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے)

(۲) اپنی اولاد کو کسی غلطی میں مبتلاء دیکھ کر اَحسَن طریقے سے اصلاح کیلئے عملی کوشش کرنا حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کی (اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی) سنّتِ مبارکہ ہے۔

(۳) عملی تبلیغ کی طرح قولی تبلیغ بھی اِصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۴) وضو و دعا میں حد سے بڑھنا اللہ تعالیٰ' اس کے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ناپسند ہے۔

(۵) حدیثِ پاک میں آپ نے صاحبزادے کو "اَیْ بُنَیَّ" (یعنی اے میرے بچے) "کہہ کہ خطاب فرمایا" "بُنَیَّ" "اِبنٌ" کی تصغیر ہے۔ (اسم تصغیر وہ

اسم ہے کہ جس میں حقارت والے معنی پائے جائیں۔(فیروز اللغات)۔ لیکن بعض اوقات تصغیر کو اظہارِ شفقت کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیثِ پاک میں بنی کو حقارت کے لئے نہیں بلکہ شفقت کے اظہار کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں بھی ہے "وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ"(اور یاد کرو جب لقمن نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا کہ اے میرے بیٹے (ترجمہ کنزالایمان پ۲۱ لقمن ۱۳)۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین میں یٰبُنَیَّ کے آگے تحریر فرماتے ہیں "تصغیر اشفاق"(یعنی یہ تصغیر اظہارِ شفقت کیلئے ہے۔)"

(۶) وضو و دعا میں حد سے بڑھنے والوں کی عنقریب آمد کی خبر دینا اس بات کی طرف واضح دلالت ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا فرمایا گیا ہے۔

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ نے اپنی اولاد کی دینی واخلاقی تربیت کیلئے بھی کوئی عملی قدم اٹھایا ؟یا پھر صرف اور صرف ان کے غیر یقینی دنیاوی مستقبل کی فکر میں ہی ہمہ وقت پریشان رہتے ہیں؟

(۲) آپ اپنی اولاد کو کسی غلطی میں مُبتلاء دیکھ کر حکمت کے ساتھ ان کی اصلاح کیلئے کوئی عملی کوشش کرتے ہیں یا لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلسل درگزر سے کام لیتے ہوئے انہیں خطاؤں کا عادی بنانے میں مُعاوِن ثابت ہوتے ہیں؟

(۳) کیا آپ نے بھی کبھی سنت کی نیت سے قولی تبلیغ میں حصہ لیا؟

(۴) آپ وضو اور دعا میں حد سے بڑھنے کے عادی تو نہیں؟

(۵) کیا آپ نے کبھی اپنی اولاد کو اسمِ تصغیر کے ساتھ ندا دی؟

دُعا:۔

اے ربِ کائنات عزّوجل! ہمیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کے صدقے میں اپنی اولاد کی دینی تربیت کرنے، قولی تبلیغ میں کثرت سے حصّہ لینے، کبھی کبھی اپنی اولاد کو اظہارِ شفقت کیلئے اسمِ تصغیر کے ساتھ نداء دینے اور دُضو و دعا میں حد سے بڑھنے سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث پاک نمبر (40)

"قبر میں سوالات"

حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے پیٹھ پھیر کر چل پڑتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنتا ہے[1] پھر اس کے پاس دو فرشتے[2] آتے ہیں اور اسے بٹھا کر کہتے ہیں کہ تو ان صاحب[3] یعنی محمد[4] صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہا کرتا تھا[5]؟" پس مومن تو کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ عزّوجل کے بندے اور اس کے رسول ہیں[6] تو (دُرست جواب دینے کی بناء پر) اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا دوزخ کا ٹھکانا دیکھ، جسے اللہ تعالیٰ نے جنّت کے ٹھکانے سے بدل دیا ہے[7]"۔ وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے[8]"لیکن مُنافِق و کافر، تو جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تو ان صاحِب کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے "میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا کہ جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے[9]"۔ پس اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو نے پہچانا نہ قرآن پڑھا[10]"اور پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں[11] سے سخت مار ماری جاتی ہے[12] تو (اس کے باعث) وہ ایسی چیخ پکار کرتا ہے جسے جِن و اِنس کے علاوہ اس کی تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں۔[13] (مُتفق علَیہ)

راوی :۔

آپ کا تعارف حدیث پاک نمبر (۳۱) کے تحت گزر گیا۔

وضاحت :۔

[1] بعدِ وفات اللہ عزوجل کی عطا سے انسان کی قوتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے جس کے باعث منوں مٹی کے نیچے دبا دیئے جانے کے باوجود وہ قدموں کی آہٹ سننے پر قادر ہو جاتا ہے۔ [2] یعنی منکر اور نکیر۔ سوالات کرنے کیلئے۔ [3] یہاں صاحب کہا گیا' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)' نبی اللہ (عزوجل) نہ فرمایا گیا' کیونکہ یہ مقامِ امتحان ہے اگر ان الفاظِ تعظیمی سے ذکرِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا تو پھر امتحان کہاں رہتا بلکہ یہ الفاظ تو مُردے کیلئے تلقین ثابت ہوتے۔ [4] یہ وضاحت خود مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے' اگر راوی کی طرف سے ہوتی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پھر "نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ استعمال ہوتے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک انتہائی اَدب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ [5] قبر میں ہر مُردے سے تین سوال کئے جاتے ہیں۔ (i) مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب عزوجل کون ہے ؟ (ii) مَادِیْنُکَ یعنی تیرا دین کیا ہے ؟ (iii) حدیثِ پاک میں مذکور سوال۔ لیکن یہاں صرف ایک کا ہی ذکر کیا گیا۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (i) راوی نے اختصاراً ایسا کیا۔ (ii) پہلے دو سوالوں کے مشہور ہونے کی بناء پر انہیں ترک فرمادیا کیونکہ مشہور چیز ذکر کئے بغیر بھی یاد رہتی ہے۔ (iii) چونکہ تیسرے سوال کا جواب' پہلے دو سوالوں کے جوابات کو بھی شامل ہے لہذا ان کا ذکر نہ کیا کیونکہ جو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) مانے گا وہ اللہ عزوجل کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین بھی ضرور مانے گا۔ [6] چاہے اس نے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے زیارت نہ کی ہو' پھر بھی اپنی قوتِ ایمانی' نیک اَعمال اور گناہوں سے دور رہنے کی برکت سے آپ کو پہچاننے پر قادر ہو جائے گا۔ [7] یعنی اگر تو اپنے رب (عزوجل) کو راضی کر کے نہ مرا ہوتا اور قبر کے سوالات کے جوابات دینے میں ناکام ہو جاتا تو تیرا ٹھکانا جہنم تھا لیکن اب جبکہ ایسا نہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے بعد داخلِ جنت فرمائے گا۔ [8] یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم و عطا سے اس کے دیکھنے کی قوت میں اتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ خود سے کروڑوں میل دور واقع جنت و دوزخ کو قبر میں بیٹھے بیٹھے ہی دیکھ لیتا ہے۔ [9] یعنی کافر تو اپنی بے ایمانی کے باعث پہچاننے سے محروم رہے گا چاہے اپنی زندگی میں بارہا اس نے مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور منافق اگر اعتقادی ہوگا تو وہ بھی اسی سابقہ علت کی وجہ سے ہلاک ہوگا اور اگر عملی ہو تو اپنے گناہوں کی نحوست کی بناء پر اپنے ایمان کو اس قدر کمزور کر چکا ہوگا کہ یہ جواب دینے پر

مجبور ہو جائے گا اور اس کی نافرمانیوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت بھی حاصل نہ ہو گی۔ (مُنافِقِ اِعتِقادی وہ ہے کہ جو زبان سے تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن حقیقتاً دولتِ ایمان سے محروم ہوتا ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں کثیر تھے۔" اور مُنافِقِ عَمَلی وہ ہے کہ جو زبان و دل سے تو مسلمان ہو لیکن اس میں منافقِ اِعتِقادی والی خصلتیں اور عادتیں موجود ہوں۔ یہ اس زمانے میں کثرت سے موجود ہیں۔ مثلاً مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ (بخاری) یہاں مُنافِقِ عَمَلی ہی مراد ہے) [۱۰] مدنی آقا صلی اللہ لیہ وسلم کی نُبوّت کی مَعرِفت کے دو طریقے ہیں (i) عقلی دلائل سے جیسے مُعجِزات (ii) نقلی دلائل سے جیسے آیاتِ قُرآنِیَّہ۔ اب مطلب یہ ہے کہ نہ تو تُو نے زندگی میں انہیں عقلی دلائل سے پہچانا اور نہ ہی نقلی دلائل سے مَعرِفت حاصل کی۔ [۱۱] ہتھوڑوں سے مارنے والے دوسرے فرشتے ہیں۔ جنہیں عذاب دینے کیلئے کافر و منافق پر تا قِیامت مُسَلّط کر دیا جاتا ہے۔ [۱۲] کہ اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو جاتی ہیں۔ لیکن پھر دوبارہ دُرُست ہو جاتی ہیں اور یہ عمل قِیامت تک ہوتا رہے گا۔ [۱۳] جن و اِنس کو آواز اس لئے سنائی نہیں دیتی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایمان بالغیب مُعتَبَر ہے، چنانچہ اگر جن و اِنس ان آوازوں کو سن لیں تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور اس صورت یہ ایمان بالغیب نہ رہے گا اور ایسا ایمان لانا بارگاہِ الٰہی عزّوجل میں ناقابلِ قبول ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ فرعون کا آخری وقت میں ایمان لانا اسے کچھ نفع نہ پہنچا سکا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "حَتّٰی اِذَا اَدرَکَهُ الغَرَقُ قَالَ اٰمَنتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیٓ اٰمَنَت بِهٖ بَنُوٓا اِسرَآئِیلَ وَاَنَا مِنَ المُسلِمِینَ۔ یہاں تک کہ جب اسے (یعنی فرعون کو) ڈوبنے نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔ (ترجمہ کنزالایمان ۱۱۔ یونس۔ ۹۰) تفسیر خزائن العرفان میں اسی آیت کے تحت ہے کہ "فرعون نے تمنائے قبولِ ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر وہ حالتِ اختیار میں ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہہ لیتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا لیکن اس نے وقت کھو دیا۔)

مدنی پھول :۔

اس حدیثِ کریمہ سے یہ مہکتے چمکتے دمکتے مدنی پھول حاصل ہوئے۔

(۱) مرنے کے بعد ہر شخص کی دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں بے حد بڑھ جاتی

ہیں۔ چاہے وہ منافق و کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (جب ایک عام مومن اور منافق و کافر کی سماعت و بصارت کا یہ عالم ہے تو انبیاء علیہم السلام ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کاملین رحمہم اللہ علیہم کی سماعت و بصارت کا عالم کیا ہوگا؟ چنانچہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ محبوب باری تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو دیکھنے اور اس کی فریاد سننے پر قادر ہیں بالکل حق و درست ہے)

(۲) جنت ' دوزخ اور فرشتوں کا تعلق غیبی امور سے ہے ' یہی وجہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں عام لوگ انہیں دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد ہر شخص انہیں دیکھے گا چنانچہ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد ہر شخص پر بے شمار غیبی چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں۔

(۳) مُردے سے سوالات کا سلسلہ ' لوگوں کے لوٹ جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

(۴) سوالات کیلئے دو فرشتے تشریف لاتے ہیں۔ (جنہیں منکر نکیر کہتے ہیں)

(۵) سوالات ' مردے کو بٹھا کر کئے جاتے ہیں۔

(۶) مُردے سے تین سوالات کئے جاتے ہیں (i) تیرا ربّ کون ہے۔ (ii) تیرا دین کیا ہے؟ (iii) تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ لیکن بعض مصلحتوں کی بناء پر مذکورہ حدیثِ پاک میں صرف ایک سوال کا ذکر ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرّب بندے ایک وقت میں ہزاروں مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔ (کیونکہ دنیا بھر میں بیک وقت ہزاروں لوگ مرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی قبر میں منکر نکیر بھی تشریف لاتے ہیں اور ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ افروز ہوتے ہیں)

(۸) مومن اِمتحان میں کامیاب اور منافق و کافر ناکام رہیں گے۔

(۹) عذابِ قبر حق ہے۔

(۱۰) مُنافِق و کافر کے عذاب کی ایک صورت یہ ہے کہ انہیں لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جائے گا۔

(۱۱) جِن واِنس کے علاوہ بے شمار چیزیں عذاب کی آواز سنتی ہیں۔

(۱۲) قبر میں ہر شخص کو زندہ کیا جائے گا۔(ورنہ سُوال کس طرح کیئے جائیں گے)

(۱۳) جنّت ودوزخ پیدا کی جاچکی ہے۔

(۱۴) قُبر کا مُعَاملہ ایک غیبی مُعَاملہ ہے' جسے مُخبِر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنتہائی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا' چُنانچِہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہمارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل ہے اور چونکہ آپ کے خبر دینے سے ہمیں بھی علم حاصل ہوا چنانچِہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بتانے سے کچھ عِلمِ غیب ہمیں بھی حاصل ہے۔

(۱۵) مومن کو سُوالات کے جوابات میں کامیابی کے بعد پہلے دوزخ اور پھر جنت دکھائی جائے گی۔ (یہ اس لئے ہے تاکہ اسے دوہری خوشی و فرحت حاصل ہو' ایک جہنم سے آزادی کی' دوسری جنّت کے حُصول کی۔ اگر ابتداءً ہی جنتی ٹھکانہ دکھادیا جاتا تو صرف ایک ہی خوشی حاصل ہوتی)۔

مُحاسَبہ :۔

(۱) کیا آپ نے قُبر کے سُوالات کی تیاری مکمل کرلی ہے؟

(اس مقصد کی تکمیل کیلئے دعوتِ اسلامی کے اِنقلابی ماحول کے قریب رہنا بے حد ضَروری ومفید ہے)

دُعا :۔

اے ربِ غفار! ہمیں مکۃ المکرمہ' مدینہ منورہ' کعبۃ اللہ سبز سبز گنبد'

سنہری جالیوں اور خاکِ مدینہ کے صدقے میں جلد از جلد موت سے پہلے پہلے قبر کی تیاری مکمل کر لینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بجاہِ النبیِ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

تمّت بالخیر

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالمُرسَلِینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

۱۲ رمضان المبارک۔ ۱۴۱۹ھ

شب پیر۔ وقت تقریباً ۷ بجکر ۱۵ منٹ

سگِ عطار کی چند مزید تصنیفات کا مختصر تعارف :۔

جنہیں عنقریب آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

ان شاء اللہ عزوجل

مدینہ :۔ خیال رہے کہ یہ تعارف "باعتبارِ مایئول الیہ" ہے۔ (کن اوجہ)

(۱) عاشقوں کی عید

اس مدنی رسالے میں سلطانِ مدینہ قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، شہنشاہِ دو عالم، فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے ایمان افروز واقعات کے علاوہ، بارھویں شریف کو شایانِ شان طریقے سے منانے کی فضیلت اور طریقہ درج کیا گیا ہے۔ خاص طور پر دعوتِ اسلامی کے مروّجہ طریقے کے مطابق اس مبارک موقع پر جن عبادات و معاملات کو اختیار کیا جاتا ہے، انہیں دلچسپ انداز میں حتی الامکان نقلی و عقلی دلائل سے ثابت و واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

امید ہے کہ اسکے مطالعے کی برکت سے اس نورانی موقع کی برکات سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے میں بے حد مدد ملے گی۔

(۲) الاستاذ

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس کتاب میں خصوصاً نئے اساتذہ کرام

کی رہنمائی کیلئے آیات و احادیث و اقوال و اعمال بزرگان دین کی روشنی میں چند معروضات درج کی گئی ہیں۔ اس میں مقصود بالذات تو درس نظامی کے اساتذۂ کرام کیلئے تدریس و دیگر معاملات میں آسانی و رہنمائی فراہم کرنا ہے، لیکن اگر پسند فرمائیں تو حفظ و ناظرہ و قرأت کے اساتذہ بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ یونہی اصلاحی مدنی پھولوں کے بیان سے اصل مراد تو نئے اساتذۂ کرام کو اغلاط سے دور رکھنا ہے، لیکن اگر اس کتاب کو تعصب و حسد و حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھا گیا تو ان شاء اللہ عزوجل یقین ہے کہ تمام اساتذہ کیلئے یکساں مفید ثابت ہو گی۔

غالباً اتنی تفصیل اور باریک مشاہدے کے ساتھ، اس موضوع پر، آج تک کوئی دوسری کتاب نہیں لکھی گئی اس کتاب کی "افادیت" اور "دعویٰ کی صداقت" کا اندازہ مطالعہ کے بعد بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

(ذالک بفضل اللہ فقط)

(۳) اَلْمُتَعَلِّمُ

اس کتاب میں تحصیلِ علم دین کے سلسلے میں طلباء اسلامی بھائیوں کی رہنمائی کیلئے بے شمار مدنی پھول جمع کیے گئے ہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل، ان نکات کی رعایت کی برکت سے "ظاہری باطنی اصلاح" علم دین کی تحصیل میں آسانی" اور "مستقبلِ قریب میں سنتوں کی خدمت کیلئے تیاری" میں بے حد مدد ملے گی۔

درسِ نظامی کے طلبہ کے علاوہ حفظ و ناظرہ و قرأت و تجوید کے طالب علموں کیلئے بھی مفید ثابت ہو گی۔

(٤) اَلْمُلَاقَاۃ

صراطِ مستقیم سے دور اسلامی بھائیوں کو، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل کرنے کیلئے، مبلغین اسلامی بھائیوں کا "احسن طریقے سے ملاقات کرنا" اور حکمت کے ساتھ دعوت دینا" بے حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ۔ اپنے ربّ کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی

نصیحت سے۔ (ترجمہ کنزالایمان پ۱۴ النحل ۱۲۵) ۔اس کتاب میں ملاقات کرنے اور دعوت دینے کے ایسے طریقے بیان کئے گئے ہیں کہ جن پر عمل کی برکت سے بہت کم وقت میں کثیر اسلامی بھائیوں کو مدنی ماحول کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے۔
غالباً اس موضوع پر بھی اتنی تفصیل و وضاحت کے ساتھ آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ (ذالک بفضل اللہ تعالیٰ)

(۵) البیان

اس کتاب میں 'بیان کیلئے مواد جمع کرنے' اسے ترتیب دینے' بیان کرنے اور بیان سکھانے کے بارے میں تفصیلاً گزارشات جمع کی گئی ہیں۔ مبلغین کیلئے ایک عظیم دولت ہے جس کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل۔

(۶) التمہید

اکثر مبلغین اس سلسلے میں پریشان نظر آتے ہیں کہ "مختلف موضوعات پر مشتمل بیانات کو کس طرح شروع کیا جائے" بعض اوقات تو یہ تفکر' انتہائی ٹینشن میں مبتلاء کردیتا ہے۔پھر بعض اوقات مناسب طریقے سے ابتداء نہ کرنے کی بناء پر بیان پر مبلغ کی گرفت کمزور ہو جاتی ہے' نتیجتاً بہترین مواد موجود ہونے کے باوجود وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا' جو ہونا چاہیئے۔اس کتاب کے مطالعے کے بعد ان شاء اللہ عزوجل کسی بھی عنوان کے تحت بیان کی ابتداء میں کوئی دشواری محسوس نہ ہوگی۔غالباً اس نوعیت کی بھی آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔(ذالک بفضل اللہ تعالیٰ)

(۷) اَلْاَمثلہ

سگِ عطار نے دعوتِ اسلامی کے ماحول کی برکت سے طویل عرصے تک بیان کرنے کے دوران یہ بات بخوبی محسوس کی کہ "اگر اپنی بات کو مثالوں کے ذریعے سمجھایا جائے تو نہ صرف بات بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے بلکہ بیان بھی بہت زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔" اور کیوں نہ ہو کہ مثالوں کے ذریعے اپنی بات

سمجھانا' اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ اس کتاب میں درج کیا گیا ہے۔ اسی چیز کے پیشِ نظر اس میں مختلف موضوعات سے متعلق بے شمار مثالوں کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ مبلغین کو ان مثالوں کو اپنے بیان میں شامل کرنا بالکل دشوار محسوس نہ ہوگا۔ غالباً یہ بھی اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ (ذالک بفضل اللہ فقط)

(۸) اَلْاِسْتِمْدَاد

اس میں پیارے آقا صلی اللہ عَلَیہ وسَلم اور آپ کی امتِ کریمہ کے اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد طلب کرنے کے سینکڑوں واقعات جمع کئے گئے ہیں۔

(۹) بَیْعَت کی اہمیت

اس میں بیعت کی اہمیت و ضرورت کو دلائل کی روشنی واضح کیا گیا ہے۔ نیز بیعت کے بارے میں ذہن میں پیدا ہونے والے بے شمار سوالوں کے جوابات بھی درج ہیں۔

(۱۰) سرمایۂ آخِرت

سگِ عطار محمد اکمل عطا قادری عطاری کے نعتیہ کلام کا مجموعہ۔

(۱۱) باطنی گناہ اور ان کا علاج

اس میں باطنی گناہوں کے علاج کی فرضیت' ان گناہوں کی تعریفات' علامات' اسباب اور ان سے بچنے اور دور کرنے کے طریقے درج کئے گئے ہیں۔

(۱۲) اَلدُّعاء

یہ کتاب خصوصاً ان مبلغین اور مبلغات کیلئے تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے کہ جنہیں اجتماع کے بعد دعا کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس میں بے شمار دعائیں جمع کر دی گئی ہیں جن کی برکت سے ان شاء اللہ عزوجل آئندہ دعا کروانے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہ ہوگی۔

مکتبہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ مزنگ کی کتب ملنے کے پتے

سنی کتب خانہ
ستا ہوٹل۔ لاہور

رضا ورائٹی ہاؤس
ستا ہوٹل۔ لاہور

مکتبہ فیضان مدینہ
امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبہ عرفات
لوچڑ خانہ روڈ۔ سیالکوٹ

مکتبہ غوثیہ
کچہری بازار۔ اوکاڑہ

مکتبہ فیضان مدینہ
فوارہ چوک۔ گجرات

مکتبہ کنز الایمان
مین بازار۔ کندیاں
ضلع ۔ میانوالی

مکتبہ غوثیہ
سبزی منڈی نمبر 1۔ کراچی

مکتبہ فیضان مدینہ
مین بازار لالہ موسیٰ

مکتبہ نوریہ رضویہ
وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
خوشخبری
اس رسالے میں دعوت اسلامی کے مروجہ طریقے کے عین مطابق
عید میلاد النبی ﷺ منانے کا عقلی و نقلی دلائل کا دلچسپ انداز سے
ثبوت پیش کیا گیا ھے
عاشقوں کی عید
مولف
علامہ
محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ
ناشر:
مکتبہ اعلحضرت علیہ الرحمتہ
(جنازہ گاہ) مزنگ لاہور